کہانی

رانی کیتکی

اور

کنور اودے بھان کی

تصنیف

میر انشاء اللہ خاں انشا دہلوی

مرتبہ

ڈاکٹر مولوی عبدالحق

مولانا امتیاز علی خاں عرشی

سیّد قدرت نقوی

ترقی اردو پاکستان

بابائے اردو روڈ۔ کراچی۔ نمبر ۱

کہانی

رانی کیتکی

اور

کنور اودے بھان کی

تصنیف

میر انشا اللہ خاں انشا دہلوی

مرتبہ

ڈاکٹر مولوی عبد الحق
مولانا امتیاز علی خاں عرشی
سید قدرت نقوی

انجمن ترقی اردو پاکستان
بابائے اردو روڈ کراچی - ۱

سلسلۂ مطبوعات انجمن ترقی اردو۔ شمارہ ۳۶۰

پہلی اشاعت: ۱۹۳۲ء
دوسری اشاعت: ۱۹۵۵ء
تیسری اشاعت: ۱۹۷۵ء
چوتھی اشاعت: ۱۹۸۶ء
قیمت بارہ روپے

طابع
انجمن پریس، تشتر روڈ، کراچی

فہرست مضامین

حرفے چند	جمیل الدین عالی	۴
مقدمہ	سید قدرت نقوی	۵
دیباچہ طبع اول	ڈاکٹر مولوی عبدالحق	۴۰
تشریح اختصارات	سید قدرت نقوی	۴۲
کہانی رانی کیتکی کی	میر انشاء اللہ خاں انشا دہلوی	۴۳
فرہنگ	سید قدرت نقوی	۱۰۸

حرفِ چند

جمیل الدین عالی
معتمد اعزازی

آج اردو کے تنقیدی اور تخلیقی حوالوں میں رانی کیتکی ایک لازمہ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہ کتاب تصنیف کے فوراً بعد ہی چھپ گئی تھی اور سب لوگ ہمیشہ سے اس کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں۔

دراصل اسے پہلی بار چھاپنے کا سہرا بھی انجمن اور بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق کے سر ہے۔ مولوی صاحب اردو ادب کو قدیم کتابیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالتے تھے اور بڑی توجہ کے ساتھ چھاپتے تھے۔ ان کتابوں سے اردو زبان و ادب کے قدیم گوشے تو سامنے آتے ہی تھے ان کے ذریعے عصری اندازِ فکر اور قدیم واقعات اور کہانیوں، خوابوں کے طلسمات پر بھی روشنی پڑتی تھی۔

رانی کیتکی کے بارے میں دعویٰ کیا جاتا تھا کہ خالص اردو میں ہے یعنی اس میں عربی فارسی ترکی کے الفاظ نہیں۔ اردو کی یہ تعریف تاریخ اردو پر ایک مخصوص نقطۂ نظر کی نمائندگی ضرور کرتی ہوگی لیکن جس زبان کو غالب ترین اکثریت نے جانا اور برتا وہ بہت سی زبانوں کے بے شمار الفاظ کا ایک خوب صورت آمیزہ ہے اور پھر بھی اردو ہے۔ یہی نہیں کہ ماضی میں اس نے دوسری زبانوں سے ان کے الفاظ و اظہار کے لیے

بلکہ اب بھی وہ کسی جدید و قدیم زبانوں کے قابلِ قبول الفاظ اور پیرائے اپنے اندر سموتی رہتی ہے۔ یہی اس کی زندگی اور تازگی کے اسباب ہیں۔

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۰۳ء میں چھپا تھا۔ پھر مولانا امتیاز علی خاں عرشی رام پوری نے اس ایڈیشن کو رضا لائبریری رام پور کے دو مخطوطوں سے مقابلہ کرکے درست کیا اور اختلافِ نسخ حواشی میں ظاہر کر دیئے۔ وہ تصحیح شدہ نسخہ ۱۹۵۵ء میں چھپا لیکن نہ جانے کیوں مولانا موصوف کا نام بحیثیت مرتب شامل ہونے سے رہ گیا۔ معذرت بابائے اردو کر چکے تھے اب اس فروگذاشت کا عملی ازالہ اس تیسرے ایڈیشن میں کیا جارہا ہے۔ حق بہ حق دار رسید۔

تیسرے ایڈیشن کی طباعت کا ارادہ کیا گیا تو سید قدرت نقوی صاحب نے یہ تجویز پیش کی کہ اس کے مشکل الفاظ کی فرہنگ اور اس کتاب کی زبان پر کچھ لکھ دیا جائے۔ اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے سید صاحب ہی سے درخواست کی گئی کہ اس کام کو وہی انجام دیں۔ موصوف نے کام شروع کیا تو اس نسخے کو بھی دیکھا جو مولانا عرشی نے درست کیا تھا۔ اس کے دیکھنے پر یہ ظاہر ہوا کہ مولانا عرشی نے بعض الفاظ کاٹ کر متن تو درست کر دیا تھا لیکن اختلاف کی نشان دہی نہیں کی تھی۔ سید صاحب نے ایسے تمام مقامات کو حواشی میں ظاہر کر دیا ہے اور نمبر حواشی قوسین ( ) میں لکھے ہیں تاکہ ممیّز رہیں۔ ساتھ ہی سابقہ ایڈیشنوں کے بعض املائی اختلافات اور تسامحات حواشی بھی توسینی نمبروں میں ظاہر کر دیے ہیں۔

سید قدرت نقوی صاحب نے کتاب پر ایک مبسوط مقدمہ سپردِ قلم کیا ہے جو میر انشاء اللہ خاں انشا کی زبان دانی ان کے مکتبِ فکر کا نمائندہ تبصرہ کہا جا سکتا ہے۔ الفاظ کی فرہنگ بھی شامل کر دی ہے اور اس طرح موجودہ ایڈیشن کی افادیت میں کافی اضافہ ہو گیا ہے۔ اب یہ کتاب طلبا اور قارئین اور محققین کے لیے زیادہ مفید ثابت ہو گی۔

مقدمہ

سیّد انشا اللہ خاں انشاؔ زبان کے بڑے پارکھ اور متعدد زبانوں اور بولیوں کے ماہر تھے۔ جس کا ثبوت ان کی متعدد تصنیفات سے ملتا ہے۔ کلیات میں تقریباً ہر زبان اور ہر بولی کے اشعار موجود ہیں۔ دریائے لطافت میں اردو کے مختلف روپ، علاقے اور لہجے کے امتیاز کے ساتھ انھوں نے پیش کیے ہیں۔ دریائے لطافت میں وہ اردو کی تعریف اس طرح فرماتے ہیں:

'بالجملہ زبان اُردو مشتمل است بر چند زبان، یعنی عربی و فارسی و ترکی و پنجابی و پوربی و برجی وغیر آں مثال مدلل:

"واللہ باللہ تمام شب باجی جان کہتی تھیں کہ مجھے چھوٹے بھائی پر بہت تپہا آتا ہے کہ ناحق ناحق تکاجی کو ساتھ لے کے پایندہ بیگ کھٹے کے گھر دوڑ دوڑ کے جاتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس جھلّے کی دوستی میں اپنا سر کٹوا دے۔ میں نے کہا: آپ کاہے کو کڑھتی ہیں اس لڑکے کا اللہ بیلی ہے۔ پایندہ بیگ کیا ہے"[1]

اس مثال میں اگر زبانوں اور بولیوں کی آمیزش کا تجزیہ کیا جائے تو انشا اپنے دعوے میں پورے اُترتے نظر آئیں گے "ناحق ناحق" پوربی سے "اپنا سر کٹوانا" پنجابی سے "کاہے کو" برج سے اردو میں آئے ہیں۔ عربی، فارسی اور ترکی کے الفاظ واضح ہیں۔

انشا کو ہر طبقے کی اردو زبان پر عبور حاصل تھا: یہاں دریائے لطافت سے اسی قسم کے اقتباسات پیش کیے جا رہے ہیں، جن میں ہر طبقے اور خطّے کی زبان قلم بند کی گئی ہے:

"گفتگو چنیا مل دلال در بارۂ خوشحال رائے جوہری:

---

[1] دریائے لطافت مطبوعہ مرشد آباد۔ ص ۱۰۰۔۱۰۱۔ مطبوعہ انجمن ۱۹۱۶ء ص ۴۲، آئندہ اول مرشد آباد کی مطبوعہ کا صفحہ بعدہٗ انجمن کی مطبوعہ کا صفحہ اس طرح: دریائے لطافت: ۱۰۱/۴۲ بطور حوالہ رقم ہوگا۔

"گھسائی (خوش حالی) جوہری کی بیجی باد (فیض آباد) میں ایسی بنی کہ کسی کی نہ بنی ہو۔ ڈوڑھی (ڈیوڑھی) دُردھی (ڈیوڑھی) پر کھبریل (کھپریل) وچ (میں) کھپریل دی (= کی) ساری دی ہٹ (= دکان) وہڑے (= صحن، آنگن، گھیرا) کے اندر کنو، کنوے کے منھ اوپر وڈا (= بڑا) لکڑا (= لکڑ، شہتیر) ہور (= اور) شخی دنجی (بھی) ایسا کہ ایسا کوئی بھی نہ ہوگا۔ مجھے دیکھتے ہی باگ باگ (باغ باغ) ہو گیا ہور وسی (اُسی) گھڑی چھ پیسے آدمی کو دیئے کہ جنیامل کے واسطے پوریاں ہور من بھوگ تو جاکے لاؤ ہور اس کے آؤتے آؤتے تاکر (= تک) دھیلے کی گاجراں ہور دھیلے کا چنا گُڑ لیکے دیا، کہ جب لگ وہ آؤتا ہے اس کے آؤتے تورٹی (= تک) منھ تو جھٹالو۔ رب چنگا چو کرے (= خدا اچھا کرے) تاں (تو) اس نے بھی تو غرما غرم (گرما گرم) لوچیاں ہور کچوریاں ہور من بھوگ ڈھیر سالاؤ کے میرے آگے رکھ دیا۔ میں نے کھاکے کرولی (= کلی) کرکے کہا کہ میں ہنڑ (ہن = اب) جاتا ہوں۔ سن کے بچارے نے چار پیسے کھیسے میں سے کڈھ (= نکال) کے دیئے۔ اس (= کا) کچھ بجار (بازار) سے لے کے منھ وچ ڈال دے جانا"[۲]

اس عبارت کی خوبی یہ ہے کہ آپ اس کو پنجابی آمیز اردو قرار دیں گے اور اس پر آپ حق بجانب بھی ہوں گے لیکن فی الحقیقت یہ انشا کے اپنے عہد کی ہندو(خوانی) بولی تھی جاٹ، گوجر، بنیے، راجپوت جو دیہات میں زندگی گزارتے یا شہر میں طبقہ جہلا سے ہوتے ان کی زبان یہی تھی۔ چنانچہ اب بھی کھڑی بولی کے علاقے میں اسی انداز کی زبان دور دراز کے دیہاتوں میں مروج ہے۔ انشا رانی کیتکی اس زبان میں باآسانی لکھ سکتے تھے لیکن انھوں نے اس کو اختیار نہیں کیا۔ کیوں؟ اس پر آگے چل کر بحث ہوگی۔ اب ایک پڑھے لکھے سوداگر کی زبان ملاحظہ فرمائیے:

---

[۱] قوسین میں لہجے کی وضاحت اور مشکل الفاظ کے معنی درج کیے گئے معنی کی شناخت کے لیے "=" مساوی کی علامت اختیار کی گئی ہے۔

[۲] دریائے لطافت: ۲۷، ۱۱۔

"کلام میرزا لطف علی پسر کاظم جبو سوداگر:

"کسی کے گھر میں ایک بیٹی ہوتی ہے تو اس کے مارے فکر کے نیند نہیں آتی۔ مجھ کو تو تین بیٹی ہیں، کیا کروں چار پہر رات سے مارے اندیشے کے شیخ سعدی کی گلستاں پڑھا کرتا ہوں۔ بھلا صاحب جس کو تین بیٹیاں ہوں وہ گلستاں پڑھ کے جی نہ بہلائے تو کیا کرے۔"[1]

یہ اقتباس بلا تبصرہ اس لیے ہے کہ اس میں روزمرے اور محاورے کی خلاف ورزیاں ہیں مگر بازاری زبان یہی تھی اور اب بھی اسی انداز کی ہوتی ہے۔ سادات بارہہ کا علاقہ ضلع مظفر نگر کا علاقہ ہے یہاں کی لسانی خصوصیات دنیا بھر سے مختلف ہیں نمایاں خصوصیات میں "ڑ" اور "نون غنہ" اور "تشدید" کا استعمال بکثرت پایا جاتا ہے۔ انشا نے عایت سے کام نے کر دہلی کے اس محلّے کی زبان پیش کی جس میں سادات بارہہ والے رہتے تھے:

"اس چھوکرے کوں میں نے کتڑاں (= کتنا) کہا کہ مجھ سوں نہ بولا کر۔ دو ٹانگاں ما (= میں) سر کر دوں گا۔ اب توں (تو) اپنے (= اپنے) اوپر بدنامی نہیں آئی۔ کہیں بارہے ماہمیں بدنام نہ کرنا۔"[2]

کھڑی، ہریانوی، برج اور پنجابی بولیاں قدیم زمانے میں کچھ زیادہ مختلف نہ تھیں ان میں اختلاف چند مخصوص الفاظ، تلفظ اور لہجے کی بنا پر کیا جاتا تھا۔ ان علاقوں کے رہنے والے باہم شیر و شکر تھے اور ایک دوسرے کی بولی سمجھنے میں کوئی دقت محسوس نہیں کرتے تھے۔ اور ان علاقوں کے دور دراز دیہاتوں کے باسی آج بھی کوئی دشواری محسوس نہ کریں گے۔ لیکن تہذیبی دور میں ان بولیوں میں بہ لحاظ تہذیب اختلاف بڑھتا گیا اور آج مغائرت کی ایک دیوار حائل ہو چکی ہے، اگر اس دیوار کو دور کر دیا جائے تو شاید اتنی مغائرت نہ رہے جتنی کہ پائی جاتی ہے۔ اہل پنجاب کی اردو بھی چند مخصوص الفاظ، کچھ محاورے اور روزمرے کے فرق اور اختلاف لہجہ کی وجہ سے ممیز رہی ہے انشا کے عہد میں یہی حال تھا۔ وہ صاف اردو بہ لہجہ پنجابی کے عنوان سے دو گفتگو درج کرتے ہیں۔ غالباً لہجے سے ان کی مراد وہی امتیازی خصوصیات ہیں جو ہم نے اوپر بیان کی ہیں زیادہ سے زیادہ اس میں انداز تکلم کو شامل کیا جا سکتا

---

[1] دریائے لطافت: ۴۰، ۱۸ [2] دریائے لطافت: ۴۳، ۲۰

ہے ۔ یہ دونوں اقتباس ملاحظہ فرمائیے :

(۱) "مجھے اس بات کی کیا خبر کہ یہاں کون کون رہتا ہے، جانے میری بلا کہ کس ایسی تیسی کا دوپٹہ اور دو روپے جاتے رہے ہیں، اور کون کافر لے پیر لے گیا ہے ؟ جس پہ چوری ثابت ہووے اس کی شوق سے پَتُّو اتار لو اور مشکیں باندھ کر کوڑے لگاؤ[ا]"

(۲) حسنؑ اور حسینؑ کی ایسی ذات ہے کہ جن کے پیغمبرِ خدا شُتر بنے تھے اور باغِ ارم ان کے غلاموں کا گھر ہے۔ قضا و قدر جو چاہے سو ہووے۔ نانا جنھوں کا محمدؐ اور پدر علی مرتضیٰؑ و مادر فاطمہؓ، کس کے پسر کا منھ ہے جو ان سے برابر ہووے[ا]"

اب آئیے ذرا اہلِ دہلی کی گفتگو سُنیے ان میں سے پہلی عوامی بول چال ہے جو گلی کوچوں اور بازاروں میں بولی جاتی تھی اور آج بھی اسی طرح کی بولی بولتے ہیں۔ یہ "کرخنداری" بولی سے ممیز ہے، ممکن ہے کہ اس عہد کی اسی زبان نے کرخنداری کا روپ دھارا ہو :

"پھٹے منھ تیرا! چھَپا کے! کل یاروں سے چوری چوری نندا بنیے کی بیٹی سے مساس کر رہا تھا۔ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی قسم میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ دل میں آیا تھا، کہ پیچھے سے آکر ایک دھپ لگاؤں، لیکن میں نے کہا، کہ یار ہے، کیا ستاؤں ؟ ! اصل تو یہ ہے کہ بجا جی ! تم بڑے بے باک ہو۔ تمہاری پیٹھ ٹھونکا چاہیے، اور آٹھ آنے کی مٹھائی رکھ کر شاگرد ہوا چاہیے۔ کوئی پتر یا بھی مکر میں تیرے برابر نہیں۔ اس دن بھی، بر گد کے پیڑ تلے کبڑن کو رکھنا تیرا ہی کام تھا۔ کیا

(ا و ۲) دریائے لطافت : ۵۳ ، ۲۱ ۔

مدار کا دودھ پانی میں ملا کے کمال دکھایا ہے؟"[1]

عہدِ انشا میں عورتوں کی زبان کی طرف بھی توجہ دی گئی، اس خصوصیت میں انشا اور رنگین کو فوقیت حاصل ہے۔ انھوں نے "ریختہ" کے ساتھ ساتھ "ریختی" بھی ایجاد کی۔ انشا عورتوں کی زبان، لب و لہجہ، محاورات و روزمرہ اور مخصوص الفاظ کے ماہر ہونے کے علاوہ بعض الفاظ کے موجد بھی تھے۔ انھوں نے دریائے لطافت میں بھی عورتوں کی زبان کے نمونے دیے ہیں، یہ دو مکالمے دو عورتوں کے ہیں :

"اری سر مونڈی باندی! تو اتنا جھوٹھ کیوں بولتی ہے۔ اللہ کرے! تیری بوٹی بوٹی اوپر والیاں (= چیلیں) لے جائیں۔ اڑ جائے تو خیلا خندی! میں نے کب ستیاناس گئی تیرے دھینگڑے کی جورو کا گلا کیا؟ کہنے والی کو علی جی کی مار ہووے! ڈر لے! تیرے دیدے سے بیٹھے بٹھائے کیا اشغلا اٹھایا ہے؟ بھس میں چنگاری ڈال جمالو دور کھڑی"[2]

اب اس کے جواب میں موتی خانم کا کلام دیکھیے :

"اے صاحب! آپ کیوں باندی بندوڑوں کے منھ لگتی ہیں؟ ایسی باتوں سے ہوتا کیا ہے؟ زناخی! (سہیلی، دوست) ہم تو آگے ہی جانتے تھے کہ اس زمانے میں غریب پر رحم کرنا اچھا نہیں، پر کیا کریں؟ اندر والا (= دل) کم بخت نہیں مانتا۔ کیا جانیے ایسے کرتوتوں سے کیا جتن ہوتا ہے! اس چڈو کا کیا دوش ہے۔ کردۂ خویش آید پیش"[3]

---

[1] دریائے لطافت : ۲۸، ۸۴۔ انشا نے یہی عبارت ایک پوربی داں سے منسوب کرکے لکھی ہے جس میں چند لفظوں کو بدلا ہے۔ اور ہماری منقولہ عبارت میں چند پوربی لفظ بتائے ہیں۔

[2] دریائے لطافت : ۸۵، ۴۸۔

[3] دریائے لطافت : ۸۵، ۴۹۔

عورتوں کی زبان کا سلسلہ چلا ہے تو لگے ہاتھوں ایک بی جی کی گفت گو ایک میر صاحب کے ساتھ سُن لیجیے۔ یہ دل چسپ مکالمہ ہے۔ بی نورن ایک دہلی کی طوائف لکھنؤ جا رہی ہیں۔ دہلی میں ایک میر صاحب ان کے ہاں آیا کرتے تھے ان سے اتفاقیہ ملاقات ہو جاتی ہے۔ بی نورن شکوہ کرتی ہیں تو میر صاحب بمصداق : ع

ایک ذرا چھیڑیئے پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے

اپنی گفتگو میں ہر ایک کے لتّے لے ڈالتے ہیں۔ اس عہد کی معاشرتی زندگی اتنے اختصار کے ساتھ پیش کر دینا، انشا کا کمال ہے۔ بی نورن میر صاحب سے کہتی ہیں :

"اجی آؤ میر صاحب! تم تو عید کے چاند ہو گئے۔ دلّی میں آتے تھے، دو دو پہر رات تک بیٹھتے تھے اور ریختے پڑھتے تھے۔ لکھنؤ میں تمھیں کیا ہو گیا کہ کبھیں (کبھی) صورت بھی نہیں دکھاتے۔ اب کے کربلا میں کتنا ڈھونڈھا (ڈھونڈھا) کہیں تمھارا اثر آثار معلوم نہ ہوا۔ ایسا نہ کیجیو! کہیں آٹھوں میں بھی نہ چلو! تمھیں علیؑ کی قسم! آٹھوں میں مقرر چلیو!"[1]

میر صاحب بی نورن کو جواب کیا دیتے ہیں ایک دفتر کھول بیٹھتے ہیں :

"اجی بی نورن! یہ بات کیا فرماتی ہو، تم تو اپنے جیوڑے (دل) کی چین ہو، پر کیا کہیں! جب سے دلّی چھوٹی ہے، کچھ جی افسردہ ہو گیا ہے۔ اور شعر پڑھنے کو جو کہو تو اس میں بھی کچھ لطف نہیں رہا۔ مجھ سے سُنیے! اور ریختے میں استاد میاں ولی ہوئے، ان پر توجہ شاہ گلشن صاحب کی تھی۔ پھر میاں آبرو اور میاں ناجی اور میاں حاتم، پھر سب سے بہتر مرزا رفیع السودا اور میر تقی صاحب، پھر حضرت خواجہ میر درد صاحب برد اللہ مرقدہٗ جو میرے بھی استاد تھے۔

---

[1] دریائے لطافت : ۸۷، ۹۰۔

وہ لوگ تو سب مر گئے، اور ان کی قدر کرنے والے بھی جان بحق تسلیم ہوئے۔ اب لکھنؤ کے جیسے چھوکرے ہیں ویسے ہی شاعر ہیں۔ اور دلّی میں بھی ایسا ہی کچھ چرچا ہے

تخم تاثیر صحبت کا اثر۔

سبحان اللہ! یہ کون؟ میاں جرأت ہیں! بڑے شاعر۔ کوئی ان سے پوچھے تو تمہارا خاندان کس دن شعر کہتا تھا؟ اور رضا بہادر کا کون سا کلام ہے؟ اور میاں مصحفی کہ مطلق شعور نہیں رکھتے، اگر پوچھیے کہ "ضرب زید عمراً" کی ترکیب تو ذرا بیان کرو تو اپنے شاگردوں کو ہمراہ لے کے لڑنے آتے ہیں، اور میاں حسرت کو دیکھو اپنا عرق بادیان اور شربت انارین چھوڑ کے شاعری میں آ کے قدم رکھا ہے اور میر انشاء اللہ خاں بچارے میر ماشاء اللہ خاں کے بیٹے آگے پہ پیادے تھے ہم بھی گھورنے جاتے تھے۔ اب چند روز سے شاعر بن گئے۔ مرزا مظہر جانِ جاناں صاحب کے روزمرے کو نام رکھتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ ایک اور سنیے کہ سعادت یار طہماسپ کا بیٹا، انوری ریختے کا آپ کو جانتا ہے۔ رنگین تخلص ہے۔ ایک قصہ کہا ہے، اس مثنوی کا "دل پذیر" نام رکھا ہے۔ رنڈیوں (عورتوں) کی بولی اس میں باندھی ہے۔ میر حسن پہ زہر کھایا ہے۔ ہر چند اس مرحوم کو بھی کچھ شعور نہ تھا۔ بدر منیر کی مثنوی نہیں کہی، گویا سانڈے کا تیل بیچتے ہیں۔ بھلا! اس کو شعر کیوں کر کہیے؟ سارے لوگ لکھنؤ اور دلّی کے رنڈی سے لے کر مرد تک پڑھتے ہیں۔ بیت:

چلی واں سے دامن اٹھاتی ہوئی ‏‏‏‏ کڑے کو کڑے سے بجاتی ہوئی

سو اس بچارے رنگین نے بھی اسی کے طور پر قصہ کہا ہے۔ کوئی پوچھے کہ بھائی! تیرے باپ رسالدار مسلم، لیکن بچارا برچھے بھالے کا رکھنے والا، تیغے کا چلانے والا، تو ایسا قابل کہاں سے ہوا اور کلھائی پن جو بہت مزاج میں رنڈی بازی سے آگیا ہے تو ریختے کے تئیں چھوڑ کر ایک "ریختی" ایجاد کی ہے، اس واسطے کہ بھلے آدمیوں

کی بہو بیٹیاں پڑھ کر مشتاق ہوں، اور ان کے ساتھ اپنا منھ کالا کریں؟ بھلا یہ کلام ہے کہ:
"نچوڑی انگیا" اور "نگوڑی انگیا" اور "مروڑی انگیا" اور مرد ہو کے یوں کہے:

یہاں سے ہے کے پیسے ڈولی کہارو!
کہیں ایسا نہ ہو کم بخت میں ماری جاؤں!

اور ایک کتاب بنائی ہے۔ اس میں رنڈیوں کی بولی لکھی ہے"۔ اوپر والیاں = چیلیں، اوپر والا = چاند، اجلی = دھوبن، اندر والا = دل، اور سہ گانہ، دوگانہ، یگانہ، زناخی الائچی = دوست"

اور میلے میں جانے کا کون سا لطف ہے؟ کس واسطے کہ لکھنؤ کے گانے والے بھی لونڈے یا رنڈیاں ہیں۔ اگر لونڈے کو دیکھو تو "ٹپے" "بھڑوے" "شوری" کے بنائے ہوئے یاد ہیں۔ سندھ یا جنگلا (جھنگلا) یا کافی کے سوا بھنک کان میں نہیں پڑتی۔ عجب طرح کے بول کہ فہم میں نہیں آتے:

گزارا دم دا وے کسی طرح ہو جاندا
یار سمھال پیر دھرنا دو ویلی صحرا مجنوں دا

اور کپڑے بھی دیکھو تو نئی طرح کے، سر میں پیریاں (زلفیں) رکھے ہوئے اور چولی بھی انگرکھے کی چوتڑوں کے اوپر اور ازار کے پائینچے بھی ڈھیلے اور جوتا بھی بڑ جوڑائی دار۔ لاحول ولا قوت الا باللہ۔

اور رنڈیاں بھی تو "ٹپے" کے سوا گانے سے ربط ہی نہیں رکھتیں ہیں:

چیرے والا یار میرا وے، پیچی والا یار میرا وے
ناجا وے محرم ناجا کبھی تو ساڈی مان گلاّ وے

اور جالی کی کرتی، اور گوکھرو کی انگیا، اور دوپٹہ بھی گوکھرو کا، اور پیرو بھی کھلا ہوا، اور پائجامہ بھی بے قرینے ڈھیلے پائینچے اور ازار بند کا ڈول بھی ایسا کہ

بہتی بلا۔ اور ناچنے میں مطلق نہ بتانا، نہ بیسن نہ ہین، اور نہ گاتے گاتے سامنے آکے دامن پسار کے بیٹھنا، ایسی پھوہڑ بے سلیقہ سب کی سب کہ دو کوڑی کے بیران کے ہاتھ سے کھانے کو جی نہیں چاہتا، اور جب مزے میں آویں گی، تب ٹھمری گاویں گی، اور ٹھمری بھی ایسی بری کہ "نعوذ باللہ!" بھلا اس کے کیا معنی:

میری گلی پو پھیریا ہو میتھیا چڑھ کے اے لوبیا مورا لوگ جائیں سردار آیو ہو

اور اس پھوہڑپنے پر آپ کو گرم بھی جانتی ہیں۔ اور ہر ایک بھلے آدمی سے ٹھٹھا کرنے کو مستعد ہو جاتی ہیں۔ اور پھبتی بھی کہتی ہیں۔ مجھ کو ایک رنڈی دیکھ کے کہنے لگی: "لالا جی! تم کہاں سے تشریف لائے؟" میں نے کہا: "جھوٹی کی ماں کی ۔۔ سڑی میں سے۔" کہنے لگی: "تم قلعی گر ہو؟" میں نے کہا! "تم بھی اپنی دیگ درست کرا لو! قیں قیں قیں قیں"

اور ایک زمانہ وہ تھا کہ بی کھمبا بائی اور بی چمنا بائی تھی۔ گل انار جوڑا ہے تو سبز انگیا اور سبز جوڑا ہے تو گل انار انگیا۔ اور ٹانگوں میں بھی سبز ازار کمخواب کی، ایسی کہ چار گھڑی کھینچو تو کھنچے، اور نیچے ہٹے۔ اور ناک میں نتھ، اور کرتی میں گلے پہ تکما خوب صورت سا یا قوت کا یا ہیرے کا یا زمرد کا، اور ری بہار دے رہا ہے۔ اور اس حسن و جمال پر مارے شرم کے سر اٹھا کے نہ دیکھنا۔ اور بولنا بھی تو معقول بولنا۔ اور مندل طنبورے بغیر کبھی نہ گانا۔

اور لونڈے بھی ایسے کتھک کے، کہ جن کو دیکھ کے پری بھی بھچک رہ جائے سارے سر میں بال، کسی کے گلے میں فاختائی جوڑا، اور کسی گلے میں طوطکی، اور کسی کے گلے میں لال، قطب صاحب کی املیوں تلے، چھاؤں تلے،

دس یار نے جہاں بیٹھ کر بلایا، اور ناچ شروع ہوا، تہاں ہر ایک طرف ناچتے ناچتے سبھن بتا کے رو برو آکے بیٹھ گیا۔ ہر ایک نے پیسے ڈبے میں سے نکال کر دینے شروع کیے۔ مثلاً چار فلوس جو تم نے دیے تو پانچ فلوس میں نے بھی دیے اس طرح سے پھیرے میں بارہ ٹکے بلکہ پندرہ ٹکے کما لینے اور بیٹھے بیٹھے اسی عالم کے بیچ دو ٹکے تم نے ڈبے سے نکالے تو تین ٹکے میں نے بھی نکالے۔ اور کسی یار نے چھ پیسے، کسی یار نے تین پیسے، آٹھ نو ٹکے کی تل شکری، ادھڑی ٹکے کی پاؤ سیر کے حساب سے لے کے آدھی اس لونڈے کو حوالے کی۔ اور آدھی میں ٹکڑا ٹکڑا سب یاروں نے کھایا۔ اور کسی نے آب رواں کے کنارے درخت کی ڈالی میں جھولا جو پڑا ہوا ہے تو وہاں بھی دو چار پری زاد کھڑے ہیں۔ ایک طرف کوئی صاحب کمال غزل ایسا ہی کھڑا پڑھتا ہے کہ جس کے ہر ایک مصرع سے معرفت پڑی ٹپکتی ہے[۱]۔"

میر صاحب کی گفتگو میں تنقید، تبصرہ، معاشرے پر طنز، دہلی اور لکھنؤ کا فرق بہت ہی نمایاں ہے۔ اس میں انشا کی واقعہ نگاری اور منظر کشی کی صلاحیت بھی ظاہر ہو رہی ہے۔ ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ اگر انشا کسی طویل داستان کا ڈول ڈالتے تو وہ نہایت کامیابی سے اس کو پیش کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ وہ دوسرے کہانی نویسوں اور داستان نگاروں کے مقابلے میں بہت کامیاب نظر آتے کیونکہ انھیں مختلف طبقات کی بولیوں پر عبور حاصل تھا۔ آخر میں ہم دریائے لطافت ہی سے ایک اور اقتباس پیش کر کے اصل موضوع کی طرف گریز کر رہے ہیں۔ یہ بھی ایک مکالمہ ہے۔ ایک فاضل ہستی اور ایک معمولی بنیے کے مابین۔ بنیے کا بیان ہمارے موضوع بحث کے لیے بہت اہم ہے۔ عماد الملک نے لالہ بھار طامل سے خطاب کیا:

---

[۱] دریائے لطافت: ۸۷، ۸۹۔

"اجی لالہ بھاڑامل! تمھارے احوال پہ باللہ کہ ہم سخت متاسف ہوتے ہیں، کہ حق تعالیٰ نے اپنی عنایات سے نعمات[ص] الوف کا مالک کیا اور اوقات تمھاری یہ کہ احد من الناس، جس مسلمان کو فرض کیجیے اس کے برابر ذائقہ صاحب کا لذت آشنا نہیں۔ بڑا تعجب ہے کہ آدمی باوصفِ تیسّرِ نعمائے الٰہی سے محروم رہے۔ اور نام اس کا رحم اور شفقت رکھے ہم لوگ بھی تو اپنے ہاتھ سے بکری سوائے "عید قرباں" کے حلال نہیں کرتے۔ اور ہی اشخاص صاف کر کے گوشت بڑے آدمیوں کے مطابخ میں پہنچاتے ہیں، اور بازار میں بیچتے ہیں۔ اگر تم بازار سے لے کر کھاؤ تو کیا مانع ہے"[1]

لالہ بھاڑامل نہایت عاجزی سے جواب دیتے ہیں:

"ہمّیں (= ہم بے، جی ہاں) پیر مرشد! مھارے (= ہمارے) دھرم ماں ہیر، (= میں ہی) جیو کا مارن بڑا دوکھ ہے۔ ہور کھاؤنا تو ہور بھی برا۔ ہور مکھا (= میں نے کہا، بطور تکیہ کلام) تھاری (تمھاری) کی بات ہے؟ تم کھاوند (خاوند = حاکم، مالک) لوگ ہو۔ مھارے نوکوئی چوسٹی (= بچہ سیا) بھی بھولے سے مار گیرے (= ڈالے) تو اس کے ہاتھ کا پانی پیونڑا (پیونا = پینا) گجب (غضب) ہے۔ مھارے بڑے تاؤ سیلارام جی تھے۔ اونڑ (= ان) نے بھولے ببرے نے (= سے) مکھا کھنکھجورے دھی (؟) کے باپ پہ پیر رکھ دیا تھا، سو دھی کا باپ مر گیا۔ سو باباجی نے دیکھ کے پھرمایا (فرمایا): پنوتی کے! مکھایوہ (= یہ) کی (= کیا) کیا؟ اب دس ہجار (ہزار)

ص۔ دونوں نسخوں میں یہ لفظ "میات" ہے۔ مجھے اس کا سراغ نہ مل سکا۔ قیاس یہ ہے کہ یہ لفظ "نعمات" ہوگا۔

1۔ دریائے لطافت: ۷۰، ۳۸۔

روپیے کس کے گھرتے کاڑھوں، جو اس کا دوکھ اتاروں؟ اور پرمیسر (پرمیشور = خدا) نے مھارے کھاونڑ (کھانا) پیونڑ (پینا) واسطے بھی ڈھیر چیجاں (چیزاں) پیدا کریں ہیں: موہن بھوگ، لوچیئی، کچوری، اِنبرتی (= امرتی) میٹھے سہال، کچناں، بڑی، سنبوسے، پراگڑی، کھرمے (خرمے)، بالوشاہی، گنڈوڑے، دھوئی مونگ کی دال، دھوئی اڑد کی دال، ہور ڈھیر سی ترکاریاں، ہور اچار، ہور مگد کا لڈو، ہور گوند کے پاپڑ جو حجور (حضور) بھی نوس (نوش) پھرماویں تو پھیر ملکھا "نوس، تنڑکئی" (= تنکئی؟) کو بھی بھول جاویں، بلکوں (= بلکہ) بھولے لبرے بھی کھاؤنے میں نہ آوے۔"[1]

لالہ بھاڑا مل کی گفتگو ہندوانہ روزمرے کا بہترین نمونہ ہے جس میں ہندی و سنسکرت لفظوں کے ساتھ ساتھ عربی و فارسی کے صرف چودہ لفظ شامل ہیں اور یہ سب کے سب بلا ضرورت نہیں ہیں۔ زیادہ سے زیادہ "پھرمانا، واسطے، پیدا کرنا اور نوس پھرمانا" کی جگہ "کہنا، کے لیے، بنانا اور کھانا" کے الفاظ استعمال کیے جا سکتے تھے۔ ایک دو سہل مروج لفظوں کو چھوڑ کر باقی کا تلفظ بھی بگڑا ہوا ہے۔ یہ لفظ اگر نکال دیے جائیں تو اس عہد کی مروج کھڑی بولی جس کو عرف عام میں ہندوی کہا جاتا تھا، کے عین مطابق ہے اور اسی زبان میں انشا نے رانی کیتکی کی کہانی قلم بند کی ہے۔ انھوں نے سرنامے ہی میں لکھا ہے:

"یہ وہ کہانی ہے جس میں ہندوی چھٹ کسی اور بولی کا میل نہ ہیٹ"

ایسی زبان میں کہانی لکھنے کا سبب یہ ہوا ہوگا کہ جب دریائے لطافت کے اس قسم کے اقتباسات کسی بزرگ نے سنے ہوں گے تو انھوں نے کہا ہوگا کہ مخلوط [illegible]

۱ـ دریائے لطافت ... ۳۹

کوئی بڑی بات نہیں، ہم تو جب جانیں کہ ایسی زبان میں کوئی کہانی لکھو کہ جس میں عربی فارسی کا کوئی لفظ نہ آئے۔ یا یہ خیال خود انشاء کے ذہن میں ابھرا ہو اور انھوں نے کسی دوست بزرگ سے اس کا اظہار کیا ہو تو بزرگ نے فرمایا ہو کہ ایسی زبان میں کوئی کہانی لکھنا مشکل ہے کہ جس میں عربی و فارسی کا ایک لفظ بھی نہ آئے۔ چنانچہ انشا خود لکھتے ہیں:

"ایک دن بیٹھے بیٹھے یہ بات اپنے دھیان میں چڑھی، کوئی کہانی ایسی کہیئے جس میں ہندوی چھٹ اور کسی بولی کی پُٹ نہ ملے، تب جا کے میرا جی پھول کی کلی کے روپ سے کھلے۔ باہر کی بولی اور گنواری کچھ اوس کے بیچ میں نہ ہو۔ اپنے ملنے والوں میں سے ایک، کوئی بڑے پڑھے لکھے، پرانے دُھرانے ڈاگ، بوڑھے گھاگ، یہ کھٹراگ لائے۔ سر ہلا کر، مونھ تھتھا کر، ناک بھوں چڑھا کر، آنکھیں پھرا کر، کہنے لگے "یہ بات ہوتی دکھائی نہیں دیتی۔ ہندوی پن بھی نہ نکلے اور بھاکا پن نہ ٹھونس جائے۔ جیسے بھلے لوگ اچھوں سے اچھے آپس میں بولتے چالتے ہیں، جیوں کا تیوں وہی سب ڈول رہے اور چھانو کسی کی نہ دے یہ نہیں ہونے کا۔"

فی الحقیقت انشا نے یہ کہانی ایسی لکھی کہ اس میں عربی فارسی ترکی الفاظ بالکل نہیں جو اس عہد کی زبان میں داخل تھے۔ اس موضوع پہ ڈاکٹر گیان چند اپنی کتاب "اردو کی نثری داستانیں" (ص ۲۴۲) میں لکھتے ہیں:

"عربی اور فارسی کے متعدد الفاظ ہماری زبان پر اس طرح چڑھ گئے ہیں کہ عام فہم ہندی میں ان کا نعم البدل نہ ملے گا۔ مثلاً دوات، قلم، صندوق، سفارش وغیرہ۔ شاید اس کتاب کے چند الفاظ کو باہر کی بولی قرار دیا جائے مثلاً" لتہ، سر، نہ، طبلہ"۔ کیفیت یہ ہے کہ 'سر' اور 'نہ' سے مماثل ہندی الفاظ سر (سنسکرت لفظ شیش سے) اور 'نا' ہیں۔ انشاء کو ان کے استعمال میں تامل نہ ہو سکتا تھا۔ لتہ اور طبل اصلاً فارسی اور عربی ہیں لیکن کپڑا لتہ اور طبلہ ہندوستانی ہیں طبلہ امیر خسرو کی ایجاد ہے۔ فارسی یا عربی میں طبلہ محض

ڈبے کے معنی میں ہے جیسے طبلۂ عطار۔ باجے کے مفہوم میں طبلہ ہندوستانی لفظ قرار دیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ انشا نے اسے "تبلہ" لکھا ہے"۔

ڈاکٹر گیان چند نے بات تو درست کہی ہے لیکن ان کا استدلال اور رسائی محل نظر ہے۔ "لتہ" اس موجودہ شکل میں ضرور عربی ہے لیکن یہ کپڑے کے ساتھ جب ترکیب پاتا ہے تو پھر سوچنا پڑتا ہے کہ انھوں نے تال میل کیسے کھایا۔ "پھڑ لتے لینا" بھی موجود ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اردو میں یہ عربی "لتہ" نہیں ہے بلکہ یہ سنسکرت "لتک" بمعنی کپڑے کی پٹی، دھجی، پرانا کپڑا، کی ہندی شکل ہے۔ اس کو عربی قرار دینا درست نہیں۔ 'طبلہ' کی حقیقت بھی یہ ہے کہ ابتدا میں اس کا نام "تھاپلا" (تھاپ = آواز ضرب + لا۔ لاحقۂ فاعلی و آلی) تھا، عربی فارسی صوتیات سے تاپلا، تابلا، بنتے بنتے عمل تسہیل میں "تبلہ" بن گیا۔ یا "تھپلا" (تھپ = آواز ضرب + لا' لاحقۂ فاعلی و آلی) تھا۔ عربی و فارسی صوتیات کی رو سے "تپلہ، تبلہ" بن گیا اور تعریبی و تفریسی شکل طبلہ قرار پائی۔ انشا نے یہ لفظ بالعموم "تبلہ" ہی لکھا ہے:

کیا تعجب ہے جو فواروں کی ہو سارنگی
رعد کے تبلے بجیں ایسے کہ ہوں مست ہرن[1]

مَیں نے الفاظ کے بارے میں بہت ہی تفحص سے کام لیا اور اس کتاب کے لفظوں کی چھان پھٹک کی تو مجھے صرف ایک لفظ "لال ٹین" ایسا نظر آیا جو موجودہ شکل میں تو ہندوستانی ہے لیکن اصلاً انگریزی ہے۔ میرے خیال میں انشا کے عہد میں اردو کے لیے عربی، فارسی اور ترکی الفاظ کی شمولیت کو جزو لازم سمجھ رکھا تھا اور یہ اس عہد کا لسانی شعور تھا، انگریزی یا دیگر یورپی زبانوں کی شمولیت غیر اہم تھی اس کی اہمیت پر سب سے پہلے غالب نے روشنی ڈالی وہ "نکات و رقعات غالب" کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

"اردو آگے مرکب تھا، عربی اور فارسی اور ہندی اور ترکی ان چار زبانوں سے۔ اب پانچویں زبان یعنی انگریزی بھی اس میں شامل ہو گئی۔ دیکھو گنجائش اردو کی

---

[1] کلام انشا صفحہ ۳۲۴

کہ پانچوں زبان کی کس لطف سے حاوی ہوئی ہے اور یہ زبانیں اس میں کس طرح سما گئی ہیں کہ کوئی زبان اوپری نہیں معلوم ہوتی۔"

انشاء کے عہد تک انگریزی کے الفاظ اردو میں استعمال تو ہونے لگے تھے لیکن ان کو اہمیت نہیں دی جاتی تھی لیکن غالب کے زمانے میں استعمال بڑھتا جا رہا تھا۔ خود غالب نے اردو کے علاوہ فارسی تک میں انگریزی الفاظ استعمال کیے تھے[1]۔ انشاء نے لفظ "لال ٹین" جس موقع پر استعمال کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک جگہ تو یہی فانوس (مروجہ لال ٹین) مراد ہے:

"سارے بنوں میں اور پہاڑ تلیوں میں لال ٹینوں کی جھم جھماہٹ راتوں کو دکھائی دینے لگی۔" (رانی کیتکی ص۴۴)

لیکن ایک جگہ اس لفظ کو غالباً فانوس الخیال قسم کی چیز کے لیے استعمال کیا ہے:

"اور ان کیاریوں کے بیچ میں ہیرے، پکھراج، ان بندھے موتیوں کے جھاڑ اور لال ٹینوں کی بھیڑ بھاڑ کی جھم جھماہٹ دکھائی دے، اور ان ہی لال ٹینوں میں سے ننھے پھول پھلجھڑیاں، جاہی، جوہیاں، کدم، گیند، چنبیلی اس ڈھب سے چھٹنے، جو دیکھتوں کی چھاتیوں کے کواڑ کھل جائیں، اور پٹاخے جو اچھل اچھل کے پھوٹیں، ان میں سے ہنستے ستارے اور بولتے پکھیرو ٹے ڈھل ڈھل پڑیں۔" (رانی کیتکی ص۵۵)

ظاہر ہے کہ یہاں "لال ٹین"[2] میں سے آتش بازی کا چھوٹنا ایک عجیب سی بات ہے۔ ممکن ہے کہ اس عہد میں کوئی فانوس ابرک کا اس قسم کا بنایا جاتا ہو۔ "ابرک کی کنول، ابرک کی چوکی، ابرک کی جھاڑ" تو اب سے تیس چالیس سال پہلے نظر آتے تھے۔ جس طرح فانوس الخیال میں چکر کھاتی ہوئی تصاویر نظر آتی ہیں اسی طرح اس فانوس سے باری باری طرح طرح کی آتش بازی چھوٹتی

---

[1] غالب کون ہے؟ ص۳۹۔

[2] یہ دراصل ایک قسم کی آتش بازی ہے جس کو انگریزی میں رومن کینڈل کہتے ہیں یہ ایک نلی یا خول ہوتا ہے جس میں بارود اور پٹاخے یا ستارے بھر کر چھوڑتے ہیں اور وہ اس میں سے باری باری نکلتے ہیں۔ (ق، ن)

دکھائی دیتی ہوگی اور پٹاخے اوچھل کر پھوٹتے ہوں گے۔ غرض یہ لفظ" لال ٹین" انشاء نے فانوس کے لیے استعمال کیا ہے۔

رانی کیتکی کی زبان ایک ایسے ہندو خاندان کی زبان کے مماثل ہے جو تعلیم یافتہ اور دوآئے گنگ وجمن کے دور دراز دیہات میں رہتا ہو اور جسے شہر وقصبے کی زبان سے سابقہ نہ پڑا ہو، ایسی زبان کی جھلک تا حال اس علاقے میں پائی جاتی ہے مثلاً افعال میں جمع مؤنث کی یہ شکل" آتیاں جاتیاں، آتیاں تھیں" وغیرہ آج بھی اس علاقے کے عوام میں مروج ہے۔ بلکہ" آتیاں تھیں"، کی جگہ" آتیاں تھیاں" بولتے ہیں۔ انشاء کا کمال یہی یہ ہے کہ اس نے اپنے دعوے کے نبھاؤ کے لیے ہندو تہذیب و معاشرت کو منتخب کیا تا کہ دعوئے پوری طرح نبھایا جاسکے۔

یہ زبان دراصل وہ زبان ہے جس پہ اردو کا میوہ لاکھڑا کیا گیا فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں عربی، فارسی اور ترکی کے الفاظ شامل نہیں ہیں اگر ان زبانوں کے سبک اور عام فہم الفاظ شامل کر لیے جاتے تو یہ اردو کا صحیح روپ ہوتا۔ انشاء کے بعد بھی" خالص اردو" کے نام سے ایسی زبان لکھنے کی کوششیں کی گئی ہیں علامہ آرزو لکھنوی نے " سریلی بانسری" ایسی ہی زبان میں لکھی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ انھوں نے زبان کی موجودہ حیثیت کو پیش نظر رکھا ہے۔ قدیم اور نامانوس الفاظ سے گریز کیا ہے۔

انشاء عربی، فارسی کے جید عالم تھے، ترکی اور ہندی میں بھی مہارت حاصل تھی۔ بہت سے علاقوں، خطوں اور طبقوں کی زبانوں کے ماہر تھے۔ تمسخر وظرافت ان کی طبیعت میں تھا یہی وجہ ہے کہ وہ جس میدان میں اترتے ہیں، بات نہیں کہتے بلکہ مہارت دکھاتے چلے جاتے ہیں۔ بڑے ذہین اور طباع تھے نئی نئی باتیں ایجاد کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ اسی ذہنی اپج کا نتیجہ یہ کہانی ہے جس میں انھیں بات کہنے میں بہت سی الجھنوں سے سامنا کرنا پڑا۔ بات نبھانے کی خاطر انھوں نے بہت سے

لفظوں کا ترجمہ ایسے انداز میں کیا کہ پڑھنے والے کو یہ محسوس بھی نہیں ہوتا کہ یہ ترجمہ ہے۔ مثلاً "خالق" کے لیے "بنانے والا"، کل کا پتلا = انسان، کھلاڑی = کرد گار، بنایا ہوا = مخلوق، بھیجا ہوا = پیمبر، نبی، رسول وغیرہ قسم کے الفاظ اس کہانی میں ملتے ہیں

انشا کی یہ تصنیف ایسی زبان میں ہے کہ جس کو اردو بھی کہا جا سکتا ہے اور ہندی بھی۔ ہندی ہونے میں تو کسی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں لیکن بعض حضرات اس کے اردو ہونے پر اس لیے معترض ہوئے ہیں کہ انھوں نے اردو کو چند زبانوں کا آمیزہ قرار دے رکھا ہے۔ لسانی نظریے کی روشنی میں ان کا یہ خیال ایک مفروضہ ہے جو حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ اس سلسلے میں یہاں تفصیلی بحث مقصود نہیں۔ صرف چند حقائق پیش کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں۔

کسی زبان کو چند زبانوں کا آمیزہ صرف الفاظ کی شمولیت کی بنا پر قرار دیا جاتا ہے۔ اگر اس نظریے کو صحیح مان لیا جائے تو آج دنیا میں کوئی زبان ایسی نہیں ہے کہ جس میں دوسری زبانوں کے الفاظ شامل نہ ہوں۔ کسی میں بکثرت ہیں اور کسی میں قلیل تعداد میں۔ بطور مثال انگریزی زبان کو لیجیے جس میں یونانی، لاطینی اور فرانسیسی الفاظ کی بہتات ہے۔ عربی، فارسی، اردو کے بھی الفاظ بمقدار قلیل شامل ہیں۔ تو کیا انگریزی زبان کو ان زبانوں کا آمیزہ قرار دیا جائے گا؟ جواب یقیناً نفی میں ملے گا۔ پس یہی نوعیت اردو کی ہے کہ اس میں مذہبی، علمی اور سیاسی اثرات کی بنا پر مختلف زبانوں کے الفاظ شامل ہوتے چلے گئے۔

دراصل کسی زبان کی حیثیت، اس کے ذخیرۂ الفاظ پر نہیں بلکہ اصول تصریف پر متعین کی جانی چاہیے۔ اس میں بھی طریقۂ افعال و مشتقات کو بنیادی درجہ حاصل ہے۔ تراکیب و مرکبات ذیلی مباحث میں دخل پا سکتے ہیں۔ جب اس نظریے کی روشنی میں اردو کی حیثیت پر نظر ڈالی جاتی ہے۔ تو اردو ایک قائم بالذات زبان ہے، جو

نواح دہلی و مضافات میرٹھ کی عوامی بولی کی ترقی و تہذیب یافتہ صورت ہے۔

رانی کیتکی کے طریقۂ افعال، مشتقات، تراکیب و مرکبات پر نظر ڈالی جائے تو وہ اردو کے مطابق ہیں یہاں چند امثلہ ابتدائی صفحات سے پیش کی جاتی ہیں:

افعال: رگڑتا ہوں، بنایا، دکھایا، پایا، رکھے، پڑے، رکھتا ہوں، لائے، دیں، دیے، چکھی ہے وغیرہ۔

محاورات: سر جھکانا، ناک رگڑنا، کھٹائی میں پڑنا، ناک اونچی کرنا، اپنے آپ میں پھولا نہ سمانا، دھیان میں چڑھنا، کھڑاگ لانا، سر ہلانا، منھ تھتھانا۔ ناک بھوں چڑھانا، آنکھیں پھرانا۔ رائی کو پربت کر دکھانا، انگلیاں نچانا، چوکڑی بھول جانا وغیرہ۔

تراکیب: بات کی بات میں، کل کا پتلا، بڑوں سے بڑے، مٹی کا باسن، سانس کی پھانس، دھیان کا گھوڑا وغیرہ۔

مشتقات: بنانے والا، کھلاڑی، بنایا ہوا، بھیجا ہوا، بیٹھے بیٹھے، پڑھا لکھا، جھنجھلا کر، بڑھ بولا، کود پھاند، چاہنے والا وغیرہ۔

مرکبات: کڑوا کسیلا، چچیرا بھائی، لے بھاگ، ہندوی پن، بھاکھاپنا، ٹھنڈی سانس، بے سرا، بے ٹھکانا، اچھاپن، اٹھکھیل پن، الڑھ پن وغیرہ۔

امور بالا کے پیش نظر رانی کیتکی کی زبان ایسی اردو ہے جس میں غیر زبانوں کے الفاظ شامل نہیں ہیں اور اپنے عہد کی ہندو عوامی بولی کی بخوبی نمائندگی کرتی ہے۔ اور چونکہ ہندو تہذیب و تمدن پر کہانی کا ڈول رکھا گیا ہے اس لیے بعض نامانوس الفاظ ایسے نظر آتے ہیں جن کا تعلق کہانی کے ماحول سے ہے اور جو آج متروک ہو چکے ہیں۔ افعال کی جمع مؤنث کے متعلق ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ آتیاں جاتیاں، پڑی پھرتیاں تھیں وغیرہ قسم کی جمع کھڑی کے علاقے میں آج بھی مروج ہے۔ رانی کیتکی میں

اس کی بہتات ہے۔

اس لسانی پہلو کے علاوہ اگر اسلوب پر غور کیا جائے تو اسلوب سر تا سر اردو سے متعلق نظر آتا ہے، جس میں مقفیٰ و مسجع عبارت کو اوّلین درجہ حاصل ہے۔ نثر مقفیٰ اور نثر مسجع اردو میں عربی و فارسی کی تقلید کی بدولت رائج ہوئی تھی اور ایک زمانے میں اس کو سرمایہ افتخار سمجھا جاتا تھا۔ رانی کیتکی میں اوّل سے آخر تک ایسی ہی نثر کی بہتات ہے۔ ابتدائی صفحات کے یہ چند جملے ملاحظہ ہوں:

"جس نے ہم سب کو بنایا اور بات کی بات میں وہ کر دکھایا، جس کا بھید کسی نے نہ پایا۔"

"سر سے لگا پانوں تک جتنے رونگٹے ہیں جو سب کے سب بول اٹھیں اور سراہا کریں، اور اتنے برسوں اسی دھیان میں رہیں جتنی ساری ندیوں میں ریت، اور پھول پھلیاں کھیت میں ہیں، تو بھی کچھ نہ ہو سکے، کراہا کریں۔"

"کوئی کہانی ایسی کہیے جس میں ہندوی چھٹ اور کسی بولی کی پٹ نہ ملے، تب جا کے میرا جی پھول کی کلی کے روپ سے کھلے۔"

"کوئی بڑے پڑھے لکھے، پرانے دھرانے ڈاگ، بوڑھے گھاگ، یہ کھٹراگ لائے۔"

"کہانی کے جوبن کا ادبھار، اور بول چال کی دلھن کا سنگھار"

غرض پوری کتاب میں قافیہ بندی کی بہتات ہے۔ چند امثلہ آخر سے بھی ملاحظہ فرمایئے:

"ہوئے نے! ان کے ادبھار کے دنوں کا سہانا پن، اور چال ڈھال کا چھبن چھبن، اور اٹھتی ہوئی کونپل کی سی پھبن، اور مکھڑے کا گدرایا ہوا جوبن"

"اور مدن بان چھُٹ دو ٹھاد وطھن کے پاس کسی کا ہوا، نہ تھا جو بن بلائے چلی جائے، بن بلائے دوڑی آئے تو وہی آئے اور منہ سائے تو وہی منہسائے۔"

کہانی کا ماحول ہندو تہذیب و معاشرت کا ایک رنگین عکس ہے۔ انشاء کے لیے یہ ماحول بالکل اجنبی یا نیا نہیں تھا اگر ان کے کلام کا بامعان نظر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو جائے کہ انشاء اس کہانی کے ماحول اور کرداروں سے بخوبی واقف تھے اور ماحول اور کرداروں کو اپنی نظم میں اپنا چکے تھے۔ ہندوستانی ماحول و معاشرت کو اشعار میں پیش کرنے کی اوّلین کوشش انشاء ہی نے کی تھی۔ ان کے کلام میں عوامی رجحانات کا بھرپور عکس ملتا ہے۔ اگر انشاء کے کلام کو سامنے رکھ کر بعد کے شعرا بھی ملکی و عوامی تہذیب کو اپنے کلام کا جزو بنا لیتے تو یہ اردو ادب کے لیے نیک فال ثابت ہوتی، لیکن بجز نظیر اکبر آبادی اور کسی نے اس طرف توجہ مبذول نہیں کی۔ انشاء کے کلام سے یہ چند اشعار ملاحظہ فرمایئے، جن سے ہمارے بیان کی تصدیق ہو جائے گی۔ یہ غزل کے اشعار کا ایک سرسری انتخاب ہے۔ بعض غزلیات میں یہ رجحان بہت زیادہ پایا جاتا ہے، پوری کی پوری غزلیں اسی رنگ میں ملتی ہیں۔ ان اشعار میں خط کشیدہ الفاظ قابل غور ہیں :

لیا گر غفل نے منھ میں دل بے تاب کا گٹکا — تو جوگی جی وسارد جائے گا سیماب کا گٹکا
کپڑے کے پر انگیا میں نکا رادھکا بولی — ہے اکشن یہ کاٹن کر مورے انگ میں کپڑا
چل نہ امریوں میں جھولیں ہیں درختوں کی ہوا — چھا گئی کالی گھٹا تیرہ بختوں کی ہوا
مہادیو اترے جو کیلاش سے اپنی جٹا کھولے — تو شاید بن سکے اس جوگ کے بیراگ کا جوڑا
لپٹ کر کشن جی سے رادھکا یوں نہیں لگی کہنے — "ملا ہے چاند سے لو اندھیرے پاکھ کا جوڑا
مہاراج جی تم نے یہ سچ کہا — جنھیں درشن اِت ہیں انھیں درشن اُت
بجتے ہیں ناسوت کے انحوت بجائے ہوگے بھبوت — ایک چٹکی بھر جو کر بیٹھے بھبوت اپنا مدد

یہ جو مہنت بیٹھے ہیں رادھا کے کنڈ پر
اوتار بن کے گرتے ہیں پریوں کے جھنڈ پر

مانگا جو میں نے بوسہ ان سے چمن کے اندر
بولے کہ یاں نہیں چل بھی بھون کے اندر

منہ چنگ پیچ تیرے مطرب یہ ناریوں سے
کانٹا لگا ہو جیسے کالے کے پھن کے اندر

یہ جلترنگ نے پھیلا دی آگ پانی پر
کہ جل کے گر پڑے خود میگھ راگ پانی پر

نہ اڑیے آپ جوگی جی اجی ہم بھی جوجا ہیں تو
بچھا کر مرگ چھالا بیٹھ لیں بے لاگ پانی پر

بل بے جھمکڑے چاند سے مکھڑے کے واچھڑے
کچھ اور ہی جس سے لب بام کو فروغ

ہے کیوڑے کی بادہ کیا چیز کیتکی جو
اس بو کو تیری پہنچے وہ بو غما چمن میں

رادھکا کو چین کیا آوے کنھیا جی بغیر
واقعی کافور اڑ جائے اگر فلفل نہ ہو

گو یہ گنیش توند ہے ایسی ہی شیخ کی
نسبت نہ ہووے بھینس کو جس کے شکم کے ساتھ

ہے تب مزہ کہ آنکھ مچولی کے کھیل میں ق
ہم سن کئی ہوں لڑکے پری اس صنم کے ساتھ

دالان میں ہر ایک کو دوڑاوے اور مجھے
"چپکے سے یوں کہے کہ تو لپٹ رہیو تھم کے ساتھ"

پھر چور چور کہہ کے پکڑ لے جو میرا ہاتھ
دے منھ سے منھ ملا دیں لطف و کرم کے ساتھ

نرگس میں کیتکی میں نہ رابیل میں کہیں
جو باس ہے رچی ہوئی اس پیرہن کے ساتھ

چنبا میں موگرے میں مدن بان میں کہاں
ہے نازکی کی نہ سہی جو ایک اس کے تن کے ساتھ

گر دمیری کو نہ پہنچے کبھی حاسد ہر چند
جوگی جے پال بنے سینکڑوں فرسنگ اڑے

گرچہ وہ پارے کا گٹکا تو نہ تھا جوگی جی رات
پہ ٹک اک سادھ کے دم ہم بھی لب گنگ اڑے

شیر کی کھال بچھا اور ملے تن سے بھبوت
گاہ جوگی کی طرح رہتے ہیں آسن مارے

اس کو خواہش نہیں ہوتی ہے الوپ انجن کی
باندھ کر سوت رہ تار نظر بیتا ہے

اس کھلاڑی کے بھلا کرتب کو کیا لکھے کوئی
بوند بھر پانی کو جس نے چاند سا مکھڑا کیا

بعض قصائد کی تشبیب میں ہندوانہ رسم و رواج سے خوب فائدہ اٹھایا ہے۔ ہولی کے سانگ سے متعلق یہ اشعار قابل غور ہیں :

بنے ہوئے کہیں رادھا، کہیں کنھیا جی ... پتمبر اوڑھے ہوئے سر پہ رکھے مور مکٹ
وہی کریل کی کنجیں تھیں اور بندرابن ... سہانی دھن وہ مرلی کی وہی بنسی بٹ
نہلانے دھونے وہی ٹھیک ٹھاک سب باتیں ... وہ گوکل اور متھرا نگر وہ جمنا تٹ
وہی وہ گوپیں سولہ سو اور ان کا روپ ... سبھوں کے ڈول وہی اور وہی گھبراہٹ
وہی سراسری، چنپا کلی، وہی گہنے ... وہ ٹیکا، بینے وہی جھمکے اور وہی انوٹ
اسی طرح کنول توڑنے، کنول ویسے ... اُسی طرح کے پھسل پڑنے اور وہی رپٹ
دھرے تھے کشن نے جتنے کہ روپ جوں کے توں ... وہ چیر گھاٹ وہی سیوا کنج اور پنگھٹ
برہ وہی، وہی اودھو سے کل کی یہ بنتی ... یہ آنسو اچھارتے برمیں مانجھ جیسے رہٹ
کہیں تو بھرتری کا سانگ سج، کبیر کہیں ... کہیں ہلاتے ہوئے سر کو اپنے باندھے بھرٹ
کہیں تو سادھے ہوئے جوگ وہ بیراگی رادیں ... کہ راجہ اندر کے سہرے کو جو کریں چوپٹ

ایک جھلک آتش بازی کی بھی دیکھ لیجیے اگرچہ بہت ہی معمولی سی ہے :

دھوم دھام ایسی ہوئی ہے کہ یہ دیکھی کس نے ... چھچھٹتی ہے بارہ دری اور اناروں کے چمن
بُرج اڑتے ہوئے گر دیکھے تو یوں عقل کہے ... جوگی جے پال چلا مار ہوا پہ آسن

یہ شعروں کا ایک سرسری سا انتخاب ہے جس سے انشاء کی ہندو معاشرت، علم الاصنام اور اساطیر سے گہری واقفیت کا ثبوت ملتا ہے۔ اس انداز کے اگر تمام اشعار ایک خاص ترتیب سے یک جا کر لیے جائیں تو ان سے ایک ایسا امج ابھرے کہ عہدِ قدیم کا ہندو معاشرہ نظروں کے آگے چلتا پھرتا نظر آئے اور ساتھ ہی انشاء کی قادر الکلامی اور اس حیثیت سے واقفیت و علم کا معترف بھی ہونا پڑے۔ اسی واقفیت اور علم کے بل بوتے پر انشاء نے رانی کیتکی کی کہانی لکھنے کا دعویٰ کیا تھا اور تبھی وہ پورے اترے۔ چنانچہ اس کہانی میں وہی ماحول و کردار آپ کو نظر آئیں گے جو ان کے کلام میں موجود ہیں۔ رانی کیتکی سے چند امور ملاحظہ فرمائیے۔ سب سے پہلے "گرو مہندر" کے

متعلق یہ اقتباس پیش کیا جاتا ہے جس میں اس کی حالت، کیفیت اور اوصاف کی ایک جھلک ہے:

"کیلاس پہاڑ اکڈال چاندی کا ہے۔ اوس پہ راجہ جگت، پرکاس کا گرو، مہندر گر جس کو اندر لوک کے سب لوگ کہتے تھے، دھیان گیان میں کوئی نوے لاکھ اتیتوں کے ساتھ ٹھاکر کے بھجن میں دن رات رہا کرتا تھا۔ سونا، روپا، تانبے رانگے کا بنانا تو کیا، اور گٹکا موتھ میں لے کے اوڑنا ورے رہے، اوس کو اور اور باتیں اس اس ڈھب کی دھیان میں تھیں، جو کچھ کہنے سُننے سے باہر ہیں۔ مینہ سونے روپے کا برسا دینا، اور جس روپ میں چاہنا ہو جانا، سب کچھ اوس کے آگے ایک کھیل تھا اور گانے میں اور بین بجانے میں مہادیو چھوٹ، سب اوس کے آگے کان پکڑتے تھے۔ سرستی جس کو ہندو کہتے ہیں (آدھ شکتی)، اون نے بھی اسی سے کچھ کچھ گنگنانا سیکھا تھا۔ اوس کے سامھنے چھ راگ چھتیس راگنیاں، آٹھ پہر روپ بندھوں کا سا دھرے ہوئے، اوس کی سیوا میں ہاتھ جوڑے کھڑی رہتی تھیں۔ وہاں اتیتوں کو یہ کہہ کر پکارتے تھے:

بھیروں گر، بھیماس گر، ہنڈول گر، میگھ ناتھ، کدار ناتھ، دیپک داس، جوتی سروپ، سارنگ روپ۔

اور اتیتیاں اس ڈھب سے کہلاتی تھیں:

گوجری، توڑی، دساوری، گوری ماسری، بلاولی۔

جب چاہتا تھا ادھر میں سنگھاسن پر بیٹھ کے اوڑائے پھرتا تھا"

اس اقتباس سے موسیقی کی واقفیت مستزاد ہے۔ راگ اور راگنیاں کس اچھوتے انداز سے پیش کی ہیں۔ اس سے بھی زیادہ واقفیت ان اقتباسات سے ظاہر ہوگی، جن میں راگ، رقص، سازوں

وغیرہ پہ روشنی ڈالی ہے :

"جتنے گوّیے، نچوّیے، بھانڈ، بھگتیے، رس دھاری اور سنگیت پر ملو تا ناچتے ہوئے ہوں، سب کو کہہ دیا، جن جن گانوؤں میں جہاں جہاں ہوں، اپنے اپنے ٹھکانوں سے نکل کر، اچھے اچھے بچھونے بچھا بچھا کر گاتے بجاتے، دھومیں مچاتے، ناچتے کودتے رہا کریں۔"

"راجہ اندر نے کہہ دیا۔ وہ رنڈیاں چلبلیاں جو اپنے جوبن کے مدھ میں اوڑ چلیاں ہیں، اون سے کہہ دو۔ . . . اوپر ہی اوپر مردنگ، بین، جلترنگ، مونھ چنگ گھونگھرو، تبلے، کٹ تال اور سیکڑوں اس ڈھب کے انوکھے باجے بجتے آئیں . . . ڈومنیوں کے روپ میں سارنگیاں چھیڑ چھیڑ سوہلے گاؤ، دونوں ہاتھ ہلاؤ، اونگلیاں نچاؤ، جو کسی نے نہ سنے ہوں، وہ تاؤ بھاؤ، آؤ جاؤ، راؤ چاؤ دکھاؤ، ٹھڈیاں کپکپاؤ اور ناک بھویں تان تان بھاؤ بتاؤ۔"

"اون سب پر یہی گوّیے، کنچنیاں، رام جنیاں اور ڈومنیاں کھچا کھچ بھری، اپنے اپنے کرتب میں ناچتی، گاتی بجاتی، کودتی پھاندتی، دھومیں مچاتیاں، انگڑاتیاں، جمبھاتیاں، اونگلیاں نچاتیاں، اوڈھلی پڑتیاں تھیں۔"

"سانگ، سنگیت، بھنڈ تال، رہس ہونے لگے جتنے راگ اور راگنیاں تھیں: یمن کلیان، سدھ کلیان، جھنجھوٹی، کانھڑا، کھماچ، سوہنی، پرج، بہاگ، سوہرٹ، کالنگڑا، بھیروی، کھٹ، للت، بھیروں، روپ پکڑے ہوئے سچ مچ کے جیسے گانے والے ہوتے ہیں۔ اوسی روپ سے اپنے اپنے سمیں پر گانے لگے اور گانے لگیاں۔"

انشاء نے اس کتاب میں اپنے عہد کی کشتیاں، آتش بازی، رہس، سانگ، کھیل تماشے بھی پیش کیے ہیں :

"جتنے گھاٹ دونوں راج کی ندیوں میں تھے۔ پکی چاندی کے ٹھکے سے ہو کر لوگوں کو ہکّا بکّا کر رہے تھے۔ نواڑے، بھوپیے۔ بجرے۔ لچکے، مورپنکھی، سونا مُکھی، سیام سندر، رام سندر اور جتنی ڈھب کی ناویں تھیں، ستھرے روپ سے سجی سجائی کسی کسائی سو سو لچکے کھاتیاں آتیاں جاتیاں لہراتیاں پڑی پھرتیاں تھیں۔"

"اور اون کیاریوں کے بیچ میں ہیرے، پکھراج، ان بندھے موتیوں کے جھاڑ اور لال ٹینوں کی جھم جھماہٹ دکھائی دے اور اونھیں لال ٹینوں میں سے ہتھ پھول، پھلجھڑیاں، جاہی، جوہیاں، کدم، گیندا، چنبیلی اس ڈھب سے چھٹے، جو دیکھنے والوں کی چھاتیوں کے کواڑ کھل جائیں، اور پٹاخے جو اُچھل اُچھل کے پھوٹیں، اون میں سے ہنستے تارے اور بولتے پکھیرو ٹوٹے ڈھل ڈھل پڑیں۔"

"راجا اندر اور گسائیں مہندر گر، ایراپت ہاتھی پر جھومتے جھامتے، دیکھتے بھالتے، سارا اکھاڑا لیے چلے جاتے تھے۔۔۔۔ اتنے میں ایک سناٹا ہوا، سب گھبرا گئے۔ اس سناٹے میں سے وہ جوگی نو لاکھ اتیت تھے، سب کے سب جوگی بنے ہوئے سیلی ناگی موتیوں کی لڑیوں کی گلوں میں ڈالے، لنگاتیاں اوسی ڈھب کی باندھے، مرگ چھالوں اور بگھمبر دل پہ آگتر کے۔۔۔۔ اس میں کہیں بھبھبری کا سانگ آیا، کہیں جوگی جے پال آکھڑے ہوئے، کہیں مچھندر ناتھ بھاگے، کہیں مچھ، کچھ، باراہ سنمکھ ہوئے، کہیں پرس رام، کہیں بادن روپ، کہیں ہرناکس اور نرسنگھ، کہیں رام لچھمن اور سیتا سامھنے آئے، کہیں راون اور لنکا کا بکھیڑا سارے کا سارا دکھائی دینے لگا، کہیں کنھیا جی کا جنم اشٹمیں میں ہونا اور باسدیو کا گوکل کو لے جانا۔ اون کا اوس روپ سے بڑھ چلنا اور گائیں چرانی اور مرلی بجانی اور گوپیوں سے ہوں میں

مچانی اور رادھا کا رس اور کبجا کا بس کر لینا، وہی کریل کی کنجیں، بنسی بٹ، پچیر گھاٹ، بندرابن، سیوا کنج، برسانے میں رہنا، اور راس کنھیا سے جو جو کچھ ہوا تھا، سب کا سب جیوں کا تیوں آنکھوں میں آنا اور دوارکا جانا، اور وہاں سونے کے گھر بنانا اور پھر برج کو نہ آنا، اور سولہ سو گوپیوں کا تلملانا، سامھنے آگیا۔ اون گوپیوں میں سے اودھو کا ہاتھ پکڑ کے ایک گوپی کے اس کہنے نے سب کو رولا دیا۔"

ان اقتباسات سے انشاء کی ہمہ دانی ظاہر ہوتی ہے اور جن لوگوں نے تقسیم سے پہلے ہندوؤں کے تہواروں، میلوں ٹھیلوں کے نظارے کیے ہیں وہ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ انشاء کا مشاہدہ کتنا عمیق اور معلومات کتنی کامل ہیں۔ اب ذرا سجاوٹ اور آرائش کی ایک جھلک ملاحظہ فرمایئے:

"مہاراج جگت پرکاس نے اپنے سارے دیس میں کہا یہ پکار دیں" جو یہ نہ کرے گا اوس کی بری گت ہوگی۔ گانو گانو میں آمنے سامھنے ترپولیہ بنا بنا کے سوہے کپڑے اون پہ لگا دو، اور گوٹ دھنک کی اور گوکھرو روپہلی سنہری، اور کرنیں اور ڈانک ٹانک رکھو، اور جتنے بڑھ پیپل کے پرانے پرانے پیڑ جہاں جہاں ہوں اون پہ گوٹے کے پھولوں کے سہرے بڑے بڑے ایسے جس میں سر سے لگا جڑ تک اون کی تھانک اور جھلک پہونچے باندھ دو۔" چوتکہ:

پودھوں نے رنگا کے سوہے جوڑے پہنے — سب پانوں میں ڈالیوں نے توڑے پہنے
بوٹی بوٹی نے پھول پھل کے گہنے — جو بہت نہ تھے تو تھوڑے تھوڑے پہنے

جتنے ڈھڈھے اور ہریاول میں پھلے پات تھے، سب نے اپنے اپنے ہاتھ میں پھبتی مہندی کی رچاوٹ، سجاوٹ کے ساتھ جتنی سماوٹ میں سما سکی،

کری اور جہاں تک نول بیاہی دُلھنیں ننھی ننھی بچیاں ہیں کی اور سہاگنیں
نئی نئی کلیوں کی جوڑے سنگھرلوں کے پہنے ہوئی تھیں، سب نے اپنی اپنی گود
سہاگ پیار کے پھول اور پھلوں سے بھر لی . . . . اور بننے مراد جب میں کنویں تھے
کھنڈ سالوں کی کھنڈ سالیں لے جا اون میں اونڈیلی گئیں۔ اور سارے بنوں
اور پہاڑ تلیوں میں لال ٹینوں کی جھم جھماہٹ راتوں کو دکھائی دینے لگی۔ اور
جتنی جھیلیں تھیں، اون سب میں کسنبھ اور ٹیسو اور ہار سنگار پڑ گیا، اور کیسر
بھی تھوڑی تھوڑی گھولنے میں آگئی۔ اور پھننگ سے لگا جڑ تلک جتنے جھاڑ
جھنکاڑوں میں پتے اور رتوں کے بندھے چھتے تھے، اون پہ روپہلے سنہرے
ڈانک گوند لگا لگا کے جیکا دیے۔"

راجہ سورج بھان جس کا بیٹا کنور اودے بھان ہے وہ بھی اپنے راج میں اسی طرح کی سجاوٹ کا حکم دیتا ہے۔ اور اپنی مملکت میں ہر شخص کو جشن منانے کی تاکید کرتا ہے:

"راجا سورج بھان اور اودے بھان اور اون کی مہارانی لچھمی باس جو جیت
چاہی آس پا کر پھولے اپنے آپ میں نہیں سماتے۔ اور سارے اپنے راج
کو یہی کہتے جاتے ہیں:

وجو نرے بھونرے کے منہ کھول دو، اور جس جس کو جو جو اوکت سوجھے،
بول دو! آج کے دن سے اور کون سا دن ہوگا؟ ہماری آنکھوں کی پتلیوں
نکا جس سے چین ہے، اوس لاڈلے اکلوتے کا بیاہ، اور ہم تینوں کا ہر نوں کے
روپ سے نکل کر پھر راج پر بیٹھنا۔ پہلے تو یہ چاہیے جن جن کی بیٹیاں بن بیاہیاں
کواریاں بالیاں ہوں، اون سب کو اتنا کر دو جو اپنی جس چاؤ چوپ سے
چاہیں اپنی گڑیاں سنوار کے اوٹھا دیں۔ اور جب تلک جیتی رہیں،
ہمارے یہاں سے کھایا پیا، پکایا ریندھا کریں۔ اور سب راج بھر کی بیٹیاں

سدا سہاگنیں بنی رہیں، اور سو ہے راتے چھٹ کبھی کوئی کچھ نہ پہنا کرے، او سونے روپے کے کواڑ گنگا جمنی سب گھروں میں لگ جائیں۔ اور سب کوٹھوں کے ماتھوں پہ کیسر اور چندن کے ٹیکے لگے ہوں۔ اور جتنے پہاڑ ہمارے دیس میں ہوں اتنے ہی روپے سونے کے پہاڑ آمنے سامنے کھڑے ہو جائیں اور سب ڈانگوں کی چوٹیاں موتیوں کی مانگ سے بن مانگے تانگے بھر جائیں۔ اور پھولوں کے گہنے اور بندن واروں سے سب جھاڑ پہاڑ لدے پھندے رہیں۔ اور یہ اس راج سے لگا اوس راج تک اُدھر میں چھت سی باندھ دو۔ چپا چپا ایسا کہیں نہ رہے، جہاں بھیڑ بھڑکا، دھوم دھڑکا نہ ہو۔ چاہیے پھول اتنے بہت سارے کھنڈ جائیں، جو ندیاں جیسی سچ مچ پھولوں کی بہتیاں ہیں، یہ سمجھا جائے۔ اور یہ ڈول کر دو، جدھر سے دولھا کو بیاہنے چڑھیں، سب لاڑی اور ہیرے اور پکھراج کی اِدھر اودھر کنول کی ٹٹیاں بن جائیں اور کیاریاں سی ہو جائیں، جن کے بیچوں بیچ سے ہو نکلیں۔ اور کوئی ڈانگ اور پہاڑ تلی کا اوتار چڑھاؤ ایسا دکھائی نہ دے جس کی گود دکھپروتوں اور پھول اور پھلوں سے بھری بھتولی نہ ہو۔"

کہانی میں کرداروں کی حالت، کیفیت اور جذبات کا نقشہ ایک جزو لازم ہے۔ انشاء نے حسب موقع ان امور کو بڑے اچھے انداز میں پیش کیا ہے۔ کنور اودے بھان کی یہ حالت فراق ملاحظہ فرمائیے:

"وہ کنور اودے بھان جس سے تمہارے گھر کا اوجالا ہے، ان دنوں کچھ اداس کے بسے تیور اور بے ڈول آنکھیں دکھائی دیتی ہیں۔ گھر سے باہر تو پانوں نہیں دھرتا۔ گھر والیاں جو کسی ڈول سے کبھی بہلاتی ہیں تو اور کچھ نہیں کرتا ایک اونچی سانس لیتا ہے، اور جو بہت کسی نے چھیڑا، تو چھپر کھٹ پر جا کے اپنا

موتھ لپیٹ کے آٹھ آٹھ آنسو پڑا روتا ہے۔"

رانی کیتکی اور کنور اودے بھان کی یہ حالت، جنگ کے درمیان کی کیسی اچھی طرح پیش کی ہے۔ دونوں کے خط دونوں کی دلی کیفیت اور اس دور کی تہذیب کے عکاس ہیں بالخصوص رانی کیتکی کے خط میں جہاں تڑپ ہے وہاں شرم و حیا، رسم و رواج کی پاسداری بھی ہے:

"جب دونوں مہاراجوں میں لڑائی ہونے لگی، رانی کیتکی ساون بھادوں کے روپ سے رونے لگی۔ اور دونوں کے جی پر یہ آگئی: 'یہ کیسی چاہت ہے، جس میں لوہو برسنے لگا اور اچھی باتوں کو ترسنے لگا ہے' کنور نے چپکے سے یہ لکھ بھیجا: 'اب میرا کلیجا ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے۔ دونوں مہاراجوں کو آپس میں لڑنے دو۔ کسی ڈول سے جو ہو سکے، تو تم مجھے اپنے پاس بلا لو۔ ہم تم دونوں مل کے کسی اور دیس کو چل نکلیں۔ جو ہونی ہو سو ہو۔ سر رہتا رہے جاتا جائے'۔ ...... رانی نے ..... اوس چٹھی کی پیٹھ پر اپنے مونھ کی پیک سے یہ لکھا: 'اے میرے جی کے گاہک! جو تو مجھے بوٹی بوٹی کر چیل کوؤں کو دے ڈالے، تو بھی میری آنکھوں چین، کلیجے سکھ ہو۔ پر یہ بات بھاگ چلنے کی اچھی نہیں۔ اس میں ایک باپ دادے کو چٹ لگ جاتی ہے۔ اور جب تک ماں باپ جیسا کچھ ہوتا چلا آیا ہے، اوسی ڈول سے بیٹا بیٹی کو کسی پر پٹک نہ ماریں، اور سر سے کسی کے چپیک نہ دیں، تب تک یہ ایک جی تو کیا جو کروڑ جی جاتے رہیں، کوئی بات ہمیں تو رچتی نہیں۔"

ذرا مدن بان اور رانی کیتکی کی یہ کیفیت ملاحظہ فرمائیے، اس میں کتنی شوخی، کیسا نخرہ اور کتنی شوخی ہے:

"اوس گھڑی کچھ مدن بان، کو رانی کیتکی کے نانبھے کا جوڑا، اور بھینا بھینا پن،

اور انکھڑیوں کا لجیانا، اور بکھرا بکھرا جانا. بھلا لگ گیا. تو رانی کیتکی کی باس سونگھنے لگی، اور اپنی انکھوں کو ایسا کر لیا. جیسے کوئی اونگھنے لگتا ہے. سر سے لگا پانوں تک جو واری پھیری ہو کے تلوے سہلانے لگی، تب رانی کیتکی جھٹ سے دھیمی سی سسکی لچکے کے ساتھ لے اوٹھی. مدن بان بولی: میرے ہاتھ کے ٹھوکے سے وہ ہی پانوں کا چھالا دو کھ گیا ہو گا، جو ہرنوں کی ڈھونڈھ ڈھانڈھ میں پڑ گیا تھا، ایسی دکھتی چٹکی کی چوٹ سے مسوس کر رانی کیتکی نے کہا:

"کانٹا اڑا تو اڑا اور چھالا پڑا تو پڑا، پر نگوڑی تو کیوں میری پنچھالا ہوئی؟"

شادی کے موقع پر رانی کیتکی کے سراپا کی حالت اور اس کی طبعیت کی کیفیت کا نقشہ ایک دل کش انداز میں کھینچا ہے:

"رانی کیتکی کا بھلا لگنا، لکھنے پڑھنے سے باہر ہے. وہ دونو بھووں کی کھچاوٹ، اور پتلیوں میں لاج کی سماوٹ، اور نوکیلی پلکوں کی روندا ہٹ اور ہنسی کی لگاوٹ، دنتڑیوں میں مستی کی اودا ہٹ، اور اتنی بات پر روکاوٹ سے ناک اور تیوری چڑھا لینا، اور سہیلیوں کو گالیاں دینا، اوچل نکلنا، اور ہرنیوں کے روپ سے کر چھالیں مار کر، پرے اوچھلنا، کچھ کہنے میں نہیں آتا۔"

اسی موقع پر کنور اودے بھان کے حسن و جمال، آن بان کا نقشہ بھی خوب کھینچا ہے:

"کنور اودے بھان کے اچھے پنے میں کچھ چل نکلنا کس سے ہو سکے! ہرے رہے! اون کے اوبھار کے دنوں کا سہانا پن اور چال ڈھال کا اچپن کچپن، اوٹھتی ہوئی کونپل کی چپبن، اور مکھڑے کا گدرایا ہوا جوبن، جیسے بڑے تڑکے ہرے بھرے پہاڑوں کی گود سے سورج کی کرن نکل آتی ہے یہی روپ تھا۔ اون کی بھیگتی مسوں سے رس کا ٹپکا پڑنا، اور اپنی پرچھائیں دیکھ کر

اکڑنا. جہاں جہاں چھپا تھی، اوس کا ڈول ٹھیک ٹھاک، اون کے پانوں
تلے جیسے دھوپ تھی۔"

غرض ان تمام امور سے انشاء کی زبان دانی، قادر الکلامی، ذہنی اپج اور صلاحیت کا اندازہ بخوبی ہوجاتا ہے۔ ہم نے ان کی تصانیف اور کلام سے نمونے پیش کر کے انداز بیان، کہانی کے ماحول اور کرداروں پہ روشنی ڈالی تھی کہ کہانی کی زبان، انداز بیان ان کے لیے نیا اور اجنبی نہ تھا ماحول سے ان کی واقفیت اور کرداروں سے آگاہی کہانی لکھنے سے بہت پہلے سے تھی یہ نہیں کہ انھوں نے یہ واقفیت و آگاہی کہانی لکھتے وقت حاصل کی ہو۔ اسلوب نگارش بھی موجود تھا، ان تمام امور کے باوجود یہ کہانی انشاء کا ایک کارنامہ ہے، کیونکہ انشاء نے جس زمانے میں یہ کہانی لکھی، وہ دور کہانیوں کا ابتدائی دور تھا، اور یہ اس زمانے میں بالکل اچھوتا اور نیا تجربہ تھا۔ اس تجربے میں جہاں انشاء بآسانی عہدہ برآ ہو سکتے تھے، وہیں ان کے لیے کچھ دشواریاں بھی تھیں۔ اس کہانی کی چند موٹی موٹی خصوصیات یہ ہیں:

(۱) خالص اردو یا ہندوی زبان کا التزام؛ جس کی وجہ سے عربی، فارسی اور ترکی کے مروج اور عام فہم الفاظ کے استعمال سے گریز کیا گیا، اور اس وجہ سے بہت سے الفاظ و مرکب و محاورات کا ترجمہ کیا گیا یا ان کو بدلنا پڑا۔ انشاء کا یہ کمال اور اجتہاد ہے کہ انھوں نے ان مراحل کو بڑی خوش اسلوبی سے طے کیا ہے۔ اس قسم کے الفاظ وغیرہ ذرا سے غور کے بعد بآسانی سمجھ میں آجاتے ہیں۔ مثلاً: چوتکہ = قطعہ، رباعی۔ دوہا = شعر، فرد، بیت۔ چیت چاہا = دل پسند، حسب منشا وغیرہ۔

(۲) اسلوب نگارش: سجع اور قافیہ بندی جس انداز سے کی گئی ہے وہ ہندی اسلوب نہیں ہے۔ وہاں تک بندی کی تو مثالیں ملتی ہیں لیکن مسجع و مقفیٰ انداز اردو میں، فارسی سے مستعار ہے۔ انشاء نے اس سلسلے میں اپنی زبان دانی کی دھاک بٹھانے کے لیے مسلسل قافیے استعمال کیے ہیں، جن میں زیادہ تر حاصل مصدر ہیں۔ مثلاً:

سجاوٹ، لگاوٹ، رچاوٹ، سماوٹ وغیرہ یا جمع مؤنث: آئیاں، جائیاں، آتیاں، لہراتیاں، پھرتیاں وغیرہ اگرچہ اس عہد میں یہ تکرار بعض کو ناگوار گزرتی ہے مگر انشاؔ کے عہد میں اس کا چلن تھا، چنانچہ ان کے کلام میں متعدد غزلیات ہیں جن کے قوافی اسی طرح کی جمع پہ مبنی ہیں۔

(۳) اس کہانی میں بہت سی ایسی چیزیں پیش کی گئی ہیں جو آج ناپید ہیں صرف ان اشیا، اور لوازمات کے نام باقی رہ گئے ہیں۔ مثلاً: کشتیوں کے نام، آتش بازی کے نام، مختلف سامان آرائش و لوازمات زیبائش ایسے ہیں جو ہمارے لیے بالکل اجنبی ہیں لیکن انشاء کے عہد تک یہ سب چیزیں رائج تھیں، ان اشیاء کے بیان سے انھوں نے ماحول میں دل کشی پیدا کی ہے۔

(۴) اس کہانی کے بیشتر کردار ہندو صنمیات سے متعلق ہیں، یہ سب کے سب آج کے دور کے لیے اجنبی اور غیر ہیں، انشاء کے زمانے میں ہندوؤں سے روابط گہرے تھے ان کے تہواروں وغیرہ میں شرکت کی جاتی تھی ان کے مذہبی جلوس نکلتے تھے۔ سانگ ہوتے تھے جن کی وجہ سے یہ کردار اس دور میں اجنبی نہیں تھے۔ اور ہر شخص اس کہانی کے کرداروں وغیرہ سے واقف تھا۔

(۵) اس کہانی میں کچھ حصہ مافوق الفطرت عناصر پر مبنی ہے۔ یہ ہندو دیومالا سے ماخوذ ہے۔ جس کو ہم آج مافوق الفطرت قرار دے رہے ہیں، وہ اُس عہد کے ذہن میں ایک حقیقت تھی، جس سے کوئی بھی انکار کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ ہوا میں اڑنا، انسان کی شکل بدل دینا اور پھر اصلی حالت پہ لے آنا، بال جلتے ہی چشم زدن میں پہنچ جانا، آنکھوں میں انجن لگا کر لوگوں کی نظروں سے غائب ہو جانا، کام دھین گائے (جس کے متعلق یہ شہرت ہے کہ جو کچھ مانگو اس کے نتھنوں سے نکل آئے) ان تمام باتوں کو اس زمانے کے لوگ حق سمجھتے تھے اور ان کا یقین تھا کہ سب

پچھ اسی طرح ہوتا ہے۔ ایسی باتوں کا بیان اُس عہد کے مزاج کے عین مطابق تھا۔

(۶) اس کتاب کی اہمیت اس وجہ سے بہت زیادہ ہے کہ یہ کہانی طبعزاد ہے۔ اس کا پلاٹ کسی قدیم عہد کی داستان کا حصہ یا کسی کہانی سے ماخوذ نہیں ہے۔ انشاؔ کے عہد میں جتنی بھی داستانیں یا کہانیاں لکھی گئی ہیں وہ سب کی سب ترجمہ ہیں۔ کوئی عربی سے، کوئی فارسی سے، کوئی سنسکرت سے، مثلاً الف لیلہ، نوطرز مرصع، باغ و بہار، آرائش محفل، بیتال پچیسی، شکنتلا وغیرہ اور اسی قسم کی متعدد کتابیں سب کی سب ترجمہ ہیں۔ ان میں ایک بھی طبعزاد نہیں۔ اس عہد میں صرف رانی کیتکی کی ایسی کہانی ہے، جو کسی اور زبان سے ترجمہ نہیں ہوئی۔ بلکہ انشاء کی دماغی کاوش کا نتیجہ ہے۔

ہم نے ہر پہلو سے جائزہ لے کر کتاب کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔ آخر میں صرف یہ بتانا ضروری سمجھا کہ کتاب کی ہیروئن کے نام پر روشنی ڈال دی جائے۔ ہماری کچھ داستانیں ایسی ہیں کہ جن کے نام درختوں یا پھولوں پر رکھے گئے ہیں مثلاً گل بکاؤلی، گل و صنوبر، یہ دراصل اس دور کی ایک خصوصیت ہے کہ اکثر اعلام کسی خصوصیت کی بنا پر پھولوں وغیرہ سے منسوب کر دیے جاتے تھے اور اب بھی کہیں کہیں اس کا چلن ہے۔ عہد شاہی میں شہزادیوں اور لونڈیوں کو اس قسم کے ناموں سے اکثر پکارا جاتا تھا۔ اس سلسلے میں انارکلی کا نام اچھی خاصی شہرت رکھتا ہے۔ خود انشاء نے ایک جگہ بہت سے پھولوں کو کنیزوں کے روپ میں پیش کیا ہے :

اے نوبہار سوچ میں ہوں میں کہ کیا کہوں　　کس گل کو دوں شباہت اس کے بدن کے ساتھ
کیا چیز ہے گلاب، کلی اس کو جو پلٹ　　کر بیٹھے ٹک مقابلہ اس کے دہن کے ساتھ
نرگس میں کیتکی میں نہ نہ ابیلی میں کہیں　　جو باس ہے رچی ہوئی اس پیرہن کے ساتھ
چنبیلی میں موگرے میں مدن بان میں کہاں　　ہے نازکی کی تہ سی جو ایک اس کے تن کے ساتھ

لونڈی پنے کے روپ سے خالی ہے کون پھول | یہ نام ملنے جلتے ہیں سب یاسمن کے ساتھ
ایسی تو سینکڑوں ہیں کنیزان ماہ رُو | آیا چنبیلی اور ردا گل چمن کے ساتھ

انشاؔ نے اسی مناسبت سے کہانی کی ہیروئن کا نام "کیتکی" تجویز کیا اور اس کی سہیلی کو "مدن بان" کا نام دیا۔ یہ دونوں پھولوں کے نام ہیں۔ کیتکی کا درخت شکل میں صنوبر سے مشابہ ہوتا ہے۔ قد تقریباً سوا گز۔ پھول بے حد خوشبودار ہوتا ہے پھول کی پتیاں تقریباً بارہ ہوتی ہیں، پھول کی جسامت انڈے جتنی ہوتی ہے۔ رنگ زردی مائل سفید ہوتا ہے۔ اس کا درخت بقول بعض تقریباً چھ سات سال میں پھولتا ہے۔ کیوڑے سے اس کو قریبی مناسبت ہے۔ انشاء نے تو ایک شعر میں کیتکی کو کیوڑے کی مادہ قرار دیا ہے:

ہے کیوڑے کی مادہ کیا چیز کیتکی جو
اس بو کو تیری پہنچے وہ بو غما چمن میں

چنانچہ اس کہانی میں مدن بان کی زبانی اسی خیال کا اظہار اس طرح کیا ہے:

باس پا کر کیوڑے کی کیتکی کا جی کھلا
سچ ہے، ان دونوں جیوں کو اب کسی کی کیا پڑی!

غرض کیتکی اور کیوڑے میں قربت، مناسبت اور تعلق ضرور ہے۔ کیوڑے کا درخت قدرے بلند اور خوشبو تیز ہوتی ہے کیتکی کی خوشبو اس سے کم مگر بھینی ہوتی ہے۔

کراچی
سید قدرت نقوی
۹ اپریل ۱۹۷۳ء

دیباچہ

سید انشا بلا کے ذہین اور طباع تھے، اگر درباری صحبت اور نا روا شوخی اور ظرافت انھیں بے راہ نہ کر دیتی تو وہ اپنا جواب نہ رکھتے۔ انھوں نے اپنی ذہانت اور جودت کو بری طرح خراب کیا، اس پر بھی ان کے کلام میں جو جدّت، شگفتگی اور شوخی پائی جاتی ہے وہ کہیں اور نہیں ملتی۔ اردو زبان پر انھیں بڑی قدرت حاصل تھی بلکہ اس کے پورے نبض شناس اور صحیح سمجھنے اور استعمال کرنے والے تھے، ایک اردو کیا ہندوستان کی کئی زبانوں میں مہارت رکھتے تھے۔ آزاد نے خوب کہا ہے کہ ہندوستان کی زبانیں ان کے گھر کی لونڈی ہیں۔ دریائے لطافت کہ اس میں بھی انھوں نے شوخی کو ہاتھ سے نہیں دیا، اس کی شاہد ہے۔

یہ کہانی بھی ان کی جدت طبع کا نتیجہ ہے۔ اس میں یہ التزام کیا ہے کہ فارسی عربی کا ایک لفظ بھی نہ آنے پائے۔ جو دعویٰ انھوں نے کیا وہ پورا کر دکھایا۔ عربی فارسی کا ایک لفظ تک نہیں آیا اور پھر لطف یہ ہے کہ آج کل کی سی ہندی بھی نہیں۔ نہ لکھنے والا سمجھے نہ پڑھنے والا۔ اردو والا بھی سمجھتا ہے اور ہندی والا بھی۔ زبان اور بیان دونوں صاف ہیں۔ اسی کا نام ہندستانی ہے۔ یہ بھی ہوشیاری کی ہے کہ قصہ ہندوانی رکھا ہے جس میں

بہت سے ہندی لفظ بے تکلف کھپ گئے ہیں اور ناگوار نہیں معلوم ہوتے۔ قصّے کہانی میں تو ایسی زبان نبھ جاتی ہے (اگرچہ وہ بھی آسان نہیں) لیکن ادبی اور علمی مضامین ادا کرنے کی اس میں سکت نہیں۔ ہندستانی اگر کوئی زبان ہے یا اگر بنی تو اس کی دوڑ یہیں تک رہے گی۔ علم و ادب کے میدان میں اس کا ٹکنا دشوار ہے۔ کہانی میں بعض الفاظ مثلاً کشتیوں اور آتش بازی کے نام ایسے آ گئے ہیں جنھیں ہم بھولتے جاتے ہیں اور آیندہ شاید سمجھ میں بھی نہ آئیں۔ علاوہ اس کے ہندی کے بعض ایسے خوبصورت لفظ بھی نظر آئیں گے جو آج کل اردو تحریر میں نہیں آتے۔ انھیں زندہ کرنا اور موقع محل پر کام میں لانا ضروری ہے۔ غرض سیّد مرحوم کی یہ عجیب یادگار ہے اور اس میں شبہ نہیں کہ بہت قابل داد ہے۔

اس داستان کا ذکر مدّت سے سنتے آتے تھے لیکن ملتی کہیں نہ تھی۔ آخر ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کی پرانی جلدوں میں اس کا پتا لگا۔ مسٹر کلنٹ پرنسپل لامارٹن کالج لکھنؤ کو اس کا ایک نسخہ دستیاب ہوا تھا جسے انھوں نے سوسائٹی کے رسالے میں طبع کرا دیا۔ سنہ ۱۸۵۲ء میں ایک حصہ طبع ہوا اور دوسرا حصہ سنہ ۱۸۵۵ء میں۔ لیکن بہت غلط چھپی تھی مجبوراً اسی کی نقل ہیں۔ نے رسالہ اردو جلد ششم ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء میں شائع کی اور جہاں تک ممکن ہوا اس کی تصحیح بھی کی۔ اردو میں شائع ہونے کے بعد میرے عنایت فرما جناب پنڈت منوہر لال زتشی ایم۔ اے نے ازراہ کرم اس کا ایک نسخہ جو کبھی لکھنؤ میں ناگری حروف میں چھپا تھا عنایت فرمایا۔ اس نسخے سے مقابلہ کر کے مزید تصحیح کی گئی اور اب شاید ایک آدھ مقام کے سوا کہیں کوئی لفظ مشتبہ باقی نہیں رہا۔

میرے شفیق ڈاکٹر عبدالستار صدیقی صاحب[۱] پروفیسر الہ آباد یونیورسٹی نے اسے علیحدہ کتاب کی صورت میں شائع کرنے کی فرمائش کی جس کی تعمیل میں ان چند تمہیدی سطروں کے ساتھ یہ پُرلطف اور عجیب کہانی شائع کی جاتی ہے۔

عبدالحق
سکریٹری انجمن ترقی اردو۔
(۱۹۳۳ء)

(۱) اب مرحوم ہو چکے ہیں

تشریح اختصارات

ا: نسخۂ اول (رضا لائبریری رامپور)

ب: نسخۂ دوم (رضا لائبریری رامپور) مکتوبہ ۱۲۴۲ھ

من: طباعت اول ۱۹۳۳ء کے حاشیے میں مندرج اختلافات

م: متن مطبوعہ ۱۹۳۳ء (طباعت اول)

ما: متن مطبوعہ ۱۹۵۵ء (طباعت دوم)

سید قدرت نقوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ وہ[(۱)] کہانی ہے جس میں ہندی[(۲)][۱] چھُٹ
کسی اور بولی کا نہ میل ہے نہ پُٹ[(۳)]

سر جُھکا کر ناک رگڑتا ہوں، اوس اپنے بنانے والے کے سامھنے[۲] جس نے ہم سب کو بنایا اور بات کی بات میں وہ[۳] کر دکھایا[۴] جس کا بھید کسی نے نہ پایا۔ ددہا اپنی بولی کا[۵]:

آتیاں جاتیاں جو سانسیں ہیں
اوسکے بن دھیان سب یہ پھانسیں ہیں

یہ کل کا پُتلا جو اپنے اوس کھلاڑی کی سُدھ[(۴)] رکھے، تو کھٹائی میں کیوں پڑے، اور کڑوا کسیلا کیوں ہو؟ اوس پھل کی مٹھائی

---

(۱) داستان رانی کیتکی اور کنور اودے بھان۔

(۲) ما: ہندی سہو

(۴) م: سدھ۔

[۱] ب: ہندی کی۔

[۲] م: سامنے۔

[۳] م: وہ سب۔

[۴] م: دیکھایا۔

[۵] ب و م ندارد۔

چکھے، جو بڑوں سے بڑے[1] اگلوں نے چکھی ہے۔ دوہا اپنی بولی کا:[2]

دیکھنے کو تو آنکھیں دیں[3] اور سُننے کو یہ کان دیئے

ناک بھی اونچی سب میں کر دی،(1) مرتوں[4] کو جی دان دیئے

مٹّی کے باسن کو اتنی سکت کہاں، جو اپنے کمھار کے کرتب کچھ تاڑ[5] سکے؛ سچ ہے جو بنایا ہوا ہو، سو اپنے بنانے والے کو کیا سراہے اور کیا کہے؟! یوں جس کا جی چاہے پڑا بکے! سر سے لگا پانوں[6] تک جتنے رونگٹے ہیں، جو سب کے سب بول اوٹھیں(2) اور سراہا کریں، اور اتنے برسوں[7] اسی دھیان میں رہیں، جتنی ساری ندیوں میں ریت اور پھول پھلیاں کھیت میں ہیں، تو بھی کچھ نہ ہو سکے، کراہا کریں[8]۔

اس سر جھکانے کے ساتھ ہی[9] دن رات جپتا ہوں اپنے اوس داتا کے بھیجے[10] ہوئے پیارے کو جس کے لیے یوں کہا ہے: "جو تو نہ ہوتا، تو(3) میں کچھ نہ بناتا(4)۔" اور اوس کا چچیرا بھائی جس کا بیاہ اوسی کے گھر میں[11] ہوا، اوس[12] کی سرت مجھے

---

۱ آ: بڑے سے بڑوں۔ ۲ ب، م: ندارد۔
۳ م: دیکھنے کو آنکھ دی۔ ۴ م: مورتوں۔
۵ م: بتا سکے۔ ۶ م: پاؤں۔ ۷ من: برس
۸ ب، م: ندارد۔ ۹ ب، م: ساتھی۔
۱۰ م: پہونچے۔ ۱۱ م: ندارد۔
۱۲ ب: اوسی۔ آ میں کسی نے اس لفظ کی چٹ لگا دی ہے۔

(1) مرت، مرتوں (بے جان)
(2) م: اٹھیں۔
(3) م: ندارد۔

لگی رہتی[1] ہے ہر گھڑی[2] میں پھولا اپنے آپ میں نہیں سما تا اور جتنے اون کے لڑکے بالے ہیں، اونھیں(1) کی یہاں پر چاہ[3] ہے، اور کوئی ہو، کچھ میرے جی کو نہیں بھاتا۔ مجھے اس گھرانے کے چھٹ، کسی لے بھاگ، اوچک، چور، ٹھگ سے کیا پڑی؟ جیتے[4] مرتے اونھیں(1) سبھوں کا آسرا اور اون کے گھرانے کا رکھتا ہوں بتیسوں[5] گھڑی۔

ڈول ڈال ایک انوکھی بات کا

ایک دن بیٹھے بیٹھے یہ بات اپنے دھیان میں چڑھی[6] کوئی کہانی ایسی کہیے جس میں ہندوی(2) چھٹ اور کسی بولی کی پُٹ[7] نہ ملے، تب جا کے میرا جی پھول کی کلی کے روپ سے کھلے۔ باہر کی بولی اور گنواری کچھ اوس کے بیچ میں[8] نہ ہو۔ اپنے ملنے والوں میں سے ایک[9] کوئی بڑے پڑھے لکھے، پرانے دھرانے، ڈاگ(3) بوڑھے گھاگ یہ کھٹراگ لائے۔ سرہلا کر، مونہ(4) تھتھا[10] کر، ناک بھوں چڑھا(5) کر، آنکھیں پھرا[11] کر،

---

[1] م: رہی۔ [2] آ، م: ندارد۔ (1) م: اونہیں

[3] م: کے.... چاذ۔ [4] آ: اور مرتے۔ (2) ما: ہندی، سہو

[5] م: تیسوں۔ [6] م: چڑھ آئی کہ۔ (3) م: ندارد

[7] م: بول بے نپٹ۔ (4) ما: مونھ

[8] م: ندارد۔ [9] آ: ندارد (5) م: چڑہا

[10] م: بنا کر۔ من بھتھیا کر۔

[11] آ: پھترا کر۔

لگے کہنے: "یہ بات ہوتی دکھائی نہیں[1] دیتی۔ ہندوی پن بھی نہ نکلے اور بھاکھا پنا نہ ٹھونس[2] جائے۔ جیسے بھلے[3] لوگ اچھوں سے اچھے آپس میں بولتے چالتے ہیں، جیوں کا تیوں[4] وہی سب[5] ڈول رہے اور چھاہ کسی کی نہ دبے[6] (1)۔ یہ نہیں ہونے کا۔" میں نے اون کی ٹھنڈی[7] سانس کی پھانس کا ٹہوکا کھا کر جھنجھلا[8] کر کہا: "میں کچھ ایسا بڑھ (2) بولا[9] نہیں، جو رائی کو پربت کر[10] دکھاؤں اور جھوٹھ[11] سچ بول کے[12] اونگلیاں نچاؤں اور بے سُری بے[13] ٹھکانے کی اولجھی سلجھی[14] تانیں لے جاؤں[15]۔ جو مجھ سے نہ ہو سکتا، تو بھلا یہ بات مونہ (3) سے کیوں نکالتا؟ جس ڈھب سے ہوتا اس بکھیڑے کو ٹالتا۔"

اس کہانی کا کہنے والا یہاں آپ کو جتاتا ہے، اور
جیسا کچھ لوگ اوسے پکارتے ہیں کہہ سناتا ہے۔

---

۱ : نہیں دکھائی۔

۲ م: بھاکھا پن نہ ٹھونس من: گھس۔

۳ م: پہلے۔

۴ م: جوں کانوں۔ ب: جیوں کا توں۔

۵ م: ندارد

۶ م: نہ پڑے۔ آ: کسی کی چھاہ نہ۔

۷ آ: ٹھنڈی۔

۸ م: جھنجلا کر۔

۹ م: انوکھا بولا

۱۰ آ: ندارد

۱۱ م: جھوٹ

۱۲ آ: کر۔

۱۳ ب: ندارد

۱۴ : سوجھی۔

۱۵ م: باتیں گھاؤں۔ من: سجاؤں۔

---

(۱) ما: دے، سہو

(۲) م: بڑھ۔

(۳) ؟: منہ، ما: موکھ

د(۱)ھنا ہاتھ مو(۲)نہ پر پھیر کے[1] آپ کو جتا تا ہوں۔ جو میرے داتا نے چاہا، تو وہ تاؤ بھاؤ اور آؤ جاؤ اور کود پھاند اور لپٹ جھپٹ[2] دکھاؤں، جو دیکھتے ہی آپ کے دھیان کا گھوڑا، جو بجلی سے بھی بہت چنچل (۳)اچپلاہٹ[3] میں ہے، ہرنوں کے روپ میں[4]، اپنی چوکڑی بھول جائے۔ چو(۴)نکہ[5]

گھوڑے پر اپنے چڑھ(۵) کے آتا ہوں میں
کرتب جو ہیں، سو سب دکھاتا[6] ہوں میں
اوس چاہنے والے نے جو چاہا، تو ابھی
کہتا جو کچھ ہوں، کر دکھاتا[7] ہوں میں

اب آپ کان رکھ کے آنکھیں ملا کے[8] سنمکھ ہو کے ٹک ادھر دیکھیے، کس ڈھب(۶) سے بڑھ(۷) چلتا ہوں اور اپنے ان[9] پھول کی پنکھڑی جیسے ہونٹھوں[10] سے کس کس روپ کے[11] پھول اگلتا ہوں۔

- کہانی کے جوبن[12] کا ادبھار اور بول چال کی دولہن کا سنگھار[13]

---

[1] م: پھیر کر [2] ب: لپیٹ جھپیٹ۔

[3] م: اچھلا ہٹ [4] م: میں ہے۔

[5] آ: ندارد۔ [6] م: ندارد

[7] م: دیکھا تا۔ [8] م: دیکھا تا

[9] م: ندارد [10] ب: ندارد

[11] م: ہونٹوں۔ [12] م: سے۔

[13] م: ندارد [14] ب، م: سنگار۔

(۱) م: دھنا
(۲) م: منہ، ہا: موتھ
(۳) م: ندارد
(۴) چونکا
(۵) م: چڑھ
(۶) م: ڈھب
(۷) م: بڑہ

کسی دیس میں کسی راجا[1] کے گھر ایک بیٹا تھا۔ اوسے اوس کے ماں[2] باپ اور سب گھر کے لوگ کنورا ودے بھان کر کے پکارتے تھے۔ سچ مچ اوس کے جوبن کی جوت میں سورج کی[3] ایک سوت آ ملی تھی۔ اوس کا اچھاپن اور بھلا لگنا کچھ ایسا نہ تھا جو کسی کے لکھنے اور کہنے میں آسکے۔ پندرہ برس بھر کے اونے[3] سنولھوے[4] میں پاؤں[5] رکھا تھا۔ کچھ یوں ہیں[6] سی اوس کی مسیں بھیگتی چلیں[7] تھیں۔ اکڑ تکڑ[8] اوس میں بہت سی سما رہی تھی کسی کو کچھ نہ سمجھتا تھا۔ پر کسی بات کی لُوچ[9] کا گھر گھاٹ پایا نہ تھا اور چاہ[10] کی ندی کا پاٹ اونے[11] دیکھا[12] نہ تھا۔

ایک دن ہریالی[13] دیکھنے کو اپنے گھوڑے پر چڑھ کے[14] اپنے اوسی[15] اٹھکھیل[16] پنے اور اَلڑھ[(1)] پن[17] کے ساتھ دیکھتا بھالتا چلا جاتا تھا۔

---

۱ م: راجہ۔

۲ م: ماں۔

۳ م: ندارد۔

۴ م: سولھے۔

۵ آ: پاوں۔

۶ م: یو ہیں۔

۷ ب وَم: چلی۔

۸ م: مکڑ۔

۹ م: کے سوچ۔

۱۰ م: چاؤ۔

۱۱ م: اون نے۔

۱۲ ب: ندیکھا۔

۱۳ آ: ہریائی۔

۱۴ آ: "اپنے گھوڑے پر چڑھ کے" ندارد۔

۱۵ ب وَم: ندارد

۱۶ م: اٹھکھیل۔

۱۷ م: لڑکپن، من: الھڑپن۔

(۱) الڑھپن

اتنے میں ایک ہرنی جو اوس[1] کے سامھنے[2] آئی، تو اوس[1] کا جی لوٹ پوٹ، ہوا۔ اوس[1] ہرنی کے پیچھے سب کو چھوڑ چھاڑ کر گھوڑا پھینکا۔ بھلا[3] کوئی گھوڑا اوس کو پا سکتا تھا؟ جب سورج چھپ گیا اور ہرنی آنکھوں سے اوجھل ہوئی، تب تو یہ کنور اودے بھان بھوکھا، پیاسا، اونیدا جھپکیاں[4] انگڑائیاں لیتا، ہکّا بکّا ہو کے لگا آسرا ڈھونڈھنے[5]۔ اتنے میں کچھ ایک[6] اُمریاں دھیان چڑھیں۔ اودھر چل نکلا[7]، تو کیا دیکھتا ہے، جو[6] چالیس پچاس رنڈیاں، ایک سے ایک جوبن میں اگلی، جھولا ڈالے[(1)] ہوئے[8] پڑی جھول رہیں[9] ہیں اور ساون گاتیاں ہیں۔ جو[10] اونھوں نے اس[11] کو دیکھا "تو کون؟ تو کون؟" کر[12] چنگھاڑ سی پڑ گئی۔ اون سبھوں میں سے ایک کے ساتھ اس کی آنکھ لڑ گئی دوہا[(2)] اپنی بولی کا[13]:

کوئی کہتی تھی: "یہ اوچکّا ہے"

کوئی کہتی تھی: "ایک پکّا ہے"

وہی جھولنے والی لال جوڑا پہنے ہوئے[(1)]، جس کو سب[14] رانی کیتکی

---

[1] م: اس۔ [2] م: سامنے۔

[3] آ، ب: ندارد۔ [4] م: پیاسا اور اوداسا جامائیاں اور۔

[5] آ، ب: ڈھونڈنے۔ [6] م: ندارد۔

[7] ب: نکلالا۔ [8] آ: ندارد۔

[9] م: رہتی۔ [10] ب: جوں۔

[11] م: انھوں نے اوس [12] م: کی۔

[13] ب: ندارد۔ م: 'اپنی بولی کا' ندارد۔ (۱) م: ھوے

[14] آ میں لفظ 'سب' کیتکی کے بعد ہے۔ (۲) م: دوھا

کہتے تھے اوس کے بھی جی میں اس کی چاہ نے گھر کیا، پر کہنے سننے کو[1] بہت سی ناہ نوہ کی اور کہا: "اس لگ چلنے کو بھلا کیا کہتے ہیں؟ یک نہ دھک[2] جو تم جھٹ سے ٹپک پڑے، یہ نہ جانا جو یہاں[(1)] رنڈیاں اپنی[3] جھول رہی ہیں؟ اجی تم جو اس روپ کے ساتھ بیدھڑک چلے آئے ہو، ٹھنڈی ٹھنڈی چھانہ[(2)] چلے جاؤ!"

تب کنور[4] نے مسوس کے، ملولا[(3)] کھا کے کہا[5]: "اتنی رکھائیاں ندیجیے[6]۔ میں سارے دن کا تھکا ہوا ایک پیڑ کی چھانہ[(2)] میں اوس کا بچاؤ کر کے پڑ رہوں گا۔ بڑے تڑکے دھوند[7] ھلکے میں اوٹھ کر جدھر کو موتہ[(4)] پڑے گا چلا جاؤں گا۔ کچھ[8] کسی کا لیتا دیتا نہیں۔ ایک ہرنی کے پیچھے سب لوگوں کو چھوڑ کر گھوڑا پھینکا تھا، جب تلک اوجیالا[9] رہا، اوسی کے دھیان میں تھا۔ جب اندھیرا چھا گیا اور جی بہت گھبرا گیا، ان امریوں کا آسرا ڈھونڈھ[(5)] کر یہاں[(1)] چلا آیا ہوں۔ کچھ روک ٹوک تو نہ تھی، جو ماتھا ٹھنک جاتا اور رک رہتا، سر اوٹھائے ہانپتا ہوا چلا آیا[10]۔ کیا جانتا تھا

---

[1] م: کو اس نے بہت ناہ نوہ کی۔ اس لگ چلنے۔

[2] م: یک نہ یک۔

[3] آ: ندارد۔

[4] ب، م: انھوں۔

[5] م: کہ اتنی

[6] ب ندیجے۔

[7] م: دھوندلکے اوٹھ کر۔

[8] م: ندارد۔

[9] م: اوجالا۔

[10] آ: آیا ہوں۔

(۱) یہاں (۲) چھانھ۔ (۳) ملوّلا۔ (۴) موتھ م: منھ (۵) م: ڈھونڈھ اٹھو۔

جو[1] پد منیاں یہاں پڑی جھولتی، پینگیں چڑھا رہی ہیں ۔ پر یوں[2] بدی تھی،
برسوں میں بھی جھولا کروں گا ۔"

یہ بات سن کر وہ[3] جو لال جوڑے والی سب کی سردھری تھی اونے[4]
کہا: " نہ جی[5]! بولیاں ٹھولیاں نہ مارو ۔ ان کو کہہ دو، جہاں جی چاہے
اپنے پڑ رہیں ۔ اور جو کچھ کھانے پینے کو مانگیں سو انھیں پہونچا دو ۔ گھر
آئے کو کسی نے آج تک مار نہیں ڈالا ۔ ان کے[6] مونہ(۱) کا ڈول، گال
تمتمائے، اور ہونٹھ(۶) پر پڑ آئے(۲)، اور گھونٹے کا ہانپنا، او رجی کا کانپنا(۳)، اور گھبراہٹ اور
تھرتھراہٹ اور ٹھنڈی سانسیں بھرنا اور نڈھال ہوکر گرے پڑنا، ان کو
سچا کرتا ہے ۔ بات بنائی ہوئی اور سچوٹی کی کوئی چھپتی ہے ؟ پر ہمارے
اور ان(۴)[8] کے بیچ میں کچھ اوٹ سی کسی کپڑے لتے کی کر دو!"

اتنا آسرا پاکے سب سے پرے کونے میں جو پانچ سات چھوٹے
چھوٹے پودھے[9] سے تھے، اون کی چھانہہ(۵) میں کنور اودے بھان[10] نے اپنا بچھونا کیا ۔
اور کچھ سرہانے[11] دھر کے چاہتا تھا سو رہے، پر نیند کوئی[12] چاہت کی لگاوٹ میں

---

۱ ب، م: ندارد ۔

۲ م: یوں ہی ۔ ۳ م: ندارد ۔ (۱) موکھ، م: منہ ۔

۴ م: اوس نے ۔ ۵ ب: بجی ۔ م: ہاں جی ۔ (۲) م: پر پڑ آئے، سہو ۔

۶ م: ندارد ۔ ۷ م: پپڑائے ۔ (۳): ندارد، سہو

۸ ب: اون ۔ ۹ م: پودے ۔ (۴) م: نور، سہو

۱۰ آ میں "کنور اودے بھان نے" یہ فقرہ جملے کے شروع میں واقع ہے ۔ (۵) م: چھاکھ

۱۱ م: سرہانے ہاتھ دھر کے ۔ ۱۲ آ: سراہنے ۔ (۶) م: ہونٹھ ۔

۱۳ من: کہیں ۔

آتی تھی ؟ پڑا پڑا اپنے جی سے باتیں کر رہا تھا۔ اتنے میں کیا ہوتا ہے! جو رات سائیں سائیں بولنے لگتی ہے اور ساتھ والیاں سب سو[1] رہتی ہیں، رانی کیتکی اپنی سہیلی مدن بان کو جگا کر یوں کہتی ہے :-

"اری! او[2] تو نے کچھ سنا بھی[3]؟ میرا جی اوس[4] پر آگیا اور کسی ڈول سے نہیں تھم سکتا۔ تو سب میرے بھیدوں کو جانتی ہے، اب جو ہونی ہو، سو ہو۔ سر رہتا رہے، جاتا جائے، میں اوس کے پاس جاتی ہوں۔ تو میرے ساتھ چل! پر تیرے پانوں[5] پڑتی ہوں، کوئی سنے[6] نہ پائے[7]۔ اری! یہ میرا جوڑا میرے اور اوس[8] کے بنانے والے نے ملا دیا۔ میں اسی لیے جیسے[9] ان امرئیوں میں آئی تھی"۔

رانی کیتکی مدن بان کا ہاتھ پکڑے[10] وہاں(1) آپہونچتی[11] ہے جہاں کنور اودے بھان لیٹے ہوئے[12] کچھ سوچ میں پڑے پڑے بڑبڑا[13] رہے تھے۔ مدن بان آگے بڑھ کے کہنے لگی: "تمھیں اکیلا جان کے رانی جی[2] آپ آئی ہیں"۔

کنور اودے بھان یہ سن کے اوٹھ بیٹھے اور یہ کہا: "کیوں نہ ہو؟ جی کو جی سے[14] ملاپ ہے۔" کنور اور رانی تو[16] دونوں[15] چپ چاپ بیٹھے تھے،

---

1. ب: سو سو رہتی۔
2. م: ندارد۔
3. م: ہے۔
4. ب، م: اس۔
5. آ، م: پانو۔
6. م: سننے۔
7. ب، م: پاوے۔
8. م: اس۔
9. م: ندارد۔
10. آ: پکڑے ہوے۔
11. م: آن
12. آ: ہوپے۔
13. ب: پڑے بڑبڑا رہے تھے۔
14. م: جی سے جی کو۔
15. آ، ب: دونو۔

(1) وھاں

پر مدن بان دونوں[1] کو[2] گدگدا رہی تھی۔ ہوتے ہوتے اپنی اپنی بیتی[3] سب[(1)] نے کھولی۔ رانی کا پتا[4] یہ کھلا: "راجہ جگت پرکاس کی بیٹی ہیں اور اون[(2)][5] کی ما رانی کام لتا کہلاتی ہیں۔ ایک مہینے پیچھے[6] ان کو ما باپ نے ان کے[7] کہہ دیا ہے۔ امریوں میں جا کے جھول آیا کرو۔ سو[8] آج وہی دن تھا، جو[9] تم سے مُٹ بھیڑ[(3)] ہو گئی۔ بہت مہاراجوں کے کنوروں کی باتیں آتیاں[(4)]، پر کسی پر ان کا دھیان نہ چڑھا۔ تمھارے دھن بھاگ، جو تمھارے پاس سب سے چھپ کے، میں، جو ان کی لڑکپن کی گوئیاں ہوں، مجھے ساتھ اپنے لے کے آئیں[10] ہیں۔ اب تم اپنی کہانی کہو، جو[11] تم کس دیس کے کون ہو؟"

انھوں نے کہا: "میرا باپ راجہ سورج بھان اور ما رانی لچھمی باس ہے۔ آپس میں جو کچھ جوڑا ہو جائے[12] تو انوکھی اچرج اور اچنبھے کی بات نہیں۔ یوں[13] ہیں۔

---

[1] آ: دونو۔ [2] م: کے بدن۔

[3] م: اپنے اپنے پتے سبھے کھولے۔ آ: بیتی ندارد۔ [4] م: پتہ۔

[5] م: ان۔ [6] م: میں یہ فقرہ 'کہہ دیا ہے' کے بعد ہے۔

[7] آ میں 'ان کو' کے بعد 'ان کے' آیا ہے۔ [8] ب، م: ندارد۔

[9] ب، م: سو۔ [10] آ: آئی۔

[11] م: کہ۔ [12] م: ہو جائے۔

[13] م: یوں ہیں۔

(1) ا کے حاشیے میں 'نے' سہواً رہ گیا تھا (2) ا: ان، سہو۔

(3) منھ بھیڑ (4) م میں "آئیاں" کی جگہ غالباً "آتیاں" تھا

آگے سے ہوتا چلا آیا ہے[1]، جیسا موُنہ[(1)] ویسی تھپیڑ[2]، جوڑ توڑ ٹٹول لیتے ہیں۔ دونوں[3] مہاراجوں کو یہ چیت چاہی بات اچھی لگے گی پر ہم تم دونوں[4] کے جی کا گٹھ جوڑا چاہیئے[5]"

اس میں مدن بان بول اوٹھی : "سو تو ہوا[6]۔ اب[7] اپنی اپنی انگوٹھیاں ہیر پھیر کر لو اور آپس میں لکھوٹیں ابھی[8] لکھ دو۔ پھر کچھ ہچر مچر نہ رہے"

کنور اودے بھان نے اپنی انگوٹھی رانی کیتکی کو پہنا دی اور رانی کیتکی نے اپنی[9] انگوٹھی[(3)] کنور کی انگلی میں ڈال دی[10] اور ایک دھیمی سی چٹکی بھی لے لی۔ اس میں مدن بان بول اوٹھی : جو سچ پوچھو[11] تو اتنی بھی بہت ہوئی۔ اتنا بڑھ چلنا اچھا نہیں۔ میرے سر چوٹ ہے۔ اب اوٹھ چلو اور ان کو سونے دو اور روئیں تو پڑے رونے دو"

بات چیت تو ٹھیک ٹھاک ہو چکی تھی، پچھلے پہر سے رانی تو اپنی سہیلیوں کو لے کے جدھر[12] سے آئی[13] تھیں اودھر[(2)] چلی

---

[1] من : ہوتی چلی آئی۔

[2] م : تھپڑ۔ من : تھپیڑا۔

[3] آ، ب : دونو

[4] ب، م : دونو۔

[5] ب، م : چاہیے۔

[6] ب : لو۔

[7] آب : ندارد

[8] م : لکھوٹی بھی

[9] م : ندارد

[10] من : اور رانی کیتکی نے اپنا چھلا کنور اودے بھان کی انگلی میں ڈال دیا۔

[11] م : پوچھو۔

[12] م : جدھر

[13] ب : آئیں۔

(1) موکھا، م : منہ

(2) م : ادہر۔ (3) م : انگھوٹی، سہو۔

گئیں[1] اور کنور اودے بھان اپنے گھوڑے کی پیٹھ لگ کر اپنے(۱) لوگوں سے مل کر اپنے[2] گھر پہونچے۔ کنورجی کا انوپ[3] روپ کیا کہوں۔ کچھ کہنے میں نہیں آتا نہ[2] کھانا، نہ پینا، نہ لگ چلنا نہ[3] کسی سے کچھ کہنا، نہ سننا۔ جس دھیان میں تھے، اوسی میں گو گھٹتے[4] رہنا، اور گھڑی گھڑی کچھ کچھ سوچ سوچ سر دھننا[5]۔

ہوتے ہوتے اس بات کا لوگوں میں چرچا پھیل گیا۔ کسی کسی نے مہاراج اور مہارانی سے بھی[6] کہا: ”کچھ دال میں کالا ہے۔ وہ کنور اودے بھان جس[7] سے تمھارے گھر کا اوجالا[8] ہے، ان دنوں کچھ اوس[9] کے برے تیور اور[10] بے ڈول آنکھیں دکھائی[11] دیتی ہیں۔ گھر سے باہر تو[16] پانوں نہیں دھرتا[12]۔ گھر والیاں جو کسی ڈول سے کبھی[17] بہلاتی[13] ہیں تو[14] اور کچھ نہیں کرتا، ایک اونچی سانس لیتا[15] ہے۔ اور جو[18]

---

۱ م: آئی تھی ادھر چلی گئی۔

۲ آ، ب: ندارد۔

۳ م: ندارد۔

۴ م: گھوٹے۔

۵ م: دھننا۔

۶ آ، ب: ندارد۔

۷ م: جن۔

۸ آ: اوجیالا۔

۹ م: اس۔

۱۰ م: ندارد۔

۱۱ م: دیکھائی۔

۱۲ م: دہرتا۔

۱۳ م: بہلاتیاں۔

۱۴ آ: گھر۔ تو، ندارد۔

۱۵ ب: ندارد۔

---

(۱) آ ب: اپنے لوگوں سے مل کر، ندارد۔

بہت کسی نے چھیڑا، تو چھپر کھٹ پر جا کے اپنا مونہ(1) لپیٹ کے آٹھ آٹھ آنسو پڑا روتا ہے۔"

یہ سنتے ہی ما[1] باپ دونوں[2] کنور کے پاس دوڑے آئے[3]۔ گلے لگایا مونہ(1) چوما[4]، پانو پر بیٹے کے گر پڑے، ہاتھ جوڑے اور کہا: "جو اپنے[2] جی کی بات ہے سو کہتے کیوں نہیں؟ کیا دوکھڑا[5] ہے، جو پڑے پڑے کراہتے ہو؟ راج پاٹ جس کو چاہو دے ڈالو۔ کہو تو تم(2) کیا چاہتے ہو؟ تمھارا جی کیوں نہیں لگتا؟ بھلا وہ ہے کیا، جو ہو نہیں سکتا، مونہ(1) سے بولو، جی کو کھولو اور جو کہنے میں سوچتے ہو، تو ابھی لکھ بھیجو۔ جو کچھ لکھوگے جیوں کی تیوں[6] وہیں کرنے میں آوے[7] گی۔ جو تم کہو کنویں میں گر پڑو، تو ہم دونوں[8] ابھی کنویں میں[9] گر پڑتے ہیں۔ جو[10] کہو سر کاٹ ڈالو، تو سر اپنے[11] ابھی کاٹ ڈالتے ہیں۔"

کنور اودے بھان، وہ جو بولتے ہی[12] نہ تھے، انھوں[13] نے لکھ بھیجنے کا آسرا پا کے اتنا بولے[14]: "اچھا آپ سدھاریئے۔

---

[1] م: ماں۔
[2] م: ندارد۔
[3] م: آے۔
[4] آ: چومناں۔
[5] م: دکھڑا۔
[6] ب، م: جوں کی توں۔
[7] م: وہی کر تمھیں دے جاویں گے۔
[8] آ، ب، م: دونو۔
[9] ب، م: ندارد۔
[10] آ، ب: ندارد۔
[11] م: تو ابھی سر کاٹ۔
[12] آ: بھی۔
[13] م: انھوں
[14] آ: جب لکھ بھیجنے کا سہارا پایا تو۔

(1) مونھ، م: منہ
(2) تم: غالباً آ، ب میں نہیں ہے۔

میں لکھ بھیجتا ہوں ۔ پر میرے اوس لکھنے[۱] کو میرے مونہ[(۱)] پر کسی ڈھب سے نہ لانا۔ نہیں تو میں بہت[۲] لجیاؤں[۳] گا۔ اسی لیے[۴] تو مکھ بات[(۵)] ہو کے میں نے کچھ نہ کہا۔ اور یہ لکھ بھیجا:

"اب جو میرا جی نتھنوں[(۲)][۵] میں آگیا اور کسی ڈھب سے[۶] نہ رہا گیا اور آپ نے مجھے سو سو روپ سے کھولا اور بہت ساٹٹولا، تب تو لاج چھوڑ کے ہاتھ جوڑ کے مونہ[(۱)] کو پھوڑ کے گھگھیا[۶] کے یہ لکھتا ہوں دوہا اپنی بولی کا[۷]:

چاہ[۷] کے ہاتھوں کسی کو سکھ نہیں[۸]
ہے بھلا[۹] وہ کون جس کو دکھ نہیں

وہ اوس[(۳)] دن جو میں ہریالی[۱۰] دیکھنے کو گیا تھا، وہاں[(۴)] جو میرے سامھنے[۱۱] ایک ہرنی کنوتیاں اوٹھائے ہوئے[۱۲] ہوگئی تھی[۱۳]، اوس[۱۴] کے پیچھے میں نے گھوڑا بگ[۱۵] چھٹ

۱ م: لکھ بھیجنے کو۔ ۲ ب و م: ندارد۔

۳ من: لجاؤں: م: شرماؤں۔ ۴ م: ندارد۔

۵ م: ناک۔ ۶ ب، م: گھگیا۔

۷ م: میں یہ نثر کی طرح درج ہے اور شعر کے شروع میں "جگ میں" کا اضافہ ہوگیا ہے۔

۸ م: نہیں ہے۔

۹ م: میں "ہے" "کون کے بعد چھپا ہے۔

۱۰ آ: ہریائی۔ ۱۱ م: سامنے۔

۱۲ آ اوٹھائے ہوئے۔ ۱۳ م: ہولی۔

۱۴ م: اس۔ (۱) م موکھڑ، ہ: منہہ۔ (۴) م: وھاں

۱۵ ب: ایگ۔ (۲) ما: نتھوں، نہیہ۔ (۵) بات

(۳) م، ما: اس۔

پھینکا[۱] تھا[۲] جب تک اوجیالی[۳] رہی، اوسی کی[۴] دھن میں بھٹکا کیا[۵]۔ جب اندھیرا ہوگیا اور سورج ڈوبا، تب جی میرا بہت اوکتھا[۶]۔ سہانی سی[۷] امریاں تاک کے میں اون میں گیا، تو اون امریوں کا پتّا پتّا میرے جی کا گاہک ہوا۔ وہاں کا یہ سوہلا[۷] ہے، کچھ رنڈیاں جھولا ڈالے[۸] جھول رہی تھیں۔ اون سب کی سردھری کوئی رانی کیتکی، مہاراجا جگت پرکاس کی بیٹی ہیں۔ اونھوں[(۱)] نے یہ[۹] انگوٹھی اپنی مجھے دی اور میری، انگوٹھی اونھوں[۱۰] نے لی۔ اور لکھوٹ[۱۱] بھی لکھ دی۔ سو یہ انگوٹھی اون کی لکھوٹ[۱۱] سمیت میرے لکھے ہوئے[۱۲] کے ساتھ پہونچتی[۱۳] ہے۔ آپ دیکھ لیجیے اور جس میں بیٹے کا جی رہ جائے وہ کیجیے"

مہاراج اور مہارانی اوس بیٹے کے لکھے ہوئے[۱۲] پر سونے کے پانی سے یوں لکھتے ہیں: "[(۲)] ہم دونوں[۱۴] نے اوس انگوٹھی اور لکھوٹ[۱۵] کو اپنے آنکھوں سے ملا۔ اب تم اپنے جی[۱۶] میں کچھ

---

۱ ب: پھیکا۔
۲ م: ندارد۔
۳ م: اوجالا رہا۔
۴ م: اسی کے۔
۵ م: چلا گیا۔
۶ م: اوداس ہوا۔ ب: اوبا۔
۷ م: سچل۔
۸ ب، م: ندارد۔
۹ آ: نیں۔
۱۰ م: انھوں۔
۱۱ م: لکھاوٹ۔
۱۲ آ: ہوئے۔
۱۳ آ: پہنچتی۔
۱۴ آ، ب: دونو۔
۱۵ م: لکھاوٹ۔
۱۶ آ، ب: ندارد۔

(۱) م: اونھوں۔
(۲) ما: ندارد، سہو۔

کڑھو پچو[1] مت۔ جو رانی کیتکی کے ما باپ تمھاری بات مانتے ہیں، تو ہمارے سمدھی اور سمدھن ہیں، دونوں[2] راج ایک[3] ہوجائیں[4] گے[(1)]؛ اور کچھ ناہ نوہ کی ٹھہرے[5] گی تو جس ڈول سے بن آوے گا، ڈھال تلوار کے بل تمھاری دولھن[(2)] ہم تم سے ملادیں[(3)] گے۔ آج سے اوداس مت رہا کرو۔ کھیلو، کودو، بولو، چالو، انندیں[6] کرو۔ ہم اچھی[7] گھڑی سبھ مہورت سوچ کے تمھاری[(4)] سسرال میں کسی بامھن کو بھیجتے ہیں، جو بات چیت چاہی ٹھیک کرلاوے۔"

بامھن جو سبھ گھڑی دیکھ[8] کے ہڑبڑی سے گیا تھا، اوس پر بڑی کڑی پڑی۔ سنتے ہی رانی کیتکی کے باپ نے کہا: "اون کے ہمارے ناتا نہیں ہونے کا۔ اون کے باپ دادے ہمارے باپ دادوں کے آگے سدا ہاتھ جوڑ کے باتیں کیا کرتے تھے، اور ٹک جو[9] تیوری چڑھی دیکھتے تھے، بہت[10] ڈرتے تھے۔ کیا ہوا جو اب[11] وہ بڑھ[12] گئے اور اونچے پر چڑھ گئے؟ جس کے ماتھے ہم بائیں پانو[13] کے انگوٹھے[(5)]

---

۱ م: ندارد۔ ب: بچو۔
۲ ا، ب، م: دونو
۳ م: ایک جاگہ۔
۴ ب: ہوجاینگے۔
۵ م ٹھیرے۔
۶ م: آنندیں
۷ ا، ب: ندارد۔
۸ م: کر۔
۹ م: جو ٹک۔
۱۰ م: تو بہت۔
۱۱ آ: ندارد۔
۱۲ م: وے۔
۱۳ ب: پانوں۔ م: پاؤں۔

(۱) م: ؟ سہو
(۲) م: دلہن۔
(۳) م، ما: ملادیں گے۔ سہو۔
(۴) تمھارے زالقیاس خطی،
(۵) ما: انگوٹھے، سہو۔

ے ٹیکا لگادیں[۱]، وہ مہاراجوں کا راجا[۲] ہو جا[(۱)]ئے[۳]۔ کس کا مونہ[۴][(۲)] جو یہ بات ہمارے مونہ[(۲)][۴] پر لائے" باممن نے جل بھن کے کہا: "اگلے بھی ایسی ہی کچھ بچارے ہوئے ہیں[۵] اور بھری سبھا میں یہی کہتے تھے: "ہم میں اور[(۳)] اون میں کچھ گوت[۶] کی تو میں نہیں ہے، پر[۷] کنور کی ہٹ سے کچھ ہماری نہیں چلتی، نہیں تو ایسی اوچھی بات کب ہمارے مونہ[۸] سے نکلتی ہے؟"

یہ سنتے ہی اوس[۹] مہاراج نے اوس[۹] باممن کے سر پر پھولوں کی چھڑی پھینک ماری اور کہا: "جو باممن کی[(۴)] ہتیا کا دھڑکا نہ ہوتا تو تجکو ابھی چکی میں دلوا ڈالتا۔ اس کو لے جاؤ اور ایک اندھیری کوٹھری میں موند رکھو!" جو اس باممن پر بیتی، سو سب کنور اودے بھان کے ماباپ نے سنتے ہی لڑنے[۱۰] کی ٹھان اپنا[۱۱] ٹھاٹھ باندھ[(۵)] کر، دل بادل جیسے گھر آتے ہیں، چڑھ آیا۔ جب دونوں[۱۲] مہاراجوں میں لڑائی ہونے لگی، رانی کیتکی ساون بھادوں کے روپ سے رونے لگی اور دونوں[۱۳] کے جی پر یہ آگئی: "یہ کیسی چاہت ہے، جس میں لوہو برسنے لگا اور اچھی باتوں کو ترسنے لگا؟" کنور نے چپکے سے یہ لکھ بھیجا:

۱ے م: لگادیں۔ ۲ے م: راجہ

۳ے آ یم: ہو جائے۔

۴ے م: منہ۔

۵ے م: اسی بچار میں ہے

۶ے م: کا۔

۷ے م: پھر۔

۸ے م: منہ۔

۹ے م: ندارد۔

۱۰ے م: لڑن۔

۱۱ے آ: اپنا اپنا۔ م: اپنے۔

۱۲ے آ، ب: دونو۔

۱۳ے ا، ب، م: دونو۔

(۱) م: ہو جاوے، سہو۔ (۲) مونہ م: منہہ (۳) ما: اور، سہو ان نہ (؟) (۴) م: کے (التباس خطی) (۵) م، ما: باندہ

"اب میرا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے۔ دونوں[1] مہاراجوں کو آپس میں لڑنے دو۔ کسی ڈول سے جو ہو سکے، تو تم مجھے اپنے پاس بلا لو۔[2] ہم تم دونوں[(1)] مل کے کسی اور دیس کو نکل چلیں۔ جو ہونی ہو، سو ہو۔ سر[3] رہتا رہے جاتا جائے۔" ایک مالن جس کو پھول کلی کر سب پکارتے تھے، اونے[(2)] اوس کنور کی چٹھی کسی پھول پنکھڑی[4] میں لپیٹ سپیٹ کے رانی کیتکی تک پہونچادی۔ رانی نے اوس چٹھی سے آنکھیں اپنی[5] ملیں، اور مالن کو ایک تھال بھر کے موتی دیے؛ اور اوس[6] چٹھی کی پیٹھ پر اپنے مونہ[7] کی پیک سے یہ لکھا: اے میرے جی کے گاہک، جو تو مجھے بوٹی بوٹی کر چیل کو وں[8] کو دے ڈالے، تو بھی میری آنکھوں[9] چین کلیجے[10] سکھ ہو[11] پر یہ بات بھاگ چلنے کی اچھی نہیں، اس میں ایک باپ دادے کو چٹ لگ جاتی ہے۔ اور جب تک ما باپ جیسا کچھ ہوتا چلا آیا ہے، اوسی ڈول سے بیٹا بیٹی کو کسی پر پٹک نہ ماریں، اور سر سے

---

[1] آب: دونو۔ — [2] آ: بولالو۔

[3] آ میں یہ جملہ نہیں ہے۔

[4] م: پھول کی پنکھڑی۔

[5] آ: اپنی آنکھیں۔ — [6] م: نداردہ

[7] م: منہ۔ — [8] م: کوے

[9] م: آنکھیں کو۔ — (۲) م: اون نے۔

[10] کلیجہ میں۔ — (۳) سونھ۔

[11] ہو دے۔

(۱) م میں بھی 'دونو' ہے۔ امیں یہ سہوا رہ گیا تھا۔

کسی کے چپیک نہ دیں، تب تک یہ ایک جی تو کیا[۱] جو کروڑ جی جاتے رہیں، کوئی بات ہمیں تو رہتی نہیں[۱]۔" یہ چھٹی پیک بھری[۳] جو کنور تک جا پہونچتی ہے، اوس[۴] پر کئی ایک سونے کے تھال[۵] ہیرے، موتی، پکھراج کے کھچا کھچ بھرے ہوے[۶] نچھاور کر کے لٹا دیتا ہے، اور جتنی[۷] سے[۳] اوس[۸] کی بیکلی تھی[۷] جو گئی پچکنی ہو جاتی ہے، اور اوس[۹] چھٹی[۱۰] کو اپنے اوس[۱۰] گورے[۱۱] ڈنڈ پر باندھ[۲] لیتا ہے۔

آنا جوگی مہندر گر کا کیلاس پہاڑ سے، اور ہرن ہرنی کر ڈالنا کنور اودے بھان اور اوس[۹] کے ما باپ کا

جگت پر کاس اپنے گرو کو جو کیلاس پہاڑ پر رہتا تھا، یوں لکھ بھیجتا ہے: "کچھ ہماری سہائے کیجیے۔ مہا کٹھن ہم

---

[۱] م میں اس طویل جملے کی جگہ صرف اتنا ہے: پر یہ بات بھاگ چلنے کی اچھی نہیں۔ ڈول سے بیٹا بیٹی کے باہر ہے۔ جی تجھ سے پیارا نہیں۔ ایک تو کیا، جو کروڑ جی جاتے رہیں، پر بھاگنے کی کوئی بات ہمیں رچتی نہیں۔

[۲] من: تو اچھی۔

[۳] آ: بھری ہوئی۔

[۴] م: وہ۔

[۵] م: میں یہ لفظ نچھاور سے قبل آیا ہے۔

[۶] آ: ہوئے۔

[۷] م: اور چھٹی سے اس کی بیکلی جو گئی۔

[۸] آ: ندارد۔

[۹] م: اس۔

[۱۰] م: ندارد۔

[۱۱] م: گورے۔

(۱) یہ طویل جملہ: اس میں ... رچتی نہیں، تک ہے۔

(۲) م: باندھ۔

(۳) یہاں "سے" بے محل ہے یا تو یہ "سی" ہونا چاہیے یا یہ مقابلہ کرنے میں کچھ تسامح ہوا ہے۔

بپتا[(1)] ماروں کو پڑی ہے۔ راجہ سورج بھان کو اب یہاں تک باو بھک نے لیا ہے، جو اونھوں[1] نے ہم سے مہا راجوں سے ناتے کا ڈول کیا ہے"

کیلاس پہاڑ اکڈال[2] چاندی کا ہے۔ اوس پر راجہ جگت[(5)] پرکاس کا گرو مہندر گر[3] جس کو اندرلوک کے لوگ سب کہتے تھے، دھیان گیان میں کوئی نوّے[(2)] لاکھ اتیتوں کے ساتھ بٹھا کر کے بھجن میں دن رات رہا کرتا تھا۔ سونا، روپا، تانبے رانگے کا بنانا تو کیا، اور گٹکا مونہ[4] میں لے کے اوڑنا[(3)] وَرے رہے، اوس کو[5] اور اور[(4)] باتیں اس اس[6] ڈھب کی دھیان میں تھیں، جو کچھ کہنے سننے سے باہر ہیں۔ مینہ[7] سونے روپے کا برسا دینا، اور جس روپ میں چاہنا ہو جانا، سب کچھ اوس[8] کے آگے ایک کھیل تھا۔ اور گانے میں اور بین بجانے میں[9] مہادیو[10] چھُٹ، سب اوس کے آگے کان پکڑتے تھے۔ سرستی[11] جس کو ہندو کہتے ہیں آدہ شکتی[12] اوٗنے[13] بھی اسی سے کچھ کچھ گنگنا سیکھا تھا۔ اوس[8] کے سامھنے[14] چھ راگ چھتّیس

---

[1] آ و م: انہوں۔ [2] آ: ایک ڈال۔ (1) م: پیتا

[3] م: میں مہندر گر۔ "کہتے تھے" سے پہلے آیا ہے۔ (2) م: بوتوے

[4] م: موکھ۔ [5] م: اس کی اور۔ (3) م: اڑنا

[6] آ: ندارد۔ [7] م: مینھ۔ (4) م: ندارد

[8] م: اس۔ [9] م: ندارد۔ (م میں "اور بین بجانے میں" نہیں ہے)

[10] م: مہادیوجی۔ [11] م: سرسوتی۔ (5) ما: جگت، سہو

[12] آ، ب: ندارد۔ (آدہ شکتی نہیں ہے) [13] م: اون نے۔

[14] م: سامنے۔

راگنیاں[1] آٹھ پہر روپ بندھوں(1)[2] کا سا دھرے ہوئے اوس[3] کی سیوا میں ہاتھ جوڑے کھڑی رہتی تھیں۔ وہاں(2) اتیتوں کو یہ کہہ کر پکارتے تھے: بھیروں گر، بھبھاس[4] گر، ہنڈول گر، میگھ[5] ناتھ، کدار[6] ناتھ، دیپک داس[7]، جوتی سروپ[8]، سارنگ روپ۔ اور اتیتنیاں[9] اس ڈھب سے کہلاتی[10] تھیں: گوجری، ٹوڑی[11]، اساوری، گوری، مالسری، بلاولی[12]۔ جب چاہتا تھا اُدھر[13] میں سنگاسن پر بیٹھ کے[14] اُڑائے پھرتا تھا، اور نوّے[15] لاکھ اتیت گنگے اپنے اپنے مونہ لیے[16] ہوئے گیروے بستر پہنے[17]، جٹا بکھیرے اوس کے ساتھ ہوتے تھے۔ جس گھڑی راجہ جگت پرکاس کی چیٹھی ایک بگولا[18] لے پہونچتا ہے، جوگی مہندر گر ایک[19] چنگھاڑ مار کے[20] ڈل بادلوں کو تھلکا[21] دیتا ہے۔ بگھمبر[22] پہ بیٹھ بھبھوت[23]

---

[1] آ: راگنی۔ [2] آ، ب: ہندنیوں۔ [3] م: اس۔

[4] م: بسبھاس۔ ب: بھباس۔ [5] م: میکھ۔

[6] آ: کیدار۔ [7] آ، ب: داس۔

[8] آ، ب: جوتی سروپ داس۔ [9] م: اتیتیاں۔ من: اتیتیں۔

[10] م: کھلاتی۔ (ما: کھلائی (سہو)) [11] توڑی۔

[12] ب: بلاونی۔ م: بلاول۔ [13] م: ادہر۔

[14] م: ندارد۔ [15] ب: نوا۔ م، ما: نوے

[16] م: منہ۔ [17] ب: پہنے ہوئے۔

[18] م: بھگو۔ [19] ب: اک۔

[20] م: کر۔ [21] م: تہلکا۔

[22] ب: بگھمبر۔ م: باگھمبر۔ (حاشیہ ما: باگھمبر (سہو)) [23] ب: بھبھوت۔ م: بھبوت۔

(۱) م کے حاشیے پر بقلم عرشی اس لفظ کے متعلق سوالیہ نشان (؟) لگا ہوا ہے۔ میرے خیال میں یہ لفظ "بندھو (بواو معروف) بندھوا" (= نوکر، خادم، غلام) کی تانیث "بندھو" (بواو مجہول) (= لونڈی کنیز) کی جمع ہے۔ (۲) م: وہاں

اپنے موںہ[1] کو[2] مل کچھ کچھ پڑھنت کرتا ہوا بادکے گھوڑے کی پیٹھ[3] لاگا، اور سب اتیت مرگ چھالوں پر بیٹھے ہوئے[4] گٹکے موںہ[1] میں لیے ہوئے[4] بول اوٹھے:۔ "گورکھ جاگا" ایک آنکھ کی جھپک میں وہاں آپہونچتا[5] ہے، جہاں دونوں[6] مہاراجوں میں لڑائی ہورہی تھی۔ پہلے تو ایک کالی آندھی آئی، پھر اولے برسے، پھر ایک ٹڈی[7] آئی، کسی کو اپنی سدھ[8] نہ رہی۔ ہاتھی گھوڑے اور جتنے لوگ اور بھیڑ بھاڑ راجا[9] سورج بھان کی تھی، کچھ نہ سمجھا گیا کدھر[10] گئی، اونھیں(1) کون اٹھالے گیا۔ اور راجا[9] جگت پرکاس کے لوگوں پر اور رانی کتیکی[11] کے لوگوں پر کیوڑے کی بوندوں کی ننھی ننھی[12] پھہار سی پڑنے لگی۔ جب یہ سب کچھ ہوچکا، تو گروجی نے اپنے[2] اتیتوں سے کہہ دیا: "اودے بھان، سورج بھان، لچھمی باس ان تینوں کو ہرن ہرنی بنا کے کسی بن میں چھوڑ دو، اور جو انکے ساتھی ہوں اون[13]

---

[1] م: منہ۔ — [2] آ: ندارد۔ ب: سے۔

[3] م: بیٹھ پر۔ — [4] آ: ندارد۔

[5] م: آن۔ — [6] آ، ب: دونو۔

[7] م: بڑی آندھی۔ (ما: ٹڈّا) — [8] م: سدد بدہ۔

[9] م: راجہ۔ — (۱) م: اونہیں۔

[10] آ: کیدھر (م: کدہر)

[11] م: جی کا اضافہ ہے۔

[12] م: ننھی ننھی۔

[13] م: ان۔

سبھوں[(1)] کو توڑ پھوڑ دو"۔ جیسا کچھ گروجی نے کہا جھٹ پٹ وہ[1] بن
کیا۔ بپت کا مارا کنور اودے بھان[7] اور[2] اوس[8] کا باپ وہ[3] مہاراجا[9]
سورج بھان اور اوس[8] کی ماں وہ[3] مہارانی لچھمی باس، ہرن ہرنی بن بن
کی ہری ہری گھاس کئی برس تک چگتے رہے، اور اوس بھیڑ بھڑ[(2)]کے کا تو
کچھ تھل بیڑا نہ ملا۔ جو کدھر[(4)] گئی اور کہاں تھی۔ یہاں کی یہیں[4] رہنے دو،
پھر سنیو[10] اب رانی کیتکی کی بات، اور مہاراجا[(3)] جگت پرکاس[5] کی سنیئے۔
اون[11] کے گھر کا گھر گروجی کے پانو[6] پر گرا اور سب نے سر جھکا کر کہا[12]: مہاراج
یہ آپ نے بڑا کام کیا۔ ہم سب کو رکھ لیا۔ جو آج[13] آپ نہ آپہونچتے[14]
تو کیا رہا تھا۔ سب نے مر مٹنے کی ٹھان لی تھی، ان پاپیوں سے کچھ نہ
چلیگی، یہ جان لی تھی۔ راج پاٹ سب ہمارا آپ[14] نچھاور کرکے جس کو
چاہیے[15] دے ڈالیئے۔ ہم سب کو اتیت بناکے اپنے ساتھ لیجیئے، راج ہم سے نہیں تھم[16] سکتا۔

---

[1] م: وہی۔	[7] م: جی کا اضافہ ہے۔
[2] ب: ندارد۔	[8] م: اس۔
[3] م: ندارد۔	[9] م: مہاراجہ۔
[4] م: یہاں ہی۔	[10] م: آگے سنو۔
[5] م: سہتی۔	[11] م: ان۔
[6] آ، ب: پانوں۔	[12] آ: ندارد۔
[13] م: آپ آج آنہ پہنچے۔	[14] ب، م: اب۔
[15] م: چاہیے۔	(1) م: سیوں۔
[16] م: تھمتا۔	(2) م، ما: بھڑکے۔

(3) م، ما: مہاراجہ۔ (4) م: کدہر۔

سورج بھان کے ہاتھ سے آپ نے بچایا۔ کوئی اون[1] کا چچا چندر بھان چڑھ[(2)] آوے گا، تو کیونکر بچنا ہوگا؟ اپنے آپ میں تو سکت نہیں، پھر ایسے راج[2] کا پھٹے[(1)] مونہ[3] کہاں[4] تک آپ کو ستایا کریں گے"۔ یہ سن کر[5] جوگی مہندر گر نے کہا: "تم سب ہمارے بیٹا بیٹی ہو، انندیں کرو، دندناؤ سکھ چین سے رہو، ایسا وہ کون ہے جو تمھیں آنکھ بھر کر[6] اور ڈھب سے دیکھ سکے؟ یہ بگھمر[7] اور یہ بھبھوت[8] ہم نے تمھیں دیا۔ آگے[9] جو کچھ ایسی گاڑھ[10] پڑے، تو اس بگھمر[7] میں سے ایک رونگٹا توڑ کر آگ پر دھر[(3)] کے پھونک دیجیو، وہ[11] رونگٹا پھونکنے[12] نہ پاوے گا جو ہم آن پہونچیں[13] گے۔ رہا بھبھوت[8]، سو اس لیے ہے، جو کوئی چاہے جب اسے انجن کرے وہ سب کچھ دیکھے[14] اور اوسے[15] کوئی نہ دیکھے، جو چاہے کر لے۔ گرو مہندر گر، جن کے پانو[16] پوجیے اور دھن

---

[1] م: ان۔

[2] ایسی راجہ۔

[3] م: منہ، (موکھ)۔

[4] م: ہم کہاں۔

[5] م: کے۔

[6] م: ندارد۔

[7] م: بگھمبر۔ من: باگھمبر۔

[8] ب، م: بھبوت۔

[9] آ، ب: ندارد۔

[10] م: گاڑ۔

[11] م: یہ۔

[12] ب بھکنے۔ م: پھونکنے۔

[13] م: پہنچیں۔

[14] م: دیکھ لے۔

[15] م: اسے۔

[16] ب: پانوں، حاشیہ ماسہو۔

(1) م، ما: پھٹے۔

(2) م: چڑھ۔

(3) م: دہر کے۔

مہاراج کہیے[1]، اون[2] سے تو کچھ چھپا نہ تھا[3]، مہاراجا[4] جگت پرکاس اون[2] کو مورچھل کرتے ہوئے، رانیوں کے پاس لے گئے۔ سونے روپے کے پھول (1) ہیرے[5] موتی گود بھر بھر سب نے نچھاور کیے، اور ماتھے رگڑے۔ اونھوں[6] نے سب کی بیٹھیں ٹھونکیں[7]۔ رانی کیتکی نے بھی ڈنڈوت کی، پر جی ہی جی میں بہت سی گروجی کو گالیاں دیں۔ گروجی[8] سات دن سات راتیں یہاں رہ کے، راجا[9] جگت پرکاس کو سنگاسن پر[10] بٹھا کے[11] اپنے اوس[12] گھمبھر[13] پر بیٹھ[14] اوسی[15] ڈول سے کیلاس پہاڑ پر آ دھمکے (2)۔ راجا[9] جگت پرکاس اپنے[15] لگلے سے ڈھب[16] راج کرنے لگے[17]۔

رانی کیتکی کا مدن بان کے آگے رونا اور[18] پچھلی باتوں کا دھیان
کرکے جی سے ہاتھ دھونا[19] اپنی بولی کے دوہوں[20] میں:

رانی کو بہت سی بے کلی تھی
کب سوجھتی کچھ[21] بری بھلی تھی

---

۱ ب: کہے۔ ۲ م: ان۔ ۳ م: نہیں۔
۴ م: مہاراجہ۔ ۵ آ، ب: ندارد (ہیرے موتی) ۶ م: انھوں۔
۷ م: ٹھوکیں۔ ۸ آ: گروجی نے۔ ۹ م: راجہ۔
۱۰ م: میں۔ ۱۱ م: کر۔ ۱۲ م: اس، اسی۔
۱۳ م: گمبھیر۔ ۱۴ ب، م: ندارد۔ ۱۵ ب: ندارد۔
۱۶ م: اگلے ڈھب سے۔ ۱۷ ب: لگا۔ ۱۸ م: ندارد
۱۹ م: ہاتھ جی سے دھونا۔ ۲۰ ب: دُہوں م: دھن۔
۲۱ م: سوجھتی وہ۔ (۱) م: ھیرے (۲) م: آ دہکے۔

چپکے چپکے کراہتی تھی
جینا اپنا نہ چاہتی تھی
کہتی تھی کبھی : "اری مدن بان
ہے آٹھ پہر مجھے وہی دھیان
یاں پیاس کسے بھلا کسے بھوکھ
دیکھوں ہوں وہی ہرے ہرے روکھ
ٹپکے گا ڈر ہے اب یہ بیے[۱]
چاہت کا گھر ہے اب یہ بیے[۱]
امرتوں میں اون[۲] کا وہ اوترنا[(۱)]
اور رات کا سائیں سائیں کرنا
اور چپکے سے اوٹھ[(۲)] کے میرا جانا
اور تیری[۳] وہ چاہ کا جتانا
اون[۲] کی وہ اوتار[(۳)] انگوٹھی لینی
اور اپنی انگوٹھی اون[۲] کو دینی
آنکھوں میں میری وہ[۴] پھر رہی ہے
جی کا جو روپ تھا وہی ہے

---

۱ م: کبھی۔ (۱) م: اترنا۔
۲ م: ان۔ (۲) م: اٹھ۔
۳ من: تیرا۔ (۳) م: اتار۔
۴ آ: بھر۔ (۴) ما: گا ؛ سہو۔

کیوں کر اوٹھیں[1] بھولوں، کیا کروں میں؟
ما[2] باپ سے کب تلک ڈروں میں ؟
اب میں نے سنا ہے، اے مدن بان!
بن بن کے ہرن ہوئے اودے بھان
چرتے ہوں گے ہری ہری دوب
کچھ تو بھی پسیج، سوچ میں ڈوب
میں اپنی گئی ہوں چوکڑی بھول
مت مجھ کو سنگھا[3] یہ ڈھڈھے پھول
پھولوں کو اوٹھا(1) کے یہاں(2) سے لے جا
سو ٹکڑے میرا ہوا[4] کلیجا!
بکھرے جی کو نہ کر اکٹھا!
اک[5] گھاس کا لا کے رکھ دے پٹھا[6]
ہریالی[7] اوسی[8] کی دیکھ لوں میں
کچھ اور تو تجکو[9] کیا کہوں میں
ان آنکھوں میں ہے بھڑک ہرن کی
پلکیں ہوئیں جیسی گھاس بن کی

---

[1] م: اٹھیں۔
[2] م: ماں۔
[3] م: سونگھا۔
[4] م: ہوا میرا۔
[5] م: ایک۔
[6] م: گٹھا۔
[7] آ: ہریائی۔
[8] م: اس۔
[9] م: تجھ کو۔
(۱) م: اٹھا۔
(۲) ہر جگہ 'بہاں' سہو ہے، 'یہاں' چاہیے۔

جب دیکھیے ڈبڈبا رہی ہیں
اوسیں آنسو کی چھا رہی ہیں
یہ بات جو جی میں گڑ گئی ہے
ایک اوس سی مجھ پہ پڑ گئی ہے"

اسی ڈول سے جب اکیلی ہوتی تھی، تب مدن بان کے ساتھ ایسے ہی کچھ[1] موتی پروتی تھی۔

بھبھوت[2] مانگنا رانی کیتکی کا اپنی ما[3] رانی کام لتا سے

آنکھ مچول کھیلنے کے لیے اور روٹھ رہنا، اور راجا(۱) جگت پرکاس کا بلانا اور پیار سے کچھ کچھ کہنا اور[5] وہ بھبھوت(۲) دینا۔

ایک رات رانی کیتکی نے اپنی ما[4] رانی کام لتا کو[6] بھلاوے میں ڈال کے یہ پوچھا[7]: "گروجی گسائیں[8] مہندر گر نے جو بھبھوت[2] میرے[9] باپ کو دیا تھا، وہ کہاں رکھا ہوا ہے اور اوس[10] سے کیا ہوتا ہے"؟ اوس[10] کی ما[4] نے کہا: "میں تیرے[12] واری! تو کیوں پوچھتی[11] ہے؟" رانی کیتکی کہنے لگی: "آنکھ مچول کھیلنے کے لیے چاہتی ہوں جب اپنی سہیلیوں(۳) کے ساتھ کھیلوں اور چور بنوں تو کوئی مجھکو[13] پکڑ نہ سکے۔" رانی کام لتا نے کہا: "وہ کھیلنے کے لیے نہیں ہے.

---

۱ آ: پے۔ ۳ م: ندارد۔
۲ ب، م: بھبوت۔ ۴ م: ماں۔ (ما: ماں، بھی)
۵ آ میں یہ پورا فقرہ نہیں ہے، اور ب میں 'وہ' نہیں ہے۔ ۶ م: سے۔
۷ آ: پوچھا۔ ۸ آ: گوسائیں۔ ۹ ب، م: ندارد
۱۰ م: اس۔ ۱۱ آ: پوچھتی۔
۱۲ م: تیری۔ ۱۳ ب، م: مجھ کو
(۱) م: مہاراجہ۔ (۲) م: بھبوت (۳) م: سہیلیوں۔

ایسے ٹلکے کسی برے دن کے سمھال[1] کو ڈال رکھتے ہیں۔ کیا جانے، کوئی گھڑی کیسی ہے کیسی نہیں۔" رانی کیتکی اپنی ما[2] کی اس بات سے اپنا مونہ[3] تھتھا کے اوٹھ گئی اور دن بھر کھانا نہ کھایا[4]۔ مہاراج نے جو بلایا، تو کہا: "مجھے رُچ نہیں" تب رانی کام لتا بول اوٹھیں(1): "اجی، تم نے کچھ سنا بھی یا نہیں[5]؟ بیٹی[6] تمھاری آنکھ مچوّل کھیلنے کے لیے وہ بھبھوت[7] گروجی کا دیا ہوا مانگتی تھی۔ میں نے نہ دیا اور کہا: "لڑکی، یہ لڑکپن کی باتیں اچھی نہیں۔ کسی برے دن کے لیئے گروجی دے گئے ہیں۔ اسی[8] پر مجھ سے روٹھی ہے۔ بہتیرا بہلاتی پھسلاتی ہوں، مانتی نہیں" مہاراج نے کہا: "بھبھوت[7] کیا[9] مجھے تو اپنا جی بھی اوس[10] سے پیارا نہیں۔ اوس[10] کے[11] ایک گھڑی بھر[12] کے بہل جانے پر ایک جی تو کیا جو لاکھ جی ہوں تو دے ڈالیے۔" رانی کیتکی کو ڈبیا میں سے تھوڑا سا[12] بھبھوت[7] دیا۔ کئی دن تلک آنکھ مچوّل اپنے ما(2)[12] باپ کے سامھنے(2) سہیلیوں[13] کے ساتھ کھیلتی، سب کو ہنساتی رہی[14] جو سو سو تھال موتیوں کے نچھاور ہوا کیئے۔ کیا کہوں ایک چہل تھی جو کہیئے تو کروڑوں[15] پوتھیوں میں جیوں کی تیوں[16] نہ آ سکے۔

---

۱ م: سمھال لینے کو۔ (۱) م: اٹھیں۔ — ۲ م: ماں۔

۳ م: منہ۔ (۲) م، ما: سامنے — ۴ م: بن کھائے پیے پڑی رہی۔

۵ م: اجی کچھ تم نے سنا بھی - (یا نہیں ندارد) — ۶ م: تمھاری بیٹی۔ (یہاں "م" صحیح ہے۔ آ یا ب ہوگا یا دونوں)

۷ ب، م: بھبھوت۔ — ۸ آ: اس۔

۹ م: توکیا۔ — ۱۰ م: اس۔

۱۱ م: کی۔ — ۱۲ آ: ندارد۔ (م: ماں)

۱۳ آ: آنکھ مچول اپنی سہیلیوں۔ — ۱۴ م: رہتی۔

۱۵ آ، ب: کڑوڑوں۔ — ۱۶ ب: جوں کی توں م: جیوں کے تیوں۔

رانی کیتکی کا چاہت سے بیکل ہوا اُوبھرنا[1] اور مدن بان کا ساتھ دینے سے نہیں کرنا

ایک رات رانی کیتکی اوسی[2] دھیان میں اپنے[3] مدن بان سے کہہ اوٹھی[(۲)]: "اب میں نگوڑی لاج سے کٹ کرتی[4] ہوں۔ تو میرا ساتھ دے۔" مدن بان نے کہا: "کیوں کر؟" رانی کیتکی نے وہ بھبھوت[5] کا لینا لسے جتایا،[6] اور یہ سنایا: "سب یہ آنکھ مچوّل کی جھپلیں ہیں نے اسی دن کے لیے کر رکھیں[7] تھیں۔" مدن بان بولی[8]: "میرا کلیجہ تھر تھرانے لگا۔ اے۔ یہ مانا جو[9] تم اپنی آنکھوں میں اس بھبھوت[(۴)] کا انجن کر لوگی اور میرے بھی لگا دوگی، تو ہمیں تمھیں کوئی[10] نہ دیکھے گا اور ہم تم سب کو دیکھیں گے، پر ایسے ہم کہاں کے[11] جی چلے ہیں جو بن[(۵)] لیے جوبن ساتھ پڑے بھٹکا کریں[12] اور ہرنوں کے سینگوں میں دونوں[13] [(۳)] ہاتھ ڈال کے لٹکا کریں۔ اور جس کے لیے یہ سب کچھ ہے سو وہ کہاں؟ اور ہووے[14] تو کیا جانے، جو یہ رانی کیتکی جی اور یہ مدن بان نگوڑی نوچی[15] کھسوٹی اون[16] کی سہیلی ہے۔ چولھے اور بھاڑ میں جائے یہ چاہت جس کے لیے ما[17] باپ، راج پاٹ،

---

[1] م: ہوا ابھرنا۔ [2] م: اسی۔ [3] م: اپنی۔

[4] م: کٹ کرتی۔ [5] ب، م: بھبوت۔

[6]: م: جتایا۔ من: جتایا۔ [7] آ: رکھی۔ م: رکھیں۔

[8] م: کہنے لگی۔ [9] م: ندارد۔

[10] ب: کوئی کوئی۔ [11] ب، م: سے۔

[12] م: جوبن لیے ساتھ جوبن ساتھ بن بن بھٹکا کریں۔ [13] آ، ب: دونوں۔

[14] ب: ہووے۔ [15] م: بچی۔

[16] م: ان۔ [17] م: ماں

(۱) ما: ہوا ابھرنا، غلط ہے۔ (۲) م: اٹھی۔ (۳) م: میں بھی "دونوں" ہے۔ اس لیے یہ حاشیہ تسامح پر مبنی ہے یا پھر آ، ب میں "دونوں" ہوگا۔ (۴) ما میں یہ حاشیہ سہواً رہ گیا تھا۔ (۵) میرے خیال میں م کا متن واضح ہے۔

سکھ، نیند، لاج کو چھوڑ کر ندیوں[1] کے کچھاڑوں[2] میں پھرنا پڑے! سو بھی بے ڈول، جو وہ(1) اپنے[3] روپ میں ہوتے، تو بھلا کچھ تھوڑا بہت[4] آسرا تھا۔ نہ جی! یہ ہم سے نہ ہو سکے گا جو[5] مہاراج جگت پرکاس اور مہارانی کام لتا کا ہم جان بوجھ کر گھر اجاڑیں(2) اور بہکا کے اون[6] کی بیٹی، جو اکلوتی لاڈلی ہے، اوس[7] کو لے جاویں اور جہاں تہاں اوسے[8] بھٹکا دیں[9]، اور بن باس پتی کھلا دیں اور اپنے چونڈے کو ہلا دیں۔ اے جی! اوس[7] دن تمھیں یہ[10] بوجھ نہ آئی تھی، جب تمھارے اور اس کے ماں[11] باپ میں لڑائی ہو رہی تھی، اونے[12] اوس[7] مالن کے ہاتھ تمھیں لکھ بھیجا تھا: "بھاگ چلیں"؟ تب تو اپنے مونہ[13] کی پیک سے اوس[7] کی چٹھی کی پیٹھ پر جو لکھا تھا، سو کیا بھول گئی[8] ہو؟ تب تو وہ تاؤ بھاؤ دکھایا تھا اب جو وہ کنور اودے بھان اور اون[6] کے ماں باپ تینوں[14] جنے(4) بن بن کے ہرن ہرنی بنے ہوئے(5) نیا جانے[15] کدھر ہوں گے، کہ اون[6] کے[16] دھیان پر وہ کر بیٹھئے[17]، جو کسی نے

۱۔ م، ب: ندی۔
۲۔ م: کچھاڑوں
۳۔ م: اپنی۔
۴۔ ب، م: تھوڑا بہت کچھ۔
۵۔ م: ندارد۔
۶۔ م: ان۔
۷۔ م: اس۔
۸۔ م: لے۔
۹۔ م: بھٹکا بناس ب: بھٹکا اور۔
۱۰۔ آ: میں 'یہ'، 'اس دن' سے پہلے آیا ہے۔
۱۱۔ م: ماں۔
۱۲۔ م: اس نے۔
۱۳۔ م: اپنی منہ۔
۱۴۔ آ، ب: تینو۔
۱۵۔ م: جانئے۔
۱۶۔ م: کی۔
۱۷۔ ب، م: بیٹھی۔

(۱) م: میں "وہ" تھا دوسرے ایڈیشن میں سہو طباعت سے رہ گیا تھا۔ (۲) م: اجاڑیں۔
(۳) ما: ہے، سہو (۴) ما: جے، سہو (۵) م: ہوئے۔

تمھارے گھرانے بھر میں نہیں کی۔ اس بات پر مانی ڈال دو، نہیں تو بہت پچھتاؤگی اور اپنا کیا پاؤگی۔ مجھ سے تو کچھ نہ ہو سکے گا۔ تمھاری کچھ اچھی بات ہوتی تو جیتے جی میرے موں سے نہ نکلتی۔ پر یہ بات میرے پیٹ میں نہیں پچ سکتی۔ تم ابھی الھڑ ہو۔ تم نے کچھ دیکھا نہیں۔ جو اس بات پر سچ مچ تمھیں ڈھلا دیکھوں گی، تو تمھارے ماں باپ سے کہہ کر وہ بھبوت جو وہ موا لنگوڑا بھبوت، مچھندر کا پوت، ابدھوت دے گیا ہے، ہاتھ مڑوڑوا کے چھنوا لوں گی۔" رانی کیتکی نے یہ رکھائیاں مدن بان کی سن کر ہنس کے ٹال دیا۔ اور کہا: "جس کا جی ہاتھ میں نہ ہو، اوسے ایسی لاکھوں سوجھتی ہیں، پر کہنے اور کرنے سے بہت سا پھیر ہے۔ یہ بھلا کوئی اندھیر ہے جو میں ماں باپ کو چھوڑ، ہرنوں کے پیچھے پڑی دوڑتی اور کرچھالیں مارتی پھروں، پر اری! تو بڑی باولی چڑیا ہے، جو تو نے یہ بات ٹھیک ٹھاک کر جان لی اور مجھ سے لڑنے لگی۔

---

1. آ: ندارد۔
2. آ ب: پانی۔
3. م: ندارد۔
4. م: تمہاری۔
5. م: ہوتی ہو
6. م: منہ۔
7. آ: اوسی۔
8. م: ڈھلتا۔
9. م: تمہارے۔
10. م: ماں۔
11. م، ب: بھبوت۔
12. م: مڑڑوا کے۔
13. م: وہ ایسی ایسی لاکھوں سوچتی ہے۔ من: سوجھتی ہے۔
14. آ: ندارد۔
15. آ: ہرنو۔
16. آ: دوڑتی کرچھالیں۔ م: ہرنوں کے پیچھے پڑی دوڑا دوڑا پھروں۔ من: پیچھے دوڑتی کرچھال مارتی۔
17. آ ب: مجھے۔

(۲) م: تمھیں سچ مچ۔

(۱) ما حاشیہ: ہوتی جو سچ۔

رانی کیتکی کا بھبوت[1] آنکھوں میں لگا کر گھر سے باہر نکل جانا اور سب چھوٹے بڑوں کا تلملانا۔

دس پندرہ دن پیچھے ایک رات رانی کیتکی بن کہے مدن بان کے وہ بھبوت(1) آنکھوں میں لگا کر گھر سے باہر نکل گئی۔ کچھ[2] کہنے میں نہیں آتا جو ماں[3] باپ پر ہوئی۔ سب[4] نے یہ بات ٹہرادی[5](2) گروجی نے کچھ سمجھ کر رانی کیتکی کو اپنے پاس بولالیا[6] ہوگا۔ مہاراجا[7] جگت پرکاس اور مہارانی کام لتا راج پاٹ سب کچھ اس بروگ میں چھوڑ چھاڑ[8] ایک پہاڑ کی چوٹی پر جا بیٹھے۔ اور کسی کو اپنے لوگوں میں سے راج تھامنے کے لیے چھوڑ گئے[9]۔ تب مدن بان نے وہ سب باتیں کھولیاں۔ رانی کیتکی کے ماں[3] باپ نے یہ کہا: "اری مدن بان جو تو بھی اون[10] کے ساتھ ہوتی[11] تو کچھ ہمارا جی ٹہرتا[12] اب جو وہ تجھے لے جائیں تو تو کچھ ہچر مچر نہ کیجو[13]، اون[14] کے ساتھ ہو لیجو۔ جتنا بھبوت[15] ہے، تو اپنے پاس رکھ۔ ہم لیے

---

[1] م، ب: بھبوت۔

[2] م: اور کچھ۔

[3] م: ماں۔

[4] م: ندارد۔

[5] م: ٹھہرادی۔ آ: ٹہرائی۔

[6] آ: بولایا ہوگا۔ م: بلایا۔

[7] م: مہاراجا۔ (اصل میں مہاراجہ ہے۔ حاشیہ میں تسامح ہوا ہے)

[8] آ: چھوڑ چھاڑ کر۔

[9] م: آئے۔

[10] م: اس۔

[11] من: تو ایک سے دو بھلی تھی۔

[12] م: ٹھہرتا۔

[13] ب، م: کیجیو۔

[14] م: ان۔

[15] ب، م: بھبوت۔

(1) م، ما: بھبوت۔

(2) ما: ٹہرادی سہو۔

اس راکھ کو چولھے میں ڈالیں گے! گروجی نے تو دونوں[2] راجوں کا کھوج کھویا[3]۔ کنور اودے بھان اور اس کے ماں[4] باپ دوں ٹھور رہے[5] اور[(۳)] جگت پرکاس اور کام لتا کو یوں تلپٹ کیا۔ بھبوت[6] نہ ہوتا، تو یہ باتیں کاہے کو سامھنے[7] آتیں؟ ندان[8] مدن بان بھی اون[9] کے ڈھونڈھنے کو نکلی، انجن لگائے ہوئے رانی[10] کیتکی، رانی کیتکی کہتی[11] چلی جاتی تھی[(۱)]۔ بہت دنوں پیچھے کہیں[12] رانی کیتکی بھی ہرنوں کی ڈاروں میں اودے بھان، اودے بھان چنگھاڑتی ہوئی آ نکلی۔ جو ایک نے ایک کو تاڑ کر یوں پکارا: "اپنی اپنی آنکھیں دھو ڈالو۔" ایک ڈبرے پر بیٹھ کر[13] دونوں کی مٹ بھیڑ ہوئی۔ گلے مل کے ایسی روئیاں جو پہاڑوں میں کوک سی پڑ گئی۔

دوہا اپنی بولی کا[14]:

چھا گئی ٹھنڈی سانس جھاڑوں میں
پڑ گئی کوک سی پہاڑوں میں

دونوں جنیاں ایک ٹیلے پر اچھی سی چھانہہ[15] تاڑ کے آ بیٹھیاں۔ اپنی اپنی باتیں دوھرانے[(۲)] لگیں۔

---

[1] آ: ندارد۔ [2] آ، ب: دونو۔ [3] م: کھودیا۔
[4] م: ماں۔ [5] م: دونوں بے ٹھور رہے۔
[6] ب، م: بھبوت۔ [7] م: سامنے۔
[8] آ، ب: ندارد۔ [9] م: ان۔
[10] م: ندارد۔ [11] م: کہتی ہوئی۔
[12] آ: ندارد۔ [13] آ: کے۔
[14] ب: ندارد۔ [15] م: چھاں۔

(۱) م میں "تھی" بے نامیں سہواً رہ گیا ہے۔ (۲) م: دہرانے۔ (۳) م: اور اور، سہو۔

بات چیت مدن بان کی رانی کیتکی کے ساتھ[1]

رانی کیتکی نے اپنی بیتی سب کہی[2] اور مدن بان[3] وہی اگلا جھینکنا جھینکا کی، اور ان[4] کے ما[5] باپ نے اون کے لیئے[(1)] جو جوگ سادھا[(2)] اور جو بروگ لیا تھا سب کہا۔ جب مدن بان یہ سب کچھ[6] کہہ چکی تو پھر ہنسنے لگی۔ رانی کیتکی[7] یہ لگی پڑھنے۔ دوہے اپنی بولی کے[8]:

ہم نہیں ہنسنے سے روکتے[9]، جس کا جی چاہے ہنسے
ہے وہی اپنی کہاوت : آپھنسے جی آپھنسے
اب تو سارا[10] اپنے پیچھے جھگڑا جھانٹا لگ گیا
پانو[11] کا کیا ڈھونڈھتی ہے، جی میں کانٹا لگ گیا

مدن بان سے[12] کچھ رانی کیتکی کے آنسو پونچھتے سے چلی[13]۔ اون نے[14] یہ بات ٹھہرائی[15]، جو تم کہیں[(3)] ٹھہرو، تو میں تمہارے[16] اون او جڑے[(2)] ہوئے ما[5] باپ کو چپ چاپ

---

[1] م: بات چیت رانی کیتکی کی مدن بان سے۔
[2] آ: کہیں۔
[3] ب: مدن بان نے۔
[4] م: اُن۔
[5] م: ماں۔
[6] م: ندارد۔
[7] م: یہ دوہا۔
[8] ب م: ندارد۔
[9] م: کو۔
[10] م: پیچھے سارا جھگڑا۔
[11] م: پاؤں۔ ب پانوں۔
[12] م: ندارد۔
[13] م: چلی
[14] م: ان نے۔
[15] م: ٹھہرائی، ٹھہرو[(۴)]
[16] م: تمہارے

(۱) ب: ندارد۔
(۲) م: سادہا۔
(۳) م، اجڑے
(۴) حاشیہ ما میں "ٹھہراؤں" ٹھہرائے سہو ہے۔

یہیں لے آؤں اور اونھیں[1] سے اوس[2] بات[3] کو ٹھہراؤں[4] گسائیں مہندر گر جس کے یہ سب کرتوت ہیں، وہ بھی اونھیں دونوں[5] اوجڑے(1) ہووں کی مٹھی میں ہے۔ اب بھی[6] میرا کہا جو تمھارے[7] دھیان چڑھے، تو گئے ہوئے دن پھر پھر سکتے ہیں، پر تمھارے[8] کچھ بھاویں نہیں، ہم کیا پڑے بکتے ہیں۔ میں اس پر بیڑا اوٹھاتی(2) ہوں۔" بہت دنوں[9] میں رانی کیتکی نے اس پر اچھا کہا اور مدن بان کو اپنے ماں[10] باپ پاس[11] بھیجا اور چٹھی اپنے ہاتھوں[12] سے لکھ بھیجی، جو آپ سے کچھ ہو سکے، تو اوس[13] جوگی سے یہ ٹھہرا کے آویں۔

مہاراج[14] اور مہارانی کے پاس مدن بان کا

آنا اور چت چاہی بات کا سنانا

مدن بان رانی کیتکی کو اکیلا چھوڑ کر راجا[15] جگت پر کاس اور رانی کام لتا جس پہاڑ پر بیٹھے ہوئے تھے وہاں جھٹ سے آدیس کرکے[16] آکھڑی ہوتی ہے اور کہتی ہے: "لیجے[17] آپ کا گھر نئے سر سے بسا اور اچھے دن آئے۔

---

۱ م: انہیں۔
۲ م: یہ
۳ م: ندارد۔
۴ م: ٹھہراؤں، ٹھہرائے(۳)
۵ آ: دونو۔
۶ م: کبھی جو
۷ م: تمہارے۔
۸ م: تمہاری۔
۹ آ: دنو۔
۱۰ م: ماں۔
۱۱ م: کے پاس۔
۱۲ م: ہاتھ۔
۱۳ م: اس۔
۱۴ آ: مدن بان کا مہاراج۔
۱۵ م: راجہ۔
۱۶ آ: کہہ کے۔
۱۷ م: لیجیے۔

(۱) م: اجڑے (۲) م: اٹھاتی
(۳) حاشیہ میں ٹھہراتی، ٹھہرو، ٹھہرے۔

رانی کیتکی کا ایک بال بھی بیکا نہیں[1] ہوا، اونھیں[2] کے ہاتھ کی یہ چیٹھی لائی ہوں۔ آپ پڑھ[3] لیجیے۔ آگے جو[4] چاہیے سو کیجیے۔" مہاراج نے اسی بگھمبر[5] میں سے ایک رونگٹا توڑ کر آگ پر دھر دیا۔ بات کی بات میں گسائیں مہندر گر آپہونچے[6] اور جو کچھ یہ نیا سانگ جوگی اور جوگن کا آیا تھا آنکھوں دیکھا۔ سب کو چھاتی سے لگایا اور کہا: "بگھمبر[7] تو[8] اسی لیے میں سونپ گیا تھا جو تم پر کچھ ہوئے[9] تو اوس[10] کا ایک رونگٹا پھونک دیجو۔ تمھارے[11] گھر کی یہ گت ہو گئی۔ اب تک تم کیا کر رہے تھے اور کن نیندوں سوتے تھے[12]؟ پر تم کیا کرو؟ وہ کھلاڑی جو جو روپ چاہے سو دکھاوے[13]، جو جو ناچ چاہے سو نچاوے۔ بھبوت[14] لڑکی کو کیا دینا تھا۔ ہرن ہرنی تو اودے بھان اور سورج بھان اوس کے باپ کو اور لچھمی باس اوس کی ما[15] کو میں نے کیا تھا، میرے آگے پھر اون[16] تینوں کو جیسے کا تیسا کرنا کچھ بڑی بات نہ تھی۔

---

[1] م: نہ۔

[2] ہ: انہیں۔

[3] ب: پڑلیجیے۔

[4] م: سوچاہے۔

[5] م: بگھمبر۔ (ما: بگھمبر سہو)

[6] م: پہنچے۔

[7] م: ندارد۔

[8] ب ندارد آ: تو میں اس لیے۔

[9] م: ہووے۔

[10] م: اس۔

[11] م: تمہارے۔

[12] م: سو رہے تھے۔

[13] م: دکھاوے۔

[14] ب، م: بھبوت۔

[15] ب، م: ندارد۔ (اوس کی ما، ندارد)

[16] م: ان۔

اچھا! ہوئی سو[1] ہوئی۔ اب چلو اوٹھو[2]، اپنے راج پر براجو اور بیاہ کے[3] ٹھاٹھ کروا۔ اب تم اپنی بیٹی کو سمیٹو، کنور اودے بھان کو میں نے اپنا بیٹا کیا۔ اوس[4] کو لیکے میں بیاہنے چڑھوں گا۔" مہاراج یہ سنتے ہی اپنے راج کی گدی پر آبیٹھے اور اوسی[5] گھڑی کہ دیا "سارے[6] چھتوں کو اور کوٹھوں کو گوٹے سے منڈھ(1) لو، اور سونے روپے کے روپہلے سنہرے[7] سہرے سب جھاڑ اور پہاڑوں پر باندھ[8] دو، اور پیڑوں میں موتی کی لڑیاں گوندھو، اور کہہ دو چالیس دن چالیس رات تک جس گھر میں ناچ آٹھ پہر نہ رہے گا اوس(2) گھر والے سے میں روٹھ رہوں گا اور جانوں گا یہ میرے دکھ[9] سکھ کا ساتھی نہیں۔" چھ مہینے جد کوئی چلنے والا کہیں نہ ٹھہرے[10] اور رات دن چلا جاے، اس ہیر پھیر میں وہ راج تھا[11]، سب کہیں یہی ڈول ہوگیا۔

جانا مہاراج اور مہارانی اور گسائیں مہندر گر کا رانی کیتکی کے لینے کے لئے

---

۱ ب: ندارد۔ ۲ آ، م: اٹھو۔

۳ م: کا۔ ۴ م: اوراس۔

۵ م: اسی۔

۶ آ: سارے کوٹھوں کو، م: سارے چھتوں۔ (۱) م: منڈہ۔

۷ م: ندارد۔ (۲) م: اس۔

۸ م: باند۔

۹ ب: دوکھ۔ ۱۰ م: ٹھہرے

۱۱ م: وہ راج سب کہیں تھا، یہی ڈول ہوگیا۔

پھر گرو جی اور مہاراج اور مہارانی، مدن بان کے ساتھ وہاں آ پہنچے، جہاں رانی کیتکی چپ چاپ، سون[1] کھینچے(۱) ہوئے[2] بیٹھی ہوئی تھی۔ گرو جی نے رانی کیتکی کو اپنی[3] گود میں لیکے کنور اودے بھان کا چڑھاوا چڑھا دیا[4]، اور کہا "لو[7] تم اپنے ما[5] باپ کے ساتھ اپنے گھر سدھارو[6]۔ اب میں اپنے بیٹے کنور اودے بھان کو لیے ہوئے آتا ہوں"۔

گرو جی گسائیں، جن کو ڈنڈوت ہے، سو تو ووں[8] سدھارتے[6] ہیں۔ آگے جو ہوگی سو کہنے میں آوے گی۔ یہاں کی[9] یہ دھوم دھام(۲) اور پھیلاو یہ[1] دھیان کیجے۔

مہاراج[10] جگت پرکاس نے اپنے سارے دیس میں، کہا یہ پکار دیں؛ "جو یہ نہ کرے گا اوس[11] کی بری گت ہوگی۔ گانوں[12] گانوں میں آمنے سامنے[13] ترپولیے بنا بنا کے سوہے کپڑے اون[14] پر لگا دو، اور گوٹ دھنک کی اور گوکھرو روپہلی سنہری اور کرنیں[15] اور ڈانگ ٹانک(۴) ٹانک رکھو، اور جتنے بڑھ(۳) پیپل کے پرانے پرانے پیڑ جہاں جہاں ہوں اون[16] پر۔

---

۱ م: سن۔
۲ م: ندارد
۳ م: لپنے۔
۴ م: چڑہاوا چڑہا۔
۵ م: ماں۔
۶ م: سدہارو۔ سدہارتے
۷ آ: ندارد۔
۸ م: یون
۹ آ: "یہاں کی" ندارد۔
۱۰ م: مہاراجہ
۱۱ م: اس۔
۱۲ ب میں دوسرے گانو کا املا گانوں لکھا ہے۔
۱۳ آ، م: سامنے۔
۱۴ م: ان۔
۱۵ آ: کرنے۔
۱۶ آ: دھرانے۔

(۱) م: کھینچی (۲) م: دہوم، دہام۔ (۳) م: بڑہ۔ (۴) م میں دوسرا ٹانک سہواً رہ گیا تھا۔

گوٹے[1] کے پھولوں کے سہرے بڑے بڑے[2] ایسے جس میں سر سے لگا جڑ تک
اون(1) کی تھلکے[3] اور جھلک پہونچے باندھ(2) دو۔ چونکہ[4]:

پودھوں[5] نے رنگا کے سوہے جوڑے پہنے
سب[6] پانو میں[7] ڈالیوں[8] نے توڑے پہنے
بوٹی بوٹی نے پھول پھل کے گہنے
جو بہت نہ تھے تو تھوڑے پہنے

جتنے ڈبڈے[8] اور ہریاول ہیں لہلہے پات تھے، سب[9] نے اپنے
باندھ(3) جیسی(4) مہندی[9] کی رچاوٹ[10] سجاوٹ[11] کے ساتھ جتنی سماوٹ میں
سما سکی کر لی اور جہاں تہاں ملک[12] نول بیاہی دلھنیں(5)[13] ننھی ننھی[14] بھیلیوں کی[15]
اور سہاگنیں نئی نئی کلیوں کی[16] جوڑے نکھریوں(6)[17] کے پہنے ہوئی تھیں، سب نے
اپنی اپنی گود سہاگ پیارے پھول اور پھلوں[17] سے بھر لی۔ اور تین برس کا بیسا جو لوگ[18] ایا

---

۱ م: گوٹوں۔ ۲ م: ہرے بھرے۔
۳ م: تلک۔ (ما کا حاشیہ سہو ہے)۔ ۴ م: ندارد۔
۵ م: پودوں۔ ۶ م: سو۔
۷ ب وم: پانوں۔ ۸ م: ڈھنڈھے۔ ب: ڈنڈھے (ما: ڈھنڈھے)
۹ ب: مہدی۔ ۱۰ م: چاوٹ
۱۱ ب: سجاوٹ۔ ۱۲ م: تک۔
۱۳ م: دلہن۔ ۱۴ ب: ننھیں ننھیں
۱۵ م: کے۔ ۱۶ ب: نے۔
۱۷ آ: بھیلیوں۔
۱۸ آ: جو لوگ ادس راجا۔

(۱) م: ان۔ (۲) م: باندہ (۳) ایرا کر سہو ہے۔
(۴) م، ما: جیجی سہو (۵) ما: دلھنیں سہو (۶) م، ما: نیکھریوں سہو۔

کرتے تھے، اوس[1] راجا[2] کے راج بھر[(1)] میں، جس جس ڈھب سے ہوا: کھیتی باڑی کر کے، ہل جوت کے اور کپڑا لتا پیچ[3] کھونچ کے، سو سب اون[4] کو چھوڑ دیا، جو[5] اپنے گھروں میں بناؤ کے ٹھاٹھ کریں۔ اور جتنے راج بھر میں کنوئیں[6] تھے، کھنڈسالوں کی کھنڈسالیں لے جا[7] اون[8] میں اونڈیلی گئیں اور سارے بنوں میں اور پہاڑتلیوں میں لالٹینوں کی[9] جھم جھماہٹ راتوں کو دکھائی[10] دینے لگی۔ اور جتنی جھیلیں تھیں اون سب میں کسنبھ[11] اور ٹیسو اور ہار سنگار پڑ[12] گیا، اور کیسر[13] بھی تھوڑی تھوڑی کا گھولے[14] میں آگئی، اور پھننگ[(2)][15] سے لگا جڑ تلک[16] جتنے جھاڑ جھنکاڑوں میں پتے اور پتوں کے بندھے چھپتے[17] تھے، اون[18] پر[19] روپہلے سنہرے ڈانک گوند لگا کے چپکا دیے[20] اور سبھوں

---

۱ م: اس۔

۲ م: راجہ۔

۳ آ: پینچ۔

۴ م: ان۔

۵ م: ندارد۔

۶ م: کوئیں۔

۷ آ،ب: ندارد۔ (لے جا، ندارد)

۸ م: اونڈیلیں۔

۹ م: کی بہار۔

۱۰ م: دیکھائی۔

۱۱ م: کسم۔

۱۲ م: تیر گیا۔

۱۳ م: کیسری۔

۱۴ م: گھولنے۔ (ما: گھولنے، سہو)

۱۵ آ: پھُننگ۔ ب: پھننگ۔

۱۶ م: تک

۱۷ م: چھوٹے۔

(۲) ما: پھننگ سہو۔

۱۸ م: میں۔ (ب: اور، بجائے "ان پر"۔ ما میں یہ حاشیہ رہ گیا تھا)

۱۹ ب، م: ندارد۔ (سبھوں کو، ندارد)

(۱) م: ندارد۔

کہہ دیا گیا: جو سوہی(۳) پگڑی اور سوہنے(۳) باگے بن کوئی کسی ڈول کا[1] کسی روپ سے[2] نہ پھرے چلے اور جتنے گوئیے بجئیے[3] بھانڈ بھگتیے[4] رس[5] دھاری(۴) اور سنگیت پر ملونا[1] ناچتے ہوئے ہوں، سب کو کہہ دیا: "جن جن گانووں[6] میں جہاں جہاں ہوں، اپنے اپنے ٹھکانوں سے نکل کر اچھے اچھے بچھونے بچھا[7] بچھا کر گاتے بجاتے دھومیں مچاتے ناچتے کودتے رہا کریں"۔

ڈھونڈھنا گسائیں[7] مہندر گر کا کنور اودے بھان[8]
اور اوس[9] کے ما[10] باپ کو اور نہ پانا اور بہت سا
تلملانا اور راجا[11] اندر[12] کا اوس[9] کی چھٹی پڑھ(۱) کے آنا۔

یہاں کی بات اور چہلیں جو کچھ ہیں، سو یہیں رہنے دو، اب آگے یہ سنو۔ جوگی مہندر گر اور اوس[9] کے نوے لاکھ اتیتوں نے سارے بن کے بن چھان مارے، کہیں کنور اودے بھان اور اوس[9] کے ما[10] باپ کا ٹھکانا نہ لگا، تب اونے[13](۲)

---

[1] م: ندارد۔ (ا پر ملونا: ندارد)

[2] آ: کسی روپ سے ندارد۔

[3] م: گوئے بجوتے۔ من: بجنیے۔

[4] م: بھگتے ڈہاڑی۔

[5] م: راس دہاری۔

[6] آ، م: گانوں۔ ب: گانو۔

[7] م: گوسائیں۔

[8] آ: بھان کو۔

[9] م: اس۔

[10] م: ماں۔

[11] م: راجہ۔

[12] آ: اندر گر کا گسائیں جی کی۔

[13] م: ان نے۔ (ما: ان نے، سہو)

(۱) م: پڑھ۔ (۲) ما: ان نے، سہو۔

(۳) ما: سوھی، سہو م، ما: سوہے۔ (۴) حاشیہ ما: راس دھاری، سہو۔ ڈھاڑی، سہو۔

راجا[۱] اندر کو چیٹھی لکھ بھیجی ۔ اوس(۱) چیٹھی میں یہ لکھا ہوا تھا: "ان[۲] تینوں جنوں کو میں نے ہرن اور ہرنی کر ڈالا تھا ۔ اب اون[۳] کو ڈھونڈھتا پھرتا ہوں کہیں نہیں ملتے ۔ اور میری جتنی سکت تھی، اپنے سے کر چکا ہوں ۔ اور اب میرے مونہہ[۴] سے نکلا، کنور اودے بھان میرا بیٹا اور میں اوس(۲) کا باپ ۔ اوس کی[۵] سسرال میں سب بیاہ کے ٹھاٹھ ہو رہے ہیں ۔ اب مجھ پر نپٹ گاڑھ(۳) ہے ۔ جو تم سے ہو سکے سو کرو۔"

راجا اندر گرو مہندر گر کے دیکھنے کو سب اندر اسن سمیت[۶] آپ آن پہونچتا[۷] ہے اور کہتا ہے " جیسا آپ کا بیٹا تیسا[۸] میرا بیٹا ۔ آپ کے ساتھ میں سارے اندر لوک کو سمیٹ کے کنور اودے بھان کو بیاہتے(۴) چڑھوں(۵) گا ۔" گسائیں مہندر گر نے راجا اندر سے کہا: " ہماری آپ کی ایک ہی بات ہے ۔ پر کچھ ایسی سوجھائیے، جس میں وہ کنور اودے بھان ہاتھ آویں ۔ یہاں جتنے گوئیے(۶) اور گائنیں ہیں، ان سب کو ساتھ لے کے ہم اور آپ سارے بنوں میں پھریں کہیں نہ کہیں ٹھکانا لگ جائے گا ۔

ہرن اور ہرنی[۹] کے کھیل کا بگڑنا[۱۰] اور کنور اودے بھان اور اون کے ما باپ کا نئے سرے روپ پکڑنا[۱۱]۔

---

۱ م: راجہ۔
۲ م: ندارد۔ (اون چاہیے)
۳ م: ان۔
۴ م: منہ۔ (مُنھہ)
۵ ب: ندارد۔
۶ آ "سب اندر اسن سمیت" ندارد
۷ ب: پہنچتا۔ ۸ من: ویسا۔ ۹ ب، م: ہرنیوں
۱۰ ب، م: پکڑنا۔ ۱۱ ب، م: اور نئے سرے کنور اودے بھان کا روپ پکڑنا۔
(۱) م: اس۔ (۲) م: گویے۔ (۳) گاڑھ (۴) م: بیاھتے۔ (۵) م: چڑھوں۔

ایک رات راجا[1] اندر اور گسائیں[2] مہندر گر نکھری ہوئی چاندنی میں بیٹھے راگ سن رہے تھے۔ کروڑوں ہرن آس پاس آن[3] کے راگ کے دھیان میں چوکڑی بھولے سر جھکائے کھڑے تھے۔ اس میں راجا[1] اندر نے کہدیا[4]: "ان[(2)] سب ہرنوں پر میرے سکت گرو کی بھگت بھوڑی منتری، ایسری باچا، پڑھ[(1)] کے[5] ایک ایک چھینٹا پانی کا دو۔" کیا جانئے وہ کیسا پانی[6] تھا! پانی کے چھینٹے کے ساتھ ہی کنور اودے بھان اور اون[7] کے ماں[8] باپ تینوں جنے ہرنوں کا روپ چھوڑ کر جیسے تھے ویسے ہو جاتے ہیں۔ مہندر گر و راجا[9] اندر ان تینوں کو گلے لگاتے ہیں اور پاس اپنے بڑی آؤ بھگت سے بٹھاتے ہیں! اور وہی پانی کا گھڑا اپنے لوگوں کو دیکر وہاں بھجوا[10] دیتے ہیں، جہاں سر مونڈا[11] تے ہی اولے پڑے تھے۔ راجا[9] اندر کے لوگ جو پانی کے چھینٹے وہی ایسری باچا[12]

---

[1] ب، م: راجہ۔ [2] ب: گسائیں۔

[3] م: ان۔ [4] م: کہا کہ سب۔

[5] ب: ان سب ہرنوں پر پڑھ کے میرے بھگت گرو کی سکت بھوری منتری۔ م: میری سنگت گرو کے بھگت بھرو منتر۔ من: ایسرو باچ۔ (۱) م میں 'پڑھ کے' میری سنگت سے پہلے ہے۔

[6] ب: پانی کیسا۔ م: پانی کیا۔ [7] م: ان۔ (۲) م: ندارد۔

[8] م: ماں۔ [9] م: راجہ۔

[10] م: پہنچوا۔ من پہنچا۔ [11] م: منڈواتے۔

[12] م: باچ۔ ب: ایسر۔

پڑھ[(۱)] کے دیتے ہیں، جو جو مرتے تھے، سب اوٹھ[(۲)] کھڑے ہوتے ہیں اور جو[۱] جو ادھ موئے[(۳)] ہو کے بھاگ بچے تھے، سب سمٹ[۶] آتے ہیں۔ راجا[۲] اندر اور مہندر گر کنور اودے بھان اور راجا[۲] سورج بھان اور رانی لچھمی باس کو لیکر ایک اڑن[(۴)] کھٹولے پر بیٹھ کر بڑی دھوم دھام[(۵)] سے اون[(۸)][۷] کو[۳] اپنے راج پر بٹھا کے[۸] بیاہ کے ٹھاٹھ کرتے ہیں۔ پنسیریوں ہیرے[(۶)] موتی اون[۷] سب پر نچھاور ہوتے ہیں۔ راجا[۲] سورج بھان اور اودے بھان اور اون[۷] کی ما[۴] رانی لچھمی باس چت چاہی آس پا کر پھولے[۹] اپنے آپ میں نہیں سماتے، اور سارے اپنے راج کو یہی کہتے جاتے ہیں: " جو نرے بھونرے کے موں[۵] نہ کھول دو اور جس جس کو جو جو اوکت[۱۰] سوجھے، بول دو! آج کے دن سے اور کون سا دن ہوگا، ہماری آنکھوں کی پتلیوں کا جس سے چین ہے[۱]، اوس[(۷)] لاڈلے اکلوتے کا بیاہ اور ہم تینوں کا ہرنوں کے روپ سے نکل کر پھر راج پر بیٹھنا۔ پہلے تو یہ چاہیئے جن جن کی بیٹیاں بن بیاہیاں کواریاں[۱۱] بالیاں ہوں اون[۷] سب کو اتنا کر دو جو[۱۲] اپنی جس جس چاو چوچلے سے چاہیں اپنی اپنی گڑیاں سنوار

---

[۱] آ: ندارد۔
[۲] م: راجہ۔
[۳] م: کے۔
[۴] م: ماں۔
[۵] م: منہ۔
[۶] ب: سمیٹ۔
[۷] م: ان۔
[۸] م: بیٹھا کر۔
[۹] ب: پھولوں۔
[۱۰] اکت۔
[۱۱] م: کنواریاں۔
[۱۲] م: کہ جو۔

(۱) م: پڑھ۔
(۲) م: اٹھ۔
(۳) م: ادھموے۔
(۴) م: اڑن۔
(۵) م: دھوم دہام
(۶) م، ما: ھیرے
(۷) م: اس۔
(۸) ما: اودن۔

کے اوڑھادیں(۱) ۔ اور جب تلک[1] جیتی رہیں، ہمارے یہاں سے کھایا پیا، پکا یا ریندھا کریں، اور سب راج بھر کی بیٹیاں سدا سہاگنیں بنی رہیں، اور سوہے(۳) رلتے چھٹ کبھی کوئی کچھ نہ پہنا کرے[2]۔ اور سونے روپے کے کواڑ گنگا جمنی سب گھروں میں لگ جائیں۔ اور[3] سب کوٹھوں کے ماتھوں پر کیسر اور چندن کے ٹیکے لگے ہوں۔ اور جتنے پہاڑ ہمارے دیس میں ہوں، اتنے[4] ہی روپے سونے[5] کے پہاڑ آمنے سامنے کھڑے ہو جائیں۔ اور سب ڈانگوں[6] کی چوٹیاں موتیوں کی مانگ سے[7] بن مانگے تانگے[8] بھر جائیں۔ اور پھولوں کے گہنے اور بندن واروں سے سب جھاڑ پہاڑ لدے پھندے(۲) رہیں۔ اور اس راج سے لگا اوس[8] راج[7] تلک[9] اُدھر میں چھت سی باندھ(۴) دو۔ چپّا چپّا ایسا[10] کہیں نہ رہے، جہاں بھیڑ بھڑکّا دھوم دھڑکّا نہ ہو[11]۔ چاہیے، پھول اتنے بہت سارے کھنڈ جائیں، جو ندیاں جیسی سچ مچ پھولوں[12] کی بہتیاں ہیں[13]، یہ سمجھا جائے۔ اور

---

۱ آ: تک۔

۲ م: کریں۔

۳ ب،م: ندارد۔

۴ م: اتنے اتنے۔

۵ آ: سونے روپے۔

۶ م: ڈانگوں۔

۷ آ: ندارد۔

۸ م: اس۔

۹ م: تک۔

۱۰ ب،م: ندارد۔

۱۱ م: ہونا چاہیے۔

(۱) م: اڑھادیں۔

۱۲ م: پھول۔

(۲) م: پھندے۔

۱۳ ب: چاہیے پھول کی بہتیاں۔

(۳) ا: سوھے۔

(۴) م: باندہ۔

یہ ڈول کردو، جدھر سے دولھا[1] کو بیاہنے چڑھیں[(۴)]، سب لاڑی اور ہیرے[(۵)] اور پکھراج کی اِدھر[2] اودھر[3] کنول کی ٹٹیاں بن جائیں اور کیاریاں سی ہو جائیں، جن کے بیچوں بیچ سے ہو نکلیں۔ اور کوئی ڈانگ اور پہاڑ تلی کا اوتار چڑھاؤ[4] ایسا دکھائی[5] نہ دے جس کی گود پھر دلٹوں اور پھول اور[6] پھلوں سے بھری بھتولی نہ ہو۔"

راجا اندر کا کنور اودے بھان کے بیاہ کا ٹھاٹھ کرنا[7]

راجا[8] اندر نے کہہ دیا: "وہ رنڈیاں چلبلیاں جو اپنے جوبن کے مدھ[(۱)] میں اوڑچلیاں[(۲)] ہیں، اون[9] سے کہہ دو سولہ[10] سنگار بال گج موتی پرودو، اور[11] اپنے اپنے اچرج اور اچنبھے کے اوڑن کھٹولوں کے اس راج سے لے کے اوس راج تلک[12] ادھر میں چھت سی باندھدو[(۶)]، پر کچھ لیسے روپ سے اوڑ چلو جو اوڑن[(۳)] کھٹولوں کی کیاریاں اور پھلواریاں سی

---

1 آ: دولہ۔ ب: دولہہ۔
2 آ: ایدھر۔
3 م: اُدھر۔
4 آ: چڑھاؤ اوتار۔ م: اتار چڑھاؤ۔
5 م: دیکھائی۔
6 م: ندارد۔
7 ب، م: راجہ اندر کا ٹھاٹھ کرنا اودے بھان کے بیاہنے کے لیے۔
8 م: راجہ۔
9 م: ان۔
10 آ، ب: سولہ سو۔
11 آ، م: ندارد۔
12 م: اس راج تک۔

(۱) م: مدہ۔
(۲) م: اڑچلیاں ہیں۔
(۳) م: اڑن۔ (۴) م: چڑہیں۔
(۵) م، ما: ہیرے (۶) م، ما: باندہ۔

سیکڑوں کوس تک ہو جائیں[1] اور اوپر ہی اوپر مردنگ، بین، جلترنگ مونہ[2] چنگ، گھونگھرو، تبلے، کٹ تال[3] اور سیکڑوں اس ڈھب کے باجے بجتے آئیں۔ اور اون[4] گیا ریوں کے بیچ میں ہیرے(۲)، پکھراج ان بندھے موتیوں کے جھاڑ[5] اور لال ٹینوں کی بھیڑ بھاڑ کی جھم جھماہٹ دکھائی[6] دے، اور اونھیں[7] لال ٹینوں میں سے ہتھ(۳) پھول[8] پھلجھڑیاں جاہی، جوہیاں(۴)، کدم، گیندا، چنبیلی اس ڈھب سے چھٹنے[9] جو دیکھتوں کی چھاتیوں کے کواڑ کھل جائیں۔ اور پٹاخے جو اوچھل(۱) اوچھل کے پھوٹیں، اون[10] میں سے ہنستے ستارے[11] اور بولتے پکھروٹے ڈھل ڈھل پڑیں۔ اور جب تم سب کو ہنسی آوے، تو چاہیے اوس[12] ہنسی سے[13] موتیوں[14] کی لڑیاں جھڑیں، جو سب کے سب اون[14] کو چن چن کے راج کے رلے[15] ہو جاویں۔ ڈومنیوں کے روپ میں سارنگیاں چھیڑ چھیڑ(۵) سوہلے[16] گاؤ، دونوں[17] ہاتھ ہلاؤ، اونگلیاں(۶) نچاؤ، جو کسی نے نہ سنے

---

[1] آ، ب: جاویں۔
[2] م: منہ۔
[3] مں: کرتال۔
[4] م: ان۔
[5] م: جھاڑ۔
[6] م: دیکھائی۔
[7] م: انہیں۔
[8] م: ہتچھول۔
[9] چھوٹنے کے (یہ م کا اختلاف ہے)
[10] آ: ندارد۔
[11] ب، م: ہنستی سیاری۔
[12] م: اس۔
[13] م کے ساتھ۔
[14] ب، م: موتی۔
[15] م: ج راجے۔
[16] م: سوہیلے
[17] ا، ب: دونو۔

(۱) م: اچھل اچھل
(۲) م، ما: جیسے
(۳) ما: ھتھ۔
(۴) ما: جاہی جوھیاں
(۵) ما: سوھیلے
(۶) م: انگلیاں

ہوں وہ تاؤ بھاؤ، آؤ جاؤ، راؤ چاؤ دکھاؤ، ٹھڈیاں[1] کپکپاؤ اور ناک بھویں تان تان بھاؤ بتاؤ۔ کوئی پھوٹ کر رہ نہ جاؤ۔ ایسا جماؤ[2] لاکھوں برس میں ہوتا ہے۔ جو جو راجا[3] اندر نے اپنے مونہ[4] سے نکالا تھا آنکھ کی جھپک[5] کے ساتھ وُوہیں[(1)][6] ہونے لگا۔ اور جو کچھ اون[7] دونوں[8] مہاراجوں نے ادھر[9] اودھر کہہ دیا تھا، سب کچھ اوسی[10] روپ سے ٹھیک ٹھاک ہوگیا۔ جس بیاہنے[(2)] کی یہ کچھ پھیلاوٹ اور جماوٹ اور رچاوٹ[11] اوپر تلے اس جمگھٹ[12] کے ساتھ ہوگی[13]، اوس[14] کا اور کچھ پھیلاوا کیسا[15] کچھ ہوگا؟ یہ دھیان کرلو!

ٹھاٹھ کرنا[16] گسائیں مہندرگر کا

جب کنور اودے بھان کو[16] اس روپ سے بیاہنے[(3)] چڑھے اور وہ باہمن، جو اندھیری کوٹھری میں موندا ہوا تھا، اوس[14] کو بھی ساتھ لے لیا۔ اور بہت سے ہاتھ جوڑے[(4)] اور کہا: "باہمن دیوتا، ہمارے کہنے سُنے[(5)][17] پر نہ جاؤ،

---

[1] ب: ٹھنڈیاں۔
[2] م: بھاؤ جو۔
[(1)] ما: ووھیں۔
[3] م: راجہ۔
[4] م: منہ۔
[(2)] ما: بیاھتے۔
[5] آ: ندارد۔ م: کے۔
[6] م: وہی۔
[(3)] ما: بیاھے۔
[7] م: ان۔
[8] آ، ب: دونو۔
[(4)] ما: ھاتھ۔
[9] آ: ایدھر۔
[10] م: اسی۔
[(5)] ما: سنے۔
[11] ب: اوبھاوت۔
[12] م: جمگھٹے۔
[13] م: ہوکہ۔
[14] م: اس۔
[15] م: کیا۔ (م: گیا، سہو)
[16] م: ندارد۔
[17] م: سننے۔

تمھاری جو ریت ہوتی چلی آئی ہے، بتاتے چلو!" ایک اوڑن[(1)] کھٹولے پر وہ بھی ریت بتانے کو ساتھ ہوا۔ راجا[1] اندر اور گسائیں مہندر گر ایراپت[(6)][2] ہاتھی پر جھومتے جھامتے، دیکھتے بھالتے سارا اکھاڑا لیے چلے جاتے تھے۔ راجا[1] سورج بھان دولھا[3] کے گھوڑے کے ساتھ مالا جپتا ہوا[(7)] بیدل تھا۔ اتنے میں ایک سناٹا ہوا، سب گھبرا گئے۔ اس سناٹے میں سے وہ، جو جوگی کے نوے لاکھ اتیت تھے[4] سب کے سب جوگی[5] بنے ہوئے سیلی تاگی[6] موتیوں کی لڑیوں کی گلوں میں ڈالے، گاتیاں اوسی[(2)] ڈھب کی باندھے[(3)] مرگ چھالوں اور بھبھوت[7] پر آ ٹھہرے[8]۔ لوگوں[9] کے جیون[(4)] میں جتنی اومنگیں[(5)] چھا رہی تھیں، وہ جوگن بچگنی ہوگیاں[10]۔ سکھپال اور چنڈولوں[(7)] اور[11] رتھوں[12] پر جتنی رانیاں مہارانی لچھمی باس کے پیچھے چلی آتیاں[13] تھیں[14] سب کو گدگدیاں سی ہونے لگیں۔ اسی میں کہیں بھرتری کا سانگ آیا، کہیں جوگی جے پال آ کھڑے ہوئے، کہیں مہادیو اور پاربتی دکھائی[(8)][15] پڑے، کہیں گورکھ جاگے، کہیں مچھندر ناتھ بھاگے، کہیں مچھ

---

[1] م: راجہ۔

[2] ما: ایرادت۔

[3] م: دولہے۔

[4] ب: ندارد۔ م: بنے تھے۔

[5] آ،ب: جوگن۔

[6] م: میں تاگے نہیں ہے اور سیلی، گلوں سے پہلے واقع ہے۔

[7] م: بھبھوں۔

[8] م: ٹھپکے۔

[9] م: انہوں۔

[10] م: گئیں۔

[11] ب،م: پر اور۔

[12] آ،ب: رتوں۔

[13] م: آتی۔

[14] ب: ندارد۔

[15] م: مہادیوجی اور پاربتی جی دیکھائی۔

(۱) م: اڑن۔ (۲) م: اسی۔

(۳) م: باندھے۔ (۴) ما: جیوں، سہو۔ (۵) م: امنگیں۔ (۶) حاشیہ ما: ایرادت سہو۔

(۷) ما: چنڈدوں، سہو۔ (۸) ما: دیکھائی، سہو۔

کچھ، بارہ[1] سنگھ ہوئے، کہیں پرسرام کہیں باون روپ، کہیں ہرناکس اور نرسنگھ، کہیں رام لچھمن اور[2] سیتا[3] سامھنے[4] آئے، کہیں راون اور لنکا کا بکھیڑا سارے کا سارا دکھائی[5] دینے لگا، کہیں کنھیا(۳) جی کا جنم اشٹمیں میں ہونا[6]، اور باسدیو کا گوکل کو[7] لے جانا، اور اون(۴) کا اوس[7] روپ سے بڑھ(۱) چلنا، اور گائیں[8] چرانی، اور مرلی[9] بجانی، اور گوپیوں[10] سے دھومیں[11] مچانی اور رادھکا[12] کا رس اور[13] کبجا[14] کا بس کرلینا، وہی کریل کی کنجیں[15]، بنسی بٹ، چیر گھاٹ، بندرابن، بندرابن(۲)، سیواگنج، برسانے میں رہنا اور اوس[16] کنہیا(۳) سے جو جو کچھ ہوا تھا، سب کا سب جیوں کا تیوں آنکھوں میں آنا، اور دوارکا جانا[17]، اور وہاں[18] سونے کے گھر بنانا، اور پھر

---

[1] م: براہے۔

[2] ب، م: ندارد۔

[3] ب: سیتاجی۔

[4] م: سامنے۔

[5] م: دیکھائی۔

[6] آ: اشٹیں۔ ب: اشٹمیں۔ م: جنم اشٹمی ہونا۔

[7] م: اس کا ان۔ دم: ان کا اس)

[8] ب: گاو۔

[9] م: مورلی۔

[10] آ: گوپیوں۔

[11] ب: دھوں میں۔

[12] ب: رادھکاجی۔ م: رادہا۔ (ما: حوالۂ ب بھی)

[13] م: ندارد۔

[14] ب: لبجا۔

[15] م میں "کرلینا" کے بعد "کہیں" ہے اور "کریل کی کنج" "بندرابن" کے بعد واقع ہوئی ہے۔

[16] م: اس۔

[17] م: دوارکا میں جانا۔

[18] م: وہیں۔

(۱) م: بڑھ۔

(۲) ایک بندرابن زائد ہے۔

(۳) کنھیا۔

(۴) م: ان۔

برج کو نہ آنا اور سولہ سو گوپیوں[1] کا تلملانا سامنے[2] آگیا۔ اون[3] گوپیوں میں سے اودھو کا ہاتھ پکڑ کے[4] ایک گوپی[5] کے اس کہنے نے سب کو رولا دیا، جو اس ڈھب سے بول کے روندھے ہوئے[6] جی کو کھولتی تھی۔

گیت

جب چھاڈ[7] کریل کی کنجن کون[8]، ہر دوار[9] کا جیو[10] ماں جائے چھپے[11]
کل دھوت[12] کے[13] دھام بنائے گہنے، مہراجن کے مہاراج بھئے
تج مورمکٹ اور کامریا کچھو[14] اور ہی ناتے جور لئے
دھرے روپ نئے، کئے نیہہ[(۱)] نئے، اور گیاں چرائیو[15] بھول گئے
اچھا پنا گھاٹوں کا کوئی[16] کیا کہہ سکے

جتنے گھاٹ دونوں[17] راج کی ندیوں میں تھے پکی[18] چاندی کے تھکے سے ہو کر لوگوں کو ہکا بکا کر رہے تھے۔ نواڑے بھولئے[19]، بجرے، پٹیلے، مورپنکھی، سونا مکھی،

---

[1] آ: گوپنوں۔ [2] م: سامنے [3] م: ان۔

[4] ب، م: کر۔ [5] آ، ب: گوپن۔

[6] آ: اس ڈھب سے روندھے جی۔ [7] م: چھانڑ۔

[8] آ، ب: کاں۔ [9] م: ھری دوار کا۔

[10] آ: جی۔ [11] ب، م: بسے۔ [12] م: مگدھوت۔

[13] آ: کا۔ [14] آ: کچھ

[15] آ: چرائیو۔ [16] ب، م: (کوئی کیا کہہ سکے) ندارد۔

[17] آ، ب: دونو۔ [18] م: کچی۔

[19] ب: بھولیے (۱) م: نیہ۔

سیام سندر، رام[1] سندر اور جتنی ڈھب کی ناویں تھیں، ستھرے روپ[2] سے سجی سجائی، کسی کسائی سو سو لچکے[3] کھاتیاں، آتیاں، جاتیاں، لہراتیاں، پڑی پھرتیاں[4] تھیں۔ اون[5] سب پر بھی گویئے، کنچنیاں، رام جنیاں اور[6] ڈومنیاں، کھچا کھچ بھری اپنے اپنے کرتب میں ناچتی، گاتی، بجاتی، کودتی پھاندتی، دھومیں مچاتیاں، انگڑاتیاں، جمھاتیاں[7]، اونگلیاں نچاتیاں اودھلی پڑتیاں[8] تھیں؛ اور کوئی ناؤ ایسی نہ تھی جو سونے روپلے کے پتروں سے منڈھی[9] ہوئی اور اساوری سے ڈھپی[10] ہوئی نہ ہو! ور بہت سی ناؤں پر[11] ہنڈولے بھی اوسی[12] ڈھپ کے، اون[5] پر گائنیں بیٹھیں[13] جھولتی ہوئیں سوہلے[14] کدارے اور باگیسری کا کھڑے میں گا رہی تھیں۔ دل بادل ایسے نواڑوں کے سب جھیلوں میں بھی چھا رہے تھے۔

آپہونچنا[15] کنور اودے بھان کا بیاہ[16] کے
ٹھاٹھ کے ساتھ دولہن کی ڈیوڑھی پر

اس دھوم دھام کے ساتھ کنور اودے بھان سہرا باندھے[17] جب

---

[1] آ: اور رام سندر۔ [2] آ "روپ سے" ندارد۔
[3] م: لچکیں۔ [4] آ: پرتیاں۔ [5] م: ان۔
[6] ب، م: ندارد۔ [7] م: انگڑائیاں۔ جمہائیاں۔
[8] م: اودھلی پھرتیاں۔ [9] م: منڈی۔
[10] م: ڈھکی۔ [11] آ: ندارد۔
[12] م: اسی۔ [13] م: بیٹھی۔
[14] م: سوہلے۔ [15] م: پہنچنا۔
[16] م: بیاہنے۔ [17] م: باندہے۔

دولہن[1] کے گھر تلک آن پہونچا[2]۔ اور جوریتیں[(1)] اون[3] کے گھرانے میں ہوتی چلی آتیاں تھیں، ہونے لگیاں۔ مدن بان رانی کیتکی سے ٹھٹھولی کر کے بولی: "لیجے[4] اب سکھ سمیٹیے بھر بھر جھولی! سر نہوڑائے کیا بیٹھی ہو؟ آؤ نہ! ٹک ہم تم مل کے جھروکوں سے اونھیں[5] جھانکیں"۔ رانی کیتکی نے کہا: "نہ رکو[6]! ایسی نلجی[7] باتیں ہم سے نہ کر! ایسی[8] کیا پڑی؟ جو اس گھڑی ایسی کڑی جھیل کر، ریل پیل کر، اوبٹن[9] اور تیل پھلیل بھرے ہوئے[10] اون کے جھانکنے[11] کو جا کھڑی ہوں؟"
مدن بان اس رکھائی کو اوڑان[12] گھائی کی انٹیوں[13] میں کر بولی:

دوہے[(2)] اپنی بولی کے[14]:

یوں تو دیکھو واچھڑے جی واچھڑے
ہم سے اب آنے لگی ہیں آپ یوں مہرے کڑے

---

[1] م: دلہن۔
[2] م: آن پہنچا۔
[3] م: ان۔
[4] م: ندارد۔
[5] م: انہیں۔
[6] م: اری۔
[7] آ: نلج ب: بچ۔
[8] ب: ہمیں ایسی۔ م: ایسی ہیں۔
[9] م: پیل میں اٹھیں۔ ب و من: اس اوبٹن۔ (من: اس اپٹن' بجائے اٹھیں)
[10] م: پھلیل میں بھری ہوئی ان۔
[11] آ: جھانکنیں۔
[12] م: اوڑن۔
[13] م: کے۔
[14] م: ہیں۔

(1) بقلم عرشی، ب: 'تیں'؟
(2) جملہ "بولی کے" پر ختم ہونا چاہیے۔

چھان مارے بن کے بن ٹھنے آپ نے جن کے لیے
وہ ہرن، جو بن کے مدھ[(1)] میں ہیں بنے دولھا[1] کھڑے
تم نہ جاؤ دیکھنے کو جو اونھیں[2] کچھ بات ہے!
جھانکنے کے دھیان میں ہیں اون[3] کے سب چھوٹے بڑے
ہے کہاوت "جی کو بھاوے، یوں ہیں[4] پر مندیا[5] ہلاے"
لے چلیں گے آپ کو، ہم ہیں[6] اسی دھن پر اڑے
سانس ٹھنڈی بھر کے رانی کیتکی بولی، کہ[7] "یہ سچ
سب تو اچھا کچھ ہوا، پر اب بکھیڑے میں پڑے"

واری پھیری ہونا مدن بان کا رانی کیتکی پر اور اوس[8] کی باس[9] سونگھنا، اور اونیدے[(2)] پن سے اونگھنا

اوس گھڑی کچھ مدن بان کو رانی کیتکی کے مانجھے[10] کا جوڑا اور بھینا بھینا پن اور انکھڑیوں کا لجیانا[11] اور بکھرا[12] بکھرا جانا بھلا لگ گیا، تو رانی کیتکی کی باس سونگھنے لگی اور اپنی آنکھوں کو ایسا کر لیا جیسے کوئی اونگھنے لگتا ہے[13]۔ سر سے لگا پانوں[(3)][14]

---

[1] آ، ب: دولہہ م: دولہ۔
[2] م: انہیں۔
[3] م: جھانکتے اس دھیان میں ہیں ان کو۔
[4] م: ہی۔
[5] ب: مونڈیا۔
[6] آ: اب تو ہیں دھن۔
[7] م: کہ۔
[8] م: اس۔
[9] م: باس کا۔
[10] آ: مانجے۔
[11] م: لجانا۔
[12] آ: بکھرا جانا۔
[13] م: کوئی کسی کو اونگھنی لگتی ہے۔
[14] آ، ب: پاوں۔ م: پاؤں۔

(۱) م: مدہ (۲) م: انیدے (۳) ما: پانوں، سہو۔

تک جو[۱] واری پھیری ہو کے تلوے سہلانے[۱] لگی تب رانی کیتکی جھٹ سے دھیمی سی سسکی لچکے کے ساتھ لے اوٹھی[۲]۔ مدن بان بولی: "مرے ہاتھ کے ٹھوکے[(۱)] سے وہ ہی پانوں[۳] کا چھالا دوکھ[(۲)] گیا ہوگا، جو ہرنوں کی ڈھونڈھ[۴] ڈھانڈھ میں پڑ گیا تھا۔" ایسی دکھتی چٹکی کی چوٹ سے مسوس کر[۵] رانی کیتکی نے کہا: "کانٹا اڑا تو اڑا اور چھالا پڑا تو پڑا، پر نگوڑی تو کیوں میری[۶] پنچھالا ہوئی۔

سراہنا رانی کیتکی کے جوبن کا[۷]

رانی کیتکی کا بھلا لگنا لکھنے پڑھنے سے باہر ہے۔ وہ دونوں[۸] بھوؤں[(۳)] کی کھچاوٹ اور پتلیوں میں لاج کی سماوٹ اور نوکیلی[۹] پلکوں کی[(۴)] روندھاہٹ اور ہنسی کی لگاوٹ[۱۰]، دنتڑیوں میں مسّی[۱۱] کی اودھاہٹ اور اتنی بات پر[۱۲] روکاوٹ سے ناک اور تیوری چڑھا[(۵)] لینا اور سہیلیوں کو[۱۳] گالیاں دینا[(۶)]،

۱؎ م: ندارد۔ ۲؎ م: دھیمے سے ہنس کے — اٹھی۔

۳؎ آ، م: پانو۔ ۴؎ م: ڈھونڈا ڈھونڈھ۔ (حاشیہ ما: ڈھونڈا ڈھونڈ، سہو)

۵؎ آ میں کہا سے پہلے "مسوس کر" ہے۔

۶؎ م: میرا۔

۷؎ ب میں یہ عنوان داخل عبارت ہے اور پیراگراف کے آغاز کے لفظ "رانی کیتکی کا" کی جگہ ربط کے لیے ب میں "اور" پایا جاتا ہے۔

۸؎ ا، ب: دونو۔ ۹؎ م: نکیلی۔

۱۰؎ آ "اور ہنسی کی لگاوٹ" ندارد۔

۱۱؎ م: مسیوں کے۔ ۱۲؎ ب، م: اتنی سی رکاوٹ سے۔

۱۳؎ م: کا۔ (۱) ٹھوکا، (۲) م: دکھ۔ (۳) م: بھووں۔

(۴) م میں 'کی' کی جگہ 'کھا' تھا جسے چھیل کر بنایا ہے۔ غالباً 'کے' تھا۔ ما کا حاشیہ سہو ہے (۵) م: چڑھا۔

اور چل نکلنا[1] اور ہرنیوں[2] کے روپ سے کر چھالیں مار کر پڑے[3] اوچھلنا، کچھ کہنے میں نہیں آتا ۔

سراہنا(1) کنورجی کے جوبن کا

کنور اودے بھان کے اچھے پنے[4] میں کچھ چل نکلنا کس سے ہو سکے[5]؟ ہوئے[6] رے! اون[7] کے اوبھار کے دنوں کا سہانا پن اور چال ڈھال کا اچھپن بچھپن[8]، اوٹھتی(2) ہوئی کونپل کی پھبن، اور مکھڑے کا گدرایا ہوا جوبن، جیسے بڑے تڑکے ہرے(3) بھرے پہاڑوں کی گود سے[9] سورج کی کرن نکل آتی ہے، یہی روپ تھا۔ اون(4) کی بھیگی[10] مسوں سے رس کا ٹپکا پڑنا اور اپنی پرچھائیں دیکھ کر اکڑنا، جہاں جہاں[11] چھانہ تھی، اوس[12][13] کا ڈول ٹھیک ٹھاک، اون(4) کے پانوں[14] تلے جیسے دھوپ تھی[15]۔

(5) ڈولھا[16] اودے بھان کا سنگاسن پر بیٹھنا[17]

(5) ڈولھا[18] اودے بھان سنگاسن پر بیٹھا، اور[20] اِدھر اودھر[19]

۱؎ آ "چل نکلنا" ندارد۔ — ۲؎ من: ہرنوں۔

۳؎ م: مار پڑے۔ — ۴؎ م: پن۔ — ۵؎ م: کسی سے ہو نہ سکے۔

۶؎ ھائے۔ — ۷؎ م: ان کی۔ (حاشیہ بقلم عرشی" ان کھڈ سہو قلم ہے)

۸؎ م: بچھپن۔ — ۹؎ م: ندارد۔

۱۰؎ آ: بھیگی۔ — ۱۱؎ م: تہاں۔

۱۲؎ م: ندارد۔ — ۱۳؎ م: اس۔ — ۱۴؎ آ،ب: پانو۔

۱۵؎ آ،ب: تھا۔ — ۱۶؎ ب: دولہ۔

۱۷؎ آ: سنگاسن پر بیٹھنا دولہا اودے بھان کا۔

۱۸؎ آ،ب: دولہ۔ — ۱۹؎ م: اُدھر۔

(۱) م، ا: سراھنا، ہو۔ (۲) م: اٹھتی ہوئی۔ (۳) م: ھرے (۴) م: ان۔ (۵) م: دولہہ۔

راجا[1] اندر اور جوگی مہندر گرجم گئے[2] اور دولھا[3] کا باپ اپنے بیٹے کے پیچھے مالا لیے کچھ کچھ گنگنانے لگا' اور ناچ لگا ہونے۔ اور اُدھر میں جو اوڑن کھٹولے اندر کے اکھاڑے کے تھے، سب کے سب اوسی[4] روپ سے چھت باندھے ہوئے ٹھٹر کا کیے۔ مہارانیاں دونوں[5] سمدھنیں[6] بن کے آپس میں ملیاں جلیاں[7] اور دیکھنے دکھنے کو کوٹھوں پر چندن کے کواڑوں کے اڑتلوں میں آ بیٹھیاں۔ سانگ، سنگیت، بھنڈتال، رہس ہونے لگا۔ جتنے راگ اور راگنیاں تھیں: یمن کلیان، سدھ کلیان، جھنجوٹی[8]، کانھڑا[9]، کھنباچ[10]، سوھنی، پرج[11]، بہاگ، سوھرٹ، کالنگڑا، بھیروی[12]، کھٹ للت، بھیروں، روپ پکڑے ہوئے سچ مچ کے جیسے گانے والے ہوتے ہیں، اوسی[13] روپ سے اپنے اپنے سمیں[14] پر گانے لگے' اور گانے لگیاں۔ اوس[15] ناچ کا جو بھاو تاو رچاوٹ کے ساتھ[(1)] ہوا، کس کا منہ[16] جو

---

[1] م: راجہ۔

[2] م: ندارد۔

[3] آ، ب، م: دولہ۔

[4] م: اس۔

[5] آ، ب: دونو۔

[6] ب: سمدھن۔

[7] ب: چلیاں۔

[8] م: جھجوٹی۔

[9] م: کانڑا۔

[10] م: کھماچ۔

[11] م: پرچ۔

[12] م: بھیرویں۔

[13] م: اسی۔

[14] م: سمے۔

[15] م: اس۔

(1) م: ساتھ۔

[16] م: منہ۔ (م کا حاشیہ سہو ہے)

کہہ سکے؟ جتنے مہاراجا[1] جگت پرکاس[(1)] کے سکھ چین کے گھر تھے: مادھو بلاس، رس دھام، کشن نواس، مچھی بھون، چندر بھون، سب کے سب لپے پتے سے لیپے[2] اور سچے موتیوں کے جھالریں اپنی اپنی گانٹھ میں سمیٹے ہوئے ایک[(5)] پھبن کے ساتھ متوالوں کے روپ سے جھوم جھوم[3] بیٹھنے والوں کے مونہ[4] چوم رہے تھے۔ بیچوں بیچ اون[5] سب گھروں کے ایک آرسی دھام[6] بنایا تھا، جس کی چھت اور کواڑ اور آنگن میں آرسی چھٹ[(2)] کہیں[(3)][7] لکڑی اینٹ پتھر کی پٹ[8] ایک[(4)] اونگلی کے پورے بھر[8] نہ تھی۔ چاندنی[9] کا جوڑا پہنے ہوئے چودھویں رات جب گھڑی چھ ایک رات[10] رہ گئی، تب رانی کیتکی سی دولھن[11] کو اوسی[12] آرسی بھون میں بٹھا[13] کر دولھا[14] کو بلا بھیجا۔ کنور اودے بھان کنہیا[(6)] بنا ہوا سر پر مکٹ دھرے سہرا باندھے[15] اوسی[16] تڑاوے اور جمگھٹ کے ساتھ چاند سا

---

[1] م: وہاں۔ ب میں: دو تین لفظوں کی جگہ سادہ چھوڑ دی گئی ہے۔

[2] ب، م: لیٹی۔

[3] س: جام۔ (اصل میں "جھام" ہے)

[4] م: منہ۔

[5] م: ان۔

[6] م: دہام۔ (حاشیہ ما: دھام، سہو)

[7] م: کے۔

[8] آ، ب: برابر۔

[9] م: جالی۔

[10] ب، م: ندارد

[11] م: دلہن۔

[12] م: اس۔

[13] م: بیٹھا۔

[14] م: دولہ۔

[15] م: باندھے۔

[16] م: اسی۔

(۱) م: مہاراجا جگت سرکاس ندارد (۲) ما: چھت، سہو۔ (۳) م ندارد۔ حاشیے میں تسامح ہے۔ (۴) م: انگلی۔ (۵) ما: ایگ، سہو (۶) کنھیا

مکھڑا اپنے جا پہونچا۔[1] جس جس ڈھب سے بامھن اور پنڈت کہتے گئے،
اور جو جو[2] مہاراجوں میں ریتیں ہوتی چلی آتیاں تھیں، اوسی[3] ڈول سے اوسی[3] روپ
سے بھوری[4] گٹھ جوڑا سب کچھ ہولیا۔

دوہے اپنی بولی کے:

اب اودے بھان اور رانی کیتکی دونوں[5] ملے
آس کے جو پھول کملائے[6] ہوئے تھے پھر کھلے
چین ہوتا ہی نہ تھا جس ایک کو اوس[7] ایک بن
رہنے سہنے سو لگے آپس میں اپنے رات دن
اے کھلاڑی! یہ بہت تھا کچھ نہیں تھوڑا ہوا
آن کر آپس میں جو دونوں[8] کا گٹھ جوڑا ہوا
چاہ کے ڈوبے ہوئے، اے میرے داتا! سب ترین
دن پھرے جیسے اونھوں[9] کے، ویسے سب کے[10] دن پھریں

وہ[11] اوڑن کھٹولے والیاں جو ادھر میں چھت باندھے ہوئے
تھرک رہی تھیں، بھر بھر جھولیاں اور مٹھیاں ہیرے اور موتیوں سے نچھاور کرنے
کے لیے اوتر آئیاں، اور اوڑن کھٹولے جیوں کے تیوں[12] ادھر میں[13] چھت باندھے

---

[1] م: پہنچا۔ ب: پہچا۔
[2] م: ندارد (ما کا حاشیہ سہو ہے)۔
[3] م: اسی۔
[4] آ: بھوری۔
[5] آ، ب: دونو۔
[6] م: کملائے۔
[7] م: اس۔
[8] آ: دونو کے۔
[9] م: انہوں۔
[10] ب: ویسے ہی اپنے۔ م: ایسے اپنے۔
[11] م: وے
[12] ب، م: جوں کے توں۔
[13] آ: "ادھر میں" ندارد۔

ہوئے کھڑے رہے۔ دولھا دولھن[1] پر سے سات ساتے[2] واری پھیرے ہوتے[3] ہیں پس گیان[4] اور اون[5] سبھوں کو ایک چکی[6] سی لگ گئی۔ راجا[7] اندر نے[8] دولھن[9] کی مونہ[10] دکھائی[11] میں ایک ہیرے[(1)] کا اکڈال چھپر کھٹ اور ایک پیڑھی پکھراج کی دی اور ایک پارجات کا پودھا، جس سے[12] جو پھل[13] مانگیے[14] سو ہی ملے، دولھن[9] کے سامھنے لگا دیا۔ اور ایک کام دھین گائے کی بیٹھیا بھی اوس[15] کے نیچے باندھ[(2)] دی۔ اور اکیس لونڈیاں اونھیں[16] اوڑن کھٹولے والیوں میں[13] سے چن کے اچھی سے اچھی ستھری[17] گاتی بجاتیاں، سیتی پروتیاں[18]، سگھڑ سے سگھڑ سونپیں۔ اور اونھیں[16] کہہ دیا: "رانی کیتکی چھٹ اون[19] کے دولھا[20] سے کچھ بات چیت نہ رکھیو! تمھارے کان پہلے ہی[21] مروڑے

---

[1] م: دولہ دلہن۔

[2] م: ساتھ ساتھ۔

[3] م: ہونے ہیں۔

[4] آ: ندارد۔

[5] م: ان۔

[6] م: ہچکی۔

[7] م: راجہ۔

[8] ب: ندارد۔

[9] م: دلہن۔

[10] م: منہ۔

[11] م: دیکھائی۔

[12] ب: نے۔

[13] م: ندارد۔

[14] م: مانگے۔

[15] م: اس۔

[16] م: انہیں۔

[17] ب، م: ندارد۔ (سے ستھری، ندارد)

[18] ب: ندارد۔

[19] م: ان۔

[20] م: دولہ۔

[21] م: سے۔

(1) م، ا: ھیرے۔

(2) م: باندہ۔

دیتا ہوں، نہیں تو تم سب کی سب پتھر کی مورتیں بن جاؤگی اور اپنا کیا آپ پاؤگی۔"

اور گسائیں[1] مہندر گر جی[2] نے باون تولے پاؤ رتی جسے[(1)] کہتے ہیں، اور سنتے ہیں[3] اوس[4] کے اکیس مٹکے آگے رکھے[5] اور کہا: "یہ بھی ایک کھیل ہے۔ جب چاہیئے تو بہت سا تانبا گلا کے ایک اتنی سی چٹکی[6] چھوڑ دیجیے گا، کنچن ہو جائے گا۔" اور جوگی جی[7] نے یہ سبھوں سے کہہ دیا: "جو لوگ اون[8] کے بیاہ میں جاگے ہیں، اون[9] کے گھروں میں چالیس[(2)] دن چالیس رات سونے کی ٹڈیوں کے روپ میں ہن برسیں، اور جب تک جئیں، کسی بات کو پھر نہ ترسیں۔"

نولاکھ ننیانوے[9] گائیں سونے روپے کی سنگوٹیوں[10] کی، جڑاؤ گہنا پہنے ہوئے، گھنگھرو[11] جھنجھناتیاں، باہمنوں کو دان ہوئیں۔ اور سات برس کا پیسا سارے راج کو چھوڑ دیا گیا۔ بائیس سے ہاتھی اور چھتیس سے اونٹ روپیوں کے توڑے لدے ہوئے[12] لٹا دیئے۔ کوئی اوس[13] بھیڑ بھاڑ میں دونوں[14] راج کا رہنے والا ایسا نہ رہا جس کو گھوڑا

---

[1] ب: گسائیں۔ رہا کا حاشیہ سہو ہے)

[2] م: گروجی۔

[3] ب، م: رتی جو کہتے ہیں۔ (دیکھتے ہیں اور ندارد)

[4] م: اس۔

[5] م: رکھ کے کہا۔

[6] ب، م: اس کی۔

[7] م: ندارد۔

[8] م: ان۔

[9] ب: ننانوے۔ م: ننانوے۔

[10] م: سنگھوٹیوں۔

[11] ب، م: گھنگرو۔

[12] م: لدے ہوئے روپیوں کے۔

[13] م: اس۔

[14] آ، ب: دونو۔

(۱) م: رتی جو سنتے ہیں۔ حاشیہ سہو ہے۔

(۲) ماکا حاشیہ سہو ہے۔ اور متن میں رات سے پہلے چالیس رہ گیا ہے۔

جوڑا، روپوں کا توڑا سونے کے[1] جڑاؤ کڑوں کی جوڑی نہ ملی ہو۔

اور مدن بان چھٹ دولھا[2] دولھن کے[3] پاس کسی کا ہیاو[4] نہ تھا؛ جو بن بلائے چلی جائے[5]۔ بن بلائے دوڑی آئے تو وہی آئے اور ہنسائے[6] تو وہی ہنسائے۔ رانی کیتکی کو چھیڑنے کو اون[7] کے کنور اودے بھان کو کنور[8] کیوڑا[9] جی کہہ کے پکارتی تھی، اور اوسی[10] بات کو سو سو روپ سے سنوارتی تھی۔

دوہے اپنی بولی کے

گھر بسا جس رات اوتھوں[11] کا، تب مدن بان اوس[12] گھڑی
کہہ گئی دولھا[13] دولہن[2] کو ایسی سو باتیں کڑی:
"باس پا کر کیوڑے کی کیتکی کا جی کھلا
سچ ہے، ان دونوں[14] جنوں کو اب کسی کی کیا پڑی!
کیا نہ آئی لاج کچھ اپنے پرائے کی؟ اجی،
تھی ابھی اوس[12] بات کی ایسی بھلا[15] کیا ہر بڑی!"

---

[1] م: کی۔
[2] ب: دولہہ م: دولہ دلہن۔
[3] م: ندارد۔
[4] من: ھیاو۔
[5] "بن بلائے چلی جائے" آ: ندارد
[6] م: ھنسا دے۔
[7] م: ان۔ [8] ب: ندارد
[9] م: کنورا۔
[10] م: اسی۔
[11] م: اُنھوں۔
[12] م: اس۔
[13] آ: دولہہ۔
[14] آ، ب: دونو۔
[15] م: ابھی۔

مسکرا کر تب دولھن نے اپنے گھونگھٹ سے کہا :
"موگرا سا ہو کوئی ، کھولے جو تیری گلچھڑی[1]!
جی میں آتا ہے ترے[(۱)] ہونٹھوں[2] کو مل ڈالوں ابھی
بل بے ، اے رنڈی ، ترے دانتوں کی مسی کی دھڑی!"

ختم شد

---

[1] م : میں اس شعر کی جگہ عنوان کے طور پر صرف یہ ہے :
" دلہن نے اپنے گھونگٹ سے کہا "

[2] م : ہونٹوں۔
(۱) م ، ا : تیرے ، بھو۔

فرہنگ

رانی کیتکی میں نامانوس اور دقیق الفاظ کافی ہیں۔ انشا نے بعض الفاظ خود اختراع کیے اور بعض الفاظ کو نئے نئے ڈھنگ سے برتا، اس لیے بہت سے مانوس الفاظ معنی کے لحاظ سے نامانوس بن گئے۔ اصولاً تو ایسے تمام الفاظ کے معنی پاورقی میں لکھ دیئے جاتے تو آسانی ہوتی، مگر اختلاف نسخ کے حواشی کی بہتات کی وجہ سے ایسا نہ ہوسکا، اور فرہنگ بلحاظ حروف تہجی مرتب کرنی پڑی۔

ایک ہی لفظ کو متعدد جگہ مختلف معنی میں برتا ہے، اس لیے اس لفظ کے جملہ معنی ایک ہی جگہ لکھنے پڑے۔ بعض الفاظ ایسے بھی ہیں کہ وہ بعض جگہ روزمرہ کے تحت برتے گئے ہیں یہ استعمال ایسا ہے کہ اس کی وضاحت ضروری تھی، ایسے الفاظ کی بھی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ مثلاً "اپنا، اپنی، اپنے" جیسے:
"یہ نہ جانا جو یہاں رنڈیاں اپنی جھول رہی ہیں۔" اور "کہہ دو جہاں چاہے اپنے پڑ رہیں۔"

یہ استعمال روزمرہ کے تحت ہے۔ حواشی کے بھی بعض الفاظ کے معنی لکھے گئے ہیں۔

بعض الفاظ کے قدیم وجدید املائی روپ بھی دیدیئے گئے ہیں تا کہ متن کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

سید قدرت نقوی

فرہنگ

کہانی رانی کیتکی اور اودے بھان کی

ابدھوت: جوگی، سنیاسی، بیراگی، فقیر۔

اپٹن: بالائی، استرکاری، اوپر کا چھپاؤ۔

اپنا / اپنے / اپنی: (روزمرہ) برائے تاکید یا زینت کلام۔

اپنی گڑیا سنوارنا: مقدور اور وسعت کے مطابق اپنی لڑکی کی شادی کرنا، حیثیت کے مطابق اپنی لڑکی کے بیاہ میں خرچ کرنا۔

اتیت: فقیر، جوگی سادھو، سنیاسی، جٹا دھاری، تپشی۔

اتیت بنانا: چیلا کرنا، سادھو بنانا۔

اٹھانا: لڑکی کو بیاہ کر کے رخصت کرنا۔

اٹکھیل پن: شوخی، چنچل پن، نزاکت کی چال۔

اچپلاہٹ: چنچل پن، چلبلاہٹ، شوخی۔

اچرج: حیرت، تعجب، انوکھا۔

اچھا: خیر۔

اچھاپن / اچھاپنا: حسن و خوبی، خوبصورتی، جمال، حسن سیرت، خوش اخلاقی، نیکی۔

اچھا کہنا: اقرار کرنا، ماننا، ہاں کرنا۔

اچھن بچھن: اچھا بچھاپن، عمدگی، خوبی، حسن و جمال۔

ادھر: درمیان، بیچوں بیچ، معلق، زمین و آسمان کا درمیانی علاقہ، فضا، خلا۔

ادھ موا: ادھ مرا، نیم مردہ، بدحال۔

اڑتلا: آڑ، اوٹ، کمیں گاہ۔

اڑچلنا: اترانا، آپے سے باہر ہونا، حد سے گزر جانا۔

اڑنا: اٹکنا، چبھنا، پھنسنا۔

اساوری: ایک راگنی کا نام۔

اساوری: ایک قسم کا ریشمی کپڑا، جس کے بانے میں زرد، سرخ اور سبز پٹریاں اور تانے میں سنہری تار ہوتے ہیں۔

اکڈال: بے جوڑ، ایسی شے جو ایک ہی ٹکڑے

یا ڈلی سے بنائی گئی ہو اور اس میں کسی دوسرے ٹکڑے کا جوڑ نہ لگایا گیا ہو، یکساں، بغیر جوڑ لگا ہوا، سموچا، بے میل، خالص۔

اکڑ تکڑہ: جوش، آن بان، امنگ، بانکپن، غرور، غرور و تمکنت۔

اکھاڑا: بھیڑ، اجتماع، اندر کے کاروباری لوگ، اندر کے درباری۔

اکٹھا کرنا: تسلی دینا، دلاسہ دینا۔

اگلا / اگلی / اگلے: (۱) پہلا، گزشتہ، ماسبق، متقدم (مراد) بزرگ، سلف۔ (۲) برتر بڑھ چڑھ کر، زیادہ (۳) فریق ثانی یا مقابل، پہلا۔ (۴) پرانا، پہلا سالیقہ۔

لگلے سے ڈھب / اگلے ڈھب سے: بدستور سابق، حسبِ معمول، حسب دستور۔

الھڑ: ناتجربہ کار، نادان، کم سن۔

الھڑپن / الھڑپنا: کم سنی، نادانی، بھولاپن، بھولپن۔

امری: آم کا پیڑ۔

امریاں: آموں کا باغ۔

ان بندھا: ناسفتہ، جس میں سوراخ نہ ہوا ہو، بن چھیدا، بن پرویا۔

انٹی: پھینٹا، گھائی، چھپانے یا قابو میں کرنے کی جگہ۔

انٹیوں میں کرنا: چھپانا، اڑانا، دھوکا دینا۔

انجن کرنا: سرمہ لگانا، سرمہ کرنا، (کوئی چیز) بطور سرمہ آنکھوں میں لگانا۔

اندراسن: راجہ اندر کے بیٹھنے کی جگہ یا تخت۔ اندرستھان، اندرسبھا۔

اندر لوک: بہشت، اندرستھان، وہ مقام جہاں راجہ اندر کی راجدھانی ہے۔

اندھیری کوٹھری: تاریک مکان، کال کوٹھری، (مراد) قیدخانہ، جیل۔

انکھڑی: (آنکھ کی تصغیر) پیاری اور خوبصورت آنکھ۔

انگڑانا: انگڑائی لینا۔

انگوٹھیاں ہیر پھیر کرنا: شادی کا پختہ عہد کرنا، پختہ وعدہ کرنا۔

انندیں کرنا / آنند کرنا: مزے اڑانا، عیش کرنا، چین سے بسر کرنا

انوپ: بے مثل، یکتا، نادر، عجیب وغریب۔

ادبھار / ابھار: (۱) جوانی، شباب، اٹھان۔ (۲) اٹھان، نمود، آغاز، جوش۔

ادبھرنا / ابھرنا: جوش میں آنا، جذبات سے مغلوب ہو جانا، حد سے تجاوز کرنا۔

اوبھنا ابھنا / اوبنا اپنا: اکتانا، گھبرا جانا

اوبٹن / ابٹن / ابٹنا: خوشبودار مسالے سے تیار کیا ہوا تیل اور بیسن کا مرکب جسے دولھا دلہن کے جسم پر شادی سے پہلے خوشبو اور نرماہٹ کے لیے ملا کرتے ہیں۔

اوٹ: آڑ، پردہ، اوجھل، حجاب۔

اوٹھتی ہوئی کونپل / اٹھتی کونپل: اٹھتی جوانی، جوانی کا آغاز، شباب کی ابتدا، نوجوان۔

اوجالا: رونق، زینت، روشنی۔

اوجیالی / اوجیالا: روشنی، چاندنا، اُجالا۔

اوچک / اُچک: اُچکا، ٹھگ، عیّار، اٹھائی گیرا

اوداہٹ / اداہٹ: نیلاہٹ، اوداپن، بیگنی رنگت۔

اودھلنا / اُدھلنا: جوشِ مستی میں آپے سے باہر ہونا۔ آپے سے گزرنا، بہت زیادہ مست ہونا

اوڑان گھائی / اڑان گھائی: دھوکا، فریب، چھل۔ دو انگلیوں کے بیچ کی جگہ میں کوڑی یا گولی رکھ کر چھپانے کی حالت۔

اوڑن کھٹولا / اڑن کھٹولا: اساطیری اور مذہبی داستانوں میں ہوائی جہاز کی طرح اڑنے والا تخت

اوس پڑ جانا: بجھ جانا، بے رونق برسنا، ناامیدی غالب آجانا۔

اوکت / اُکت: نئی بات، انوکھی بات، تدبیر، حکمت۔

اولجھا سلجھا / اولجھی سلجھی: بے ترتیب، بے ڈھنگا، پیچیدہ، الٹا سیدھا، گتھی دار، مبہم، اول جلول، پیچ در پیچ۔

اومنگیں چھانا / اُمنگیں چھانا: جوش و ولولہ بھرنا، شوق کا غلبہ کرنا، ترنگ بھرنا۔

اونچا چڑھ جانا: بلند مرتبہ ہو جانا۔

اونچی سانس لینا: آہ بھرنا

اونگلیاں نچانا / انگلیاں نچانا: نقل اتارنا، مسخراپن کرنا، چھیڑنا، چڑانا۔

اونیدا / اُنیدا / انیندا: اونگھنا، غنودگی کے عالم میں، نیند کا مارا۔ خمار آلود، خمار آگیں۔

اونیداپن / اُنیداپن / اُنینداپن: نیم خوابی، غنودگی، مدہوشی، خواب آلودگی، نشے کی سی حالت، خمار آلودگی۔

الیسر: دولت، خدا، دالیشور

الیسری: دولت سے متعلق، خدائی، دالیشوری

ایراپت / ایراوت: راجہ اندر کا سفید ہاتھی جس کے چار دانت تھے۔

ایسری باچا / ایشوری واچا: خدائی کلام (مراد) وید وغیرہ کا اشلوک جس کا ورد یا جاپ کیا جاتا ہے۔

ایک پکا ہے: چھٹا ہوا بدمعاش ہے، نہایت چالاک وعیار ہے، بڑا خرانٹ اور گھاگ ہے۔

ایمن کلیان: یمن کلیان، ایک راگنی کا نام۔

آٹھ آٹھ آنسو رونا: زار و قطار رونا، بہت زیادہ گریہ و زاری کرنا۔ پھوٹ پھوٹ کر رونا۔

آٹھ پہر: رات دن، چوبیس گھنٹے، ہر وقت۔

آدیس / آدیش: جوگیوں اور فقیروں کا عقیدتمندانہ سلام، بندگی، آداب۔

آدھ: آواز، سر (ناد)

آدھ شکتی: موسیقی کی دیوی یا دیوتا۔

آرسی: آئینہ۔

آرسی بھون: شیش محل۔

آرسی دھام: شیش محل۔

آنسو کی اڈیں چھانا: (کنایہ) پلکوں پر آنسو کی بوندیں نمودار ہونا، آنسو کے قطرے پلکوں میں بھر جانا۔

آنسو پونچھنا / آنسو پچھنا: آس بندھنا، تسلی ہونا۔ اطمینان ہونا، ڈھارس بندھنا، بے چینی ختم ہونا، کچھ تلافی ہونا۔

آنکھ بھر کر دیکھنا: غور سے دیکھنا، بری نگاہ سے دیکھنا، گھور کر دیکھنا۔

آنکھ مچول / آنکھ مچولا / آنکھ مچولی: بچوں کا ایک کھیل جس میں وہ بچہ جو چور بنتا ہے کسی دیوار وغیرہ کے سہارے سر ٹکا کر ہاتھوں سے اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ باقی بچے چھپ جاتے ہیں۔ آنکھیں میچنے والا بچہ "آجاؤں" کہتا ہے۔ چھپنے والوں میں سے کوئی جواباً "آجا" کہہ دیتا ہے تو وہ آنکھیں کھول کر انہیں ڈھونڈھتا ہے، جسے وہ پکڑ لیتا ہے وہ چور بن کر یہی عمل دوہراتا ہے۔

آنکھیں بدل دکھائی دینا: نظریں بدلی ہوئی معلوم ہونا، نیت بدلی ہوئی نظر آنا، برے ارادے کے آثار ظاہر ہونا۔

آؤ جاؤ: (۱) چہل پہل، دھوم دھڑکا۔
(۲) چلت پھرت کا انداز، مدہوشی اور ہوش کی حالت کا اشارہ، نرت کاری۔

بات کی بات میں: ترت، فوراً، جلد، یونہی، ذرا سی دیر میں، آناً فاناً، چشم زدن میں۔

بات منہ پر لانا: روبرو ہو کر بات کہنا، سامنے کہنا۔

باتیں (بات) دوہرانا: کہی ہوئی بات کو بیان کرنا (مراد) بیتا یا سرگزشت بیان کرنا۔ آپ بیتی کہنا

بات آنا: شادی کا سوال پڑنا، بیاہ کا پیام آنا، رشتے کا سلسلہ چلنا۔

بات بچنا: بات کا پوشیدہ رکھا جانا، ضبط ہونا، بات ہضم ہونا۔

بات ٹھہرانا / بات ٹھہرانا } معاملہ طے کرنا، بات پکی کرنا، فیصلہ کرنا۔

باچ یا باچا: کلام، بات۔

باراہ: سؤر، خنزیر، خوک، وشنو کا تیسرا اوتار جو سؤر کے روپ میں ہوا تھا۔

باس: خوشبو، مہک۔

باسدیو: چکر ورت کی قسم کا ایک راجا یا دیوتا، جسے چکر ورت کا نصف اقتدار حاصل ہوتا ہے۔

باسن: برتن (داسن)

باگا: پوشاک، دولھا کا جوڑا۔

بال بال گج موتی پرونا / بال بال گج موتی پرونا } خوب آراستہ و پیراستہ ہونا، ایڑی چوٹی تک بناؤ سنگار کرنا، مکمل طور سے آراستہ ہونا۔

بال بیکا نہ ہونا: ذرا سی تکلیف یا صدمہ نہ پہنچنا۔ صحیح سلامت ہونا، کوئی ضرر نہ پہنچنا۔

باھمن، بامن: برہمن، پنڈت۔

باون تولے پاؤ رتی: عمدہ، جوں کا توں، بجنسہ (مراد) خالص سونا۔

باون: بونا، ٹھگنا، وشنو کا پانچواں اوتار۔

باون روپ: وشنو کے پانچویں اوتار کی شکل جس میں اس نے جنم لیا جو ایک بونے برہمن کے مانند تھی۔

باؤ: ہوا۔

باؤ بھک: غرور، خرد ماغی، بادل بھک۔

باؤ کے گھوڑے پر بیٹھ لاگنا } ہوا کے گھوڑے پر سوار ہونا، بہت تیزی سے روانہ ہونا۔

باؤلی: چالاک، تیز، مکار۔

باؤلی چڑیا: چالاک عورت، مکار، حرافہ۔

بپت: مصیبت، بپتا۔

بپتا مارا / بپت کا مارا } پریشاں حال، مشکل میں پھنسا ہوا، مصیبت زدہ، آفت کا مارا۔

بتیس گھڑی: چوبیس گھنٹے، رات دن

بجرا: ایک قسم کی گول اور خوبصورت کشتی۔

بدا / بدی / بدے } طے شدہ، نوشتہ تقدیر، نصیب، قسمت۔

براجنا: بیٹھنا، تشریف رکھنا

برہ/ برگ: (۱) فراق، ہجر، دوری۔ (۲) جوگ۔

بروگ لینا: علیحدگی اختیار کرنا، جوگ لینا، جوگی بننا (مراد) تارک الدنیا ہونا۔

بڑھ بولا }
بڑبولا } بڑھ چڑھ کر باتیں بنانے والا، شیخی بگھارنے والا، بے تکی ہانکنے والا۔

بڑھ چلنا: ترقی کرنا، پیش قدمی کرنا، جوان ہونا۔

بستر: لباس، پوشاک، کپڑے۔

بس کرلینا: قابو میں کرلینا، فریفتہ بنالینا۔

بس کرلینا: فتنہ بپا کرنا، جھگڑا کرلینا۔

بکھرا بکھرا جانا }
بکھرا جانا } قابو سے باہر ہونا، مست ہونا، گڑ جانا، لڑکھڑانا۔

بکھراجی: پریشان دل، اداس طبیعت۔

بکھیڑا: (۱) جھگڑا، الجھیڑا، فتنہ، پریشانی، (۲) کھڑاک، تماشا۔

بکھیڑے میں پڑنا: مصیبت میں پھنسنا۔

بگ چھٹ: (وہ گھوڑا) جس کی باگ چھوڑ دی گئی ہو، مطلق العنان، آزاد۔

بگھمبر }
بگھنبر }
باگھمبر } شیر کی کھال، پوست شیر۔

بل: طاقت، قوت، بھروسا۔

بلاس: عیش، عشرت، آرام، خوشی، انبساط، لہو ولعب، رنگ رلیاں، سوانگ، تماشا۔

بل بے: واہ رے، کیا کہنا، اوہو۔

بلاول }
بلاول بلاولی } رات کی ایک راگنی

بلدیو: ایک دیوتا جو باسدیو دیوتا کے نصف اقتدار کا مالک مانا جاتا ہے۔

بن مانگے تانگے: بلا طلب، بغیر تقاضہ کیے ہوئے۔ (مراد) جلدی، فوراً۔

بناسپتی: سبزی، گھاس پھوس، جڑی بوٹی، نباتات۔

بنانا: پیدا کرنا۔

بنانے والا: خالق، پیدا کرنے والا۔

بناؤ: آرائش، سجاوٹ، زیب و زینت، ٹیپ ٹاپ۔

بنایا ہوا: مخلوق، پیدا کیا ہوا۔

بندن وار }
بندھن وار }
بندر وال } پھول پتوں کا ہار، گوٹا رنگ برنگے کاغذوں سے بنا ہوا ہار جسے سجاوٹ کے لیے لٹکاتے ہیں۔

بندہ: (مراد) غلام، لونڈی، خادم۔

بندھوئی: لونڈیاں، کنیزیں (بندھو کی جمع)

بوڑھا گھاگ: تجربہ کار بوڑھا، گرگ جہاں دیدہ، ہوشیار و چالاک بوڑھا، بوڑھا خرانٹ۔

بولتا بکھیڑا: ایک قسم کی آتش بازی، ہوائی، گولوں میں سے نکل کر فضا میں پھٹنے والا پٹاخہ، جو مختلف رنگ اور شکل کا ہوتا ہے۔

بولیاں ٹھولیاں مارنا: طعنے دینا، آوازہ کسنا، مذاق اڑانا۔

بہاک: ایک راگنی کا نام، گیت کی ایک قسم۔

بیاہنا: شادی بیاہ کرنا، شادی بیاہ کا بندوبست کرنا۔

بیاہنے چڑھنا: بارات لے کر جانا۔

بیٹا کرنا: بیٹا بنانا، متبنیٰ کر لینا، کسی کو گود لینا۔

بے ڈول: بری طرح، بے ڈھنگے پن سے، برے حال۔

بے سری: بے تکی، خلاف قاعدہ، بے موقع۔

بیڑا اٹھانا: تہیہ کرنا، پکا وعدہ کرنا، ٹھاننا۔

بین: ایک قسم کا ساز، تونبے سے بنا ہوا منہ سے بجایا جانے والا ساز، ستار کی قسم کا ساز۔

بھاکھا / بھاشا، بھاکا: زبان، بولی (مراد) سنسکرت زبان۔

بھاکھا پن: سنسکرت آمیزی، زبان کی وہ کیفیت جس میں سنسکرت الفاظ کی بہتات ہو۔

بھانڈ: نقال، مسخرا، محفلوں میں ناچ گا کر نقلیں سنانے والا۔

بھاؤ تاؤ: (١) کیفیت، حالت۔

(٢) ناچنے میں جسمانی حرکات سے جذبات کا اظہار، گرمجوشی دکھانے کی حالت، نرت کاری۔

بھاوین: توجہ، دھیان، اثر، (مجازاً) پسندیدہ، مرغوب۔

بھبھاس: چوتھے راگ کی ایک راگنی کا نام۔

بھبھوت: وہ خاص قسم کی راکھ جو جوگی، سادھو اور سنیاسی اپنے جسم پر ملتے ہیں۔ یہ عموماً پیپل کی لکڑی کی یا جنگلی گائے کے گوبر کی راکھ ہوتی ہے۔

بھری بھتولی / بھرا بھتولا: فارغ البال، بھرپور، پورے طور سے بھرا ہوا، سرسبز و شاداب۔

بھڑک: وحشت، چمک، بدک۔

بھگت بھوڑا / بھگت بھوڑی: بھگتی کو ظاہر کرنے والا، زہد و اتقا کو ظاہر کرنے والا، بھگتی کے گن دکھانے والا۔

بھگت بھوڑی منتری: پرانی راگنی کا نام، منتر کا نام، عمل کا توصیفی نام، ایک قسم کے جاپ کا تانتری نام۔

بھگتیا: سوانگی، بہروپیا، نقال، گویا۔

بھلاوا: مغالطہ، فریب، بہکاوا۔

بھلاوے میں ڈالنا: فریب دینا، بہکائے میں لانا، بھچکا دینا، دھوکا دینا۔

بھنڈ تال: (بھنڈ = بھانڈ + تال) بھانڈوں کا سر ملا کر گانا یا تالیاں بجا بجا کر نقل اتارنا، جگت۔ بازوں کا جتھا جو مل کر نقلیں کرتا ہے۔

بھوت: خبیث، شیطان۔

بھولیا / بہولیا: ہلکی پھلکی کشتی، تفریحی کشتی۔

بھون: مقام، گھر، استھان، دیوی کا استھان، محل

بھونرا: تہ خانہ (مراد) چھپا ہوا خزانہ مال خانہ۔

بھنوری / بھونرے / بھرنرا: چکر، پھیرا (شادی کی رسم جو ہندوؤں میں پھیرے کہلاتی ہے)

بھیجا ہوا: پیغمبر، نبی، رسول۔

بھیروں: چھ راگوں میں سے ایک راگ۔

بھیڑ بھاڑ: ۱. انبوہ، کثرت، دہرائی فوج، لشکر
۲. بہتات، زیادتی، مجمع، جمگھٹ۔

بھیڑ بھڑکا: لاؤ لشکر، کثرت، زیادتی، ہجوم، بھیڑ بھاڑ، چہل پہل۔

بھیروی / بھیرویں: بھیروں راگ کی پانچ راگنیوں میں سے ایک راگنی۔

بھیگتی مسیں: سبزہ آغاز ہونے کی کیفیت و حالت۔

بھینا: ہلکا، لطیف۔

بھینا بھینا پن: ہلکا پن، لطیف پن، خصوصاً خوشبو کا سوندھا پن، بو کی لطف آمیز کیفیت

بھئے / بھئی / بھئیا: ہوئے / ہوئی / ہوا

پاپی: گنہگار، مجازاً: بدمعاش، لفنگا۔

پات: پتا، برگ۔

پارجات کا پودھا / پارجات کا پودا: ایک سدا بہار درخت جو بہشت کے نندن نامی باغ میں ہے۔ اس کے پھول کبھی نہیں مرجھاتے، خوشبو تمام دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ انسان جو اس سے چاہے وہ حاصل کرلے۔

پانو پوجنا: بہت زیادہ تعظیم بجالانا، نہایت عزت و احترام کرنا۔

پاؤں تلے ہونا: تابع ہونا، زیر فرمان ہونا، مطیع ہونا۔

پتا کھلنا: معلومات حاصل ہونا، پتا چلنا۔

پتّر: ورق، پترا۔

پُتلا: مورت، مجسمہ۔

پتھر کی مورت بن جانا: (اساطیری کہانیوں کی ایک سزا) کسی غلطی کی بنا پر جسم کا پتھر بن جانا۔

پُٹ / پُھٹ } آمیزش، ملاوٹ۔

پٹک مارنا: ڈال دینا، حوالے کر دینا، پھینک دینا۔

پٹھا : لمبا چوڑا پتا، مکئی، جوار، باجرے وغیرہ کا پتا۔

پٹھیا : جوان بچھیا، بکری، گائے بھینس کی جوان بچی۔

پچنا : تھکنا، ہارنا (مراد) بددل ہونا، رنجیدہ ہونا۔

پدمنی: نہایت خوبصورت عورت۔ نازک اندام عورت (عورتوں میں اول درجے کی شکیل، جمیل، نازک اندام و حسین عورت)

پرانا دھرانا: دقیانوسی قسم کا، عمر رسیدہ، بوڑھا، تجربہ کار۔

پڑپڑانا: خشک ہو جانا، پپڑاتا، پپڑی جمنا۔

پرج : ایک راگنی کا نام۔

پرچھائیں: عکس، تصویر۔

پرسرام / (پرشورام) } بھگوان وشنو کا اوتار، وشنو کا وہ روپ جو اس نے دنیا میں آنے کے لیے اختیار کیا۔

پرملونا / پرملو | ایک قسم کا ناچ، جس میں ناچتے ہوئے تالی بجائی جاتی ہے۔ لڈو کی قسم کا ناچ۔

پرے: دور، ادھر، فاصلے پر۔

پسیجنا: نرم پڑنا۔

پڑھنت: جادو ٹونا، سحر، افسوں، منتر۔

پکار دینا: اعلان کر دینا۔

پکھراج : ایک عمدہ قسم کا جوہر جو چمکدار اور سبز زرد یا نیلے رنگ کا ہوتا ہے

پکھروٹا: چاندی یا سونے کا ورق۔

پنچھالا : پچھ لگوا، پچھالا، دم چھلا، پیچھے پڑ جانے والا۔

پوتھی : کتاب، بیاض۔

پورا / پور / پوروا } انگلی کی گرہ۔ دو گانٹھوں کے درمیان کا حصہ، انگلی کا جوڑ۔

پہاڑتلی : وادی، پہاڑ کی تلیٹی۔

پیٹھ لاگنا / پیٹھ لگنا } سوار ہونا۔

پیسا : (مجازاً) ٹیکس، مالگزاری، جزیہ۔

پینگ چڑھانا: جھولنے میں بہت لمبا جھونٹا لینا، پینگ بڑھانا۔

پھانس : خلش، کانٹا، کھٹکا، اندیشہ۔

پھانس ہونا: چبھنا، تکلیف دہ ہونا۔

پھبن : زیبائش، خوبصورتی، سجاوٹ، زیب دینا، زینت، خوشنمائی۔

پھٹے مونہ / پھٹے منھ } لعنت ہے، نفرین ہے، تف ہے (کلمۂ نفریں) (پھٹ: لعنت نفرین ملامت، تھو)

پھلجھڑی: ایک قسم کی آتشبازی جس میں پھول چمکتے ہوئے زمین پر گرتے ہیں۔

پھلیل: خوشبودار تیل۔

پھننگ / پھانگ: درخت کی چوٹی، درخت کی بالائی چھتری یا کسی شاخ کا گچھے دار آخری سرا۔

پھوٹنا: جدا ہونا، بچھڑنا، الگ ہو جانا۔

پھوڑنا: ظاہر کرنا۔

پھیلاوا: پھیلاوٹ، پھیلاؤ۔ کام کی وسعت، بکھیڑا، کام دھندے کی بہتات، کاروبار کی کثرت۔

پھیلاوٹ: وسعت، اندازہ، عمل، کاروبار کی طوالت، درازی، بہتات، پھیلاؤ۔

تاڑنا: جاننا، پہچاننا، سمجھنا، معرفت حاصل کرنا، بھانپنا، دیکھنا۔

تاگی: سوتی، سوتی ڈور۔

تاؤ بھاؤ: (۱) اکڑ تکڑ، ناز نخرہ۔
(۲) اداکاری، ولولہ انگیز ناز و انداز، شوخی، کرشمہ، لفظی مصوری کی اداؤں کے یا دلی کیفیات و جذبات کا جسمانی حرکات کے ذریعے اظہار۔

تبلا = طبلہ: ایک مشہور ہندی ساز جو مٹی یا لکڑی کے ڈبے نما ظرف کے منہ پر کھال منڈھ کر بنایا جاتا ہے۔ اس کی جوڑی ہوتی ہے ایک کو دایاں دوسرے کو بایاں کہتے ہیں۔ گمک اور گونج پیدا کرنے کے لیے منڈھی ہوئی کھال کے ایک حصے پر خاص قسم کا مصالحہ لگاتے ہیں۔ کھال کی کسائی کے لیے ڈوریاں لگی ہوتی ہیں۔ یہ امیر خسرو کی ایجاد ہے۔ اور خالص ہندی ساز ہے جو دوسرے ممالک میں مروج نہیں ہے۔ اس کا امکان ہے کہ اس کا ہندی نام ابتداً "تھاپلا" ہو یعنی جس سے ہاتھ کی ہتھیلی کی ضرب سے آواز کا زیر و بم پیدا کیا جا سکے۔ تھاپ والا۔ فارسی کے زیر اثر یہ "تاپلا" ہو گیا ہو گا اور پھر "تبلا" عربی "طبل" موجود تھا ہی اس پر قیاس کر کے "طبلہ" بنا لیا گیا۔ اس کا املا "تبلا" انشا کی اور تصانیف میں بھی ملتا ہے۔

تجنا: ترک کر دینا، چھوڑ دینا، تیاگنا۔

تد: تب، اس وقت۔

ترپولیا : سہ درا، تین دروازوں والا، بڑا پھاٹک جس میں سے شاہی جلوس گزرے، وہ مقام جہاں ایک ہی سمت میں برابر برابر تین دروازے ہوں۔

ترنا : پار اترنا۔

ترہ اوا : خوش پوشاکی، رنگیلاپن، خودنمائی۔

ترہکا : صبح، سویرا، علی الصبح۔

تلپٹ کرنا : اجاڑ دینا، برباد کرنا۔

تلوے سہلانا : بہلانا پھسلانا۔ مائل کرنا، رجھانا۔

تمتمانا : گرمی یا دھوپ وغیرہ سے چہرے یا رخساروں کا لال ہو جانا۔

توڑا : پاؤں کا ایک زیور، گلے کا زیور (۲) روپیوں کی تھیلی، ہزار روپے کی تھیلی۔

تھرتھراہٹ : دہشت، ڈر، خوف، کپکپی۔

تھکا : جمی ہوئی چیز، ڈلا، ڈھیر، پگھلا ہوا سونا چاندی۔

تھل بیڑا : پتہ، سراغ، نشان۔

تھلک : ڈبک، چمک، جھلملاہٹ، تھرتھراہٹ۔

تھلکا دینا : پلپلا کر دینا، ہلا دینا، پچکوے دینا، اوپر تلے کر دینا، لرزا دینا۔

ٹک : ذرا۔

ٹوڑی / ٹوڈی : ایک راگنی کا نام۔

ٹہوکا / ٹھوکا : اشارہ جو انگلی، ہاتھ، بازو یا کہنی مار کر کیا جائے۔ مجازاً ضرب یا چوٹ۔

ٹہوکا کھانا : اثر لینا، متاثر ہونا، چوکنا ہونا۔

ٹیسو : پلاس یعنی ڈھاک کا پھول جس سے زرد رنگ حاصل ہوتا ہے۔

ٹیکا : نشان، ٹھپہ، قشقہ، خصوصیت کا نشان، چھاپ۔

ٹھاٹھ / ٹھاٹ : (۱) اسباب، ساز و سامان (۲) دھوم دھڑکا، ہنگامہ، دھوم دھام، (۳) شان و شوکت۔

ٹھاٹھ باندھنا : بندوبست کرنا، ساز و سامان کرنا، تیاری کرنا، شان و شوکت ظاہر کرنا۔

ٹھاٹھ کرنا : بندوبست کرنا، انتظام کرنا۔ اہتمام کرنا، ساز و سامان مہیا کرنا، عیش کرنا۔

ٹھاکر : دیوتا، دیوتا کی مورت (مجازاً) سردار۔

ٹھٹھولی کرنا : ہنسی مذاق کرنا، خوش طبعی سے کام لینا۔

ٹھُڈی کپکپانا : ٹھوڑی ہلانا۔ (مراد) ناز و انداز دکھانا۔

ٹھکانا لگنا : سراغ ملنا، پتہ چلنا، نشان پایا جانا، کھوج ملنا۔

ٹھنڈی ٹھنڈی چھانہ (نہ) چلے جانا : دفع ہو جانا، ہوا کھانا، خوشی خوشی چل دینا، ہنسی خوشی روانہ ہو جانا، بغیر حیل و حجت کے روانہ ہو جانا، جان بچا کر روانہ ہو جانا۔

ٹھور رہنا : ٹھکانے لگ جانا (کنایۃً) نہ بچنا، برباد ہو جانا، پتہ نشان مٹ جانا۔

ٹھوکا / ہُوکا : انگلی، ہاتھ، کہنی، یا مونڈھے کی خفیف سی ضرب، یا ضرب کے ذریعے اشارہ (مجازاً) چرکا، صدمہ۔

جات : پھل، ثمر

جاہی : ایک قسم کی پھلجھڑی جیسی آتشبازی۔

جپنا : ورد کرنا، وظیفہ پڑھنا (مراد) درود پڑھنا، ثنا کرنا۔

جٹا : بڑے بڑے بال، گندھے ہوئے بال۔

جُجُونتی / ججے ونتی / جاجُونتی : ایک راگنی کا نام

جد / جدوں : جب

جدھر کو منہ (منھ) پڑے گا : جس طرف خدا لے جائے گا، جس طرف کا رُخ ہو جائے گا۔ (منزل یا راہ غیر معین ظاہر کرنے کے موقع پر)

جلترنگ : ایک قسم کا ساز جس میں پانی بھری پیالیوں کو چوب سے بجاتے ہیں۔

جماوٹ : ٹھہراؤ، پختگی، پائیداری، محفل وغیرہ کی محویت، دلچسپی اور رنگ پر آنے کی کیفیت۔

جماؤ : اجتماع، اکھٹ، ہجوم، بھیڑ، جماوٹ۔

جم جانا : ڈٹ کر بیٹھنا، پلوتھی مار کر بیٹھنا، اطمینان سے بیٹھنا۔

جمھانا : جماہی لینا، جسم کا تناؤ اور سستی دور کرنے کے لیے منھ کھولنا۔

جنم اشٹمی / جنم اشٹمیں : کنھیا جی کا یوم ولادت، بھادوں کی اندھیاری کا آٹھواں دن جب کرشن جی پیدا ہوئے، اور اس سے متعلق تقریب، جلوس یا میلہ۔

جنا } : جو جنا گیا ہو، پیدا شدہ، زائیدہ۔
جنی } [(مذکر)؛ = مرد (مؤنث)، عورت]
(مراد) مرد، عورت۔

جوت : چمک، رونق، روشنی۔

جوتی : ایک راگنی کا نام۔ (مجازاً)

جوتی سروپ : نورانی شکل۔

جوڑا ملانا : ایک دوسرے کو اکٹھا کر دینا، ساتھی بنانا، دو ایک جیسوں کو ایک جگہ کر دینا۔ نر و مادہ کا میل کرنا یا کرانا۔

جوڑ توڑ : برابری، مقابلہ، ہم پلہ، کفو۔

جوڑ توڑ ٹٹولنا : رشتہ ناتہ کرتے وقت، جملہ صفات وغیرہ معلوم کرنا۔ دولھا دلہن کے حسب نسب، مرتبہ و عزت وغیرہ کی جانچ پڑتال کرنا۔

جوگ سادھنا : فقیر ہونا، جوگی بننا، دنیا چھوڑ دینا۔

جونرا : کھتا، کھٹلا (مراد) مال خانہ، خزانہ۔

جونرے بھونرے : خزانے، مال خانے۔

جوہی : ایک قسم کی آتشبازی جس میں سے بہت سے پھول نکلتے ہیں۔

جہاں تہاں : اِدھر اُدھر، بے ٹھکانے۔

(جی) اکٹھا کرنا : (دل کو) تسلی دینا۔

جی آنا : فریفتہ ہونا، دل کا مائل ہونا۔

جی بکھرنا : دل گھبرانا، دل پریشان ہونا۔

جی ٹھہرنا : اطمینان ہونا، ڈھارس ہونا۔

جی چلا : بہادر، دلیر، بے خوف، بے باک، منچلا۔

جی کو جی سے ملاپ ہے : "دل را بدل راہ است" کا ترجمہ۔

جی کھلنا : خوش ہونا۔

جی کھولنا : خوش ہونا، دل سے رنج و غم دور کرنا، بھڑاس نکالنا۔

جی نتھنوں (نتھنوں) میں آنا } ناک میں دم آنا، نتھنوں میں دم آنا، بہت تنگ ہونا، بہت زیادہ پریشان ہونا۔

جی ہاتھ میں ہونا : دل قابو میں ہونا، بے چین نہ ہونا، مطمئن ہونا۔

جے پال : ایک ہندو بھگت اور اوتار کا نام۔ زمین کا دیوتا، رب الحیات، زندگی کا دیوتا۔

جیسا منہ ویسی تھپڑ
جیسا منہ ویسا تھپڑ
(تھپیڑ) } جو جس لائق ہوتا ہے اس سے ویسا ہی سلوک کیا جاتا ہے۔ جیسی ذات ویسی بات۔

جیو : جی، دل، من۔

جھاڑ : روشنی کا آرائشی آلہ جس میں شیشے کے کنول اور لڑیاں وغیرہ بکثرت ہوتی ہیں۔ دیکھنے میں جھاڑ معلوم ہوتا ہے۔

جھانٹا : ٹُنڈا، بکھیڑا، جھنجھٹ۔

جھروکا : دریچہ، روشندان، کھڑکی، سیرگاہ، منظر۔

جھم جھماہٹ : چمک دمک، جگمگاہٹ، روشنی۔

جھنجھنانا : بجانا، سنسانا، جھنکارنا۔

جھنکاڑ : لنڈمنڈ درخت، بے پتوں کا پیڑ، سوکھا درخت۔

جھولنا : ڈانواں ڈول رہنا، پریشانی میں مبتلا رہنا، لٹکنا، اٹکنا۔

جھولی بھربھر : خوب سا، حسب منشا، بہت سارا، ڈھیروں۔

جھینکنا جھینکنا : رونا، افسوس کرنا، دکھڑا بیان کرنا۔

چال ڈھال : طور طریق، طرز و روش انداز۔

چاؤ چوچ : ارمان، شوخ، ناز، لاڈ، ناز نخرہ، لاڈ پیار۔

چت : ، من، جی۔

چت چاہا : دل پسند، مرغوب طبع، دل لگتی، من بھاونا۔

چٹ : نشان، دھبا، ٹیکا

چٹ لگ جانا : ٹیکا لگ جانا، بدنام ہوجانا۔

چٹکی : انگوٹھے اور انگشت شہادت کے بیچ میں گوشت لے کر نوچنے یا ملنے کی کیفیت و حالت۔ (مراد) ایسی بات یا حرکت جو کسی کے دل پر اثر کرے۔

چٹکی لینا : چٹکی بھرنا، نوچنا، چٹکی سے اشارہ کرنا، شوخی کرنا، شرارت سے چھیڑنا، طعنہ آمیز بات کہنا۔

چرائیو : چرانا، چگانا (برج)

چڑھاوا : وہ گہنا پاتا جو منگنی یا برات کے دن دولہا کی طرف سے دلہن کو پہنایا جاتا ہے، بری۔

چڑھاوا چڑھانا : منگنی یا شادی کا زیور دلہن دیا جانا، بری دینا۔

چکّی : چکر، گھیر، گردش، گھماؤ۔

چکّی سی لگ جانا : چکّی کی طرح گردش میں آنا، چکر بندھنا، اس طرح گھومنا کہ دائرہ بن جائے۔

چکّی میں دلوانا : سخت سزا دینا، پسوانا، جان سے مار دینا۔

چلبلی / چلبلا: شوخ، چنچل، زندہ دل، بے چین، شریر۔

چل نکلنا: آپے سے باہر ہو جانا، گھمنڈ کرنا، اترانا، حد سے گزر جانا، گستاخ ہو جانا۔

چنبیلی: آتش بازی کی ایک قسم جس میں سے چھوٹے چھوٹے زرد و سفید پھول جھڑتے ہیں۔

چندر: چاند، ماہتاب۔

چندن: صندل

چنڈول: پالکی، ڈولی، سکھپال ایک زنانہ سواری جسے کہار اٹھاتے ہیں۔

چنگھاڑ پڑنا: شور و غوغا اٹھنا، فریاد و فغاں کی آواز بلند ہونا، چیخ پکار مچنا

چنگھاڑ مارنا: نعرہ لگانا، گرجدار آواز نکالنا

چوٹ: جوڑا، مقابل (مجازاً)، ملاپ۔

چوچا۔ چوچلا / چونچلا: ناز نخرہ، لاڈ پیار۔

چوکڑی بھول جانا: سٹ پٹا جانا، گھبرا جانا، ہوش نہ رہنا، تیزی جاتی رہنا، مدہوش و مست ہو جانا۔

چوتکہ، چوتکی: چار قافیوں والا (مراد) رباعی [(ہندی) چو بولا، چمولا سے ممیز کرنے کے لیے رباعی کے لیے یہ لفظ اختراع کیا گیا]

چونڈا لہانا: پریشان ہونا، مصیبت مول لینا، بال بکھیرنا۔

چہچہا، چہچہی: نہایت شوخ، سرخ رنگ

چہل: دل لگی، خوش طبعی، خوش مزاجی، ہنسی ٹھٹھا، دھوم دھڑکا، رونق، ہنسی خوشی کا ہنگامہ۔

چھاتی کے کواڑ کھلنا: حیرت زدہ ہو جانا، بھونچکا رہ جانا، انتہائی خوش ہونا۔

چھاڈنا، چھانڑنا: نچوڑنا۔

چھالا: پوست، کھال، سوکھی کھال۔

چھانہ / چھاؤں: چھاں، چھانوں، چھایا، سایہ، پرتو، عکس، پرچھانواں، مشابہت۔

چھانا: ۱۔ محیط ہونا، غلبہ کرنا۔ سایہ فگن ہونا۔
۲۔ گھر بنا لینا، بس جانا، رہ پڑنا
۳۔ پھیلنا۔

چھانہ دینا / چھاؤ دینا: مشابہ ہونا، پرتو ظاہر ہونا، نقل ہونا۔

چھپاؤ: پردہ، حجاب۔

چھپر کھٹ : پردے دار مسہری، چھت گیری والا پلنگ، وہ مسہری جس پر سائبان اوپر دے لگے ہوئے ہوں۔

چھت باندھنا: سایہ فگن ہونا، پٹاؤ کرنا، سائبان بنانا۔

چھتّا: چھتراؤ، گتھاؤ، گھن، گھن دار گھناور۔

چُھٹ : بجز، سوا، علاوہ، چھوڑ کر۔

چھولھے میں جائے
چولھے میں جائے } آگ لگے، خاک میں ملے، بلا سے، ستیاناس جائے، (کوسنا، بد دعا)

چولھے میں ڈالنا: کچھ سروکار نہ رکھنا (اظہار بیزاری کے لیئے یا کسی شے کے بے مصرف ہونے کے موقع پر کہتے ہیں) بے مصرف یا بے کار خیال کرنا۔

چھیڑنا : بجانا، کوئی دھن یا راگ کسی باجے میں بجانا، راگ وغیرہ. شروع کرنا۔

داتا: خدا، رزاق، آقا، مالک۔

دان دینا: بخشنا، عطا کرنا، بخشش کرنا۔

دکھتا
دکھتی } تڑپا دینے والا، دکھ والا، کسک والا، دل آزار، رنج دہ، تکلیف رساں۔

دل بادل: ۱۔ جمگھٹ، جھنڈ، فوج، گروہ، ۲۔ گہری گھٹا۔

دن پھرنا: نحوست دور ہونا، خوش قسمتی کا زمانہ آنا۔

دنتڑی: دانت کی تصغیر۔ دانت، دنداں۔

دندنانا: مزے اڑانا، عیش کرنا۔

دوب: نرم اور عمدہ گھاس۔

دوہا: بیت، شعر۔ ایسا شعر جس کے دونوں مصرعوں میں ردیف وقافیہ یا قافیہ ہو، مثنوی کے طرز کا شعر۔ غزل کا شعر۔

دیپک: ایک راگ کا نام۔

دیکھتوں: ناظرین
دیکھتا: ناظر } (مراد) تماشائی۔

دیکھنا دکھنا: نظارہ کرنا، سیر کرنا، تماشا دیکھنا۔

دھاری: اختیار کرنے والا، رکھنے والا۔

دھام: ایک قسم کا لمبا سانپ جو گائے بھینسوں کو چمٹ کر ان کا دودھ پی جاتا ہے، عموماً تانیث "دھامن" مستعمل ہے۔

دھام: جگہ، استھان، گھر۔

دھڑکا: خوف، ڈر۔

دھڑی: تہ، لکیر، خط۔

دُھن: خیال، شوق، لگن۔

دھن پر اڑنا: کسی بات کے پیچھے پڑ جانا۔ کسی خیال یا شوق کو پورا کرنے میں لگ جانا۔

دھن بھاگ: خوش قسمتی، خوبیٔ قسمت۔

دھن مہاراج: کلمہ آفرین و تحسین، تعریف و توصیف کیا کہتے ہیں مہاراج کے۔

دھنا، داہنا: سیدھا، راست، دایاں

دھنک: پتلا گوٹا۔

دھوندلکا: منہ اندھیرا، نور کا تڑکا، جب کچھ کچھ تاریکی ہو۔

دھیان کا گھوڑا: اشہب تخیل کا ترجمہ۔ تصور، خیال

ڈار: گلہ، جانوروں کا جھنڈ، پرندوں کا پرا۔ ریوڑ، غول، قطار

ڈال رکھنا: رکھ چھوڑنا، روک رکھنا۔ محفوظ کر لینا۔ بچا رکھنا۔

ڈاگ / ڈانگ: پہاڑ کی اونچی چوٹی، (کنایتاً) بہت بوڑھا۔

ڈانک: وہ رنگیلا پنا جو چمک کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ عموماً نگینے کے نیچے یا آرائشی ساز و سامان پر لگاتے ہیں۔

ڈنگ: پہاڑ۔

ڈبرا: پانی جمع ہونے کی جگہ (مراد) جھیل، جوہڑ، پانی کا گڑھا۔

ڈنڈ: بازو۔

ڈنڈوت: بندگی، آداب، تسلیم۔

ڈنڈوت کرنا: آداب بجا لانا، دونوں ہاتھ جوڑ کر بندگی کرنا۔

ڈول: ۱۔ کھیت کی اونچی حد (مراد: علاقہ، خطہ) ۲۔ ڈھنگ، طور، صورت، شکل ۳۔ جتن، رسم و رواج، دستور، طریقہ ۴۔ رنگ ڈھنگ، وضع، انداز، کیفیت، حالت۔ ۵۔ بنیاد، جڑ، سبب، علت۔

ڈول ڈال: جڑ، بنیاد، خاکہ، سبب، علت، وجہ، بنا، طور طریقہ۔

ڈول کرنا: بنیاد رکھنا (مراد) سلسلہ قائم کرنا، طریقہ اختیار کرنا۔ اہتمام کرنا، بندوبست کرنا۔

ڈومنی: گانے بجانے والی، میراثن، کنجری، رنڈی۔

ڈھاڑی / ڈھاڈی: ۱۔ چیخنے والا، دڑوکنے والا۔ ۲۔ پنجابی گویا، میدان جنگ میں ہمت بڑھانے والی نظمیں گانے والا، رجز گانے والا۔

ڈہڈہا: ترو تازہ، سرسبز و شاداب، خوش رنگ، شوخ رنگ۔

ڈھب: طریقہ، طور، ڈھنگ، طرح

طرح، وسیلہ، ذریعہ، انداز، قسم شکل۔

ڈھب سے: کسی طور، ڈھنگ کے ساتھ۔

ڈھیبنا: ڈھکنا۔

ڈھڈھام / ڈھڈھا: شوخ رنگ، سرسبز و شاداب (منظر)

ڈھل ڈھل پڑنا: بن بن کر گرنا، لڑھکنا۔

ڈھلنا: مائل ہونا، متوجہ ہونا۔

رات کا سائیں سائیں ہونا: رات کا سناٹا چھا جانا۔

راتا، رتّا: لال، سرخ۔

رام جنی: ہندو طوائف۔ ہندو رنڈی۔

رام سندر: ایک قسم کی کشتی۔

راؤ چاؤ: خوشی، دل لگی، ناز نخرہ، انداز، خوش ادائی۔

رائی کو پربت کر دکھانا: چھوٹی بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا۔ رائی کا پہاڑ بنانا۔

رتنا: سرخ۔

رتھ: ایک برجی دار چوپہیا آرام دہ سواری جس میں بیل یا گھوڑے جوتے جاتے ہیں۔

رُچ: خواہش، رغبت۔

رچاوٹ: ۱۔ رنگت کی شوخی، مہندی سے رنگین ہونے کی عمدہ کیفیت۔
۲۔ شادی کے کاروبار کی پھیلاوٹ یا شان و شوکت۔
۳۔ دھوم دھام، شوخی۔

رچنا: (کنایۃً) زیب دینا، بھلا لگنا۔

رس: خوشی، نشہ، کیف، مستی۔

رس (راس) رہس، سوانگ۔

رس دھاری / راس دھاری: سانگی، کھیل تماشا کرنے والا۔ کرشن اور گوپیوں کا سانگ بھرنے والا۔

رس دھام: عشرت گاہ، عیش محل، طرب منزل، عشرت کدہ۔

رس کا ٹپکنا: جوش جوانی کا ظاہر ہونا، حسن کی کیفیت کا نمایاں ہونا، خوبصورتی کا اثر انداز ہونا۔

رس کر لینا: سوانگ بھرنا (مراد) ناز و انداز دکھانا، (بناوٹی) روٹھ جانا۔

رکھائی: بے رخی، بے مروتی، بے توجہی، انکار، بداخلاقی، روکھاپن۔

رکھائی دینا / رکھائیاں دینا: بداخلاقی سے پیش آنا، بے التفاتی کرنا۔

رنڈی: عورت، استری۔

روپ : حال، ڈھنگ، شکل، صورت، جلوہ، رنگ ڈھنگ، ہئیت، طور، طرح، طریقہ، کیفیت، گت، وضع۔

روپا : چاندی، چاندی کا، سفید۔

روپ پکڑنا : اصلی حالت پر آنا، شکل اختیار کرنا، ڈھنگ پر آنا، بھیس بنانا۔

روپ دھرنا : شکل اختیار کرنا، ہئیت بنانا، سج دھج بنانا، بھیس بھرنا۔

روپہلا سنہرا : سرخ و سفید، گنگا جمنی، رپہلا۔

روکاوٹ / رکاوٹ : تاخیر، کشیدگی۔ روک، بندش، دیر۔

رونداہٹ / روندھاہٹ : روہانساپن، غمگینی، رنجیدگی، گلے میں آواز کا پھنس جانا۔

روندھا ہوا : رنجیدہ، روہانسا، غمگین۔

رہس : ناچ گانے کا تماشہ۔ کرشن جی اور گوپیوں کا ناچ گانے کا کھیل۔

ریت : رسم، رواج، طور طریقہ۔

ریل پیل کرنا : دھکم دھکا کرنا، دھکیلنا۔

ریندھنا : کھانا تیار کرنا، پکانا، ابالنا۔

سادھو بلاس : ایک محل کا نام، سادھوؤں کے آرام کرنے کی جگہ، سادھوؤں کا مہمان خانہ، خانقاہ، درویش خانہ

سارنگ : دیپک راگ کی ایک راگنی۔

سامھنے : (قدیم) سامنے۔

سامھنے آنا : پیش آنا، واقع ہونا، وقوع میں آنا۔

سانگ / سوانگ : کھیل، نقل، ظریفانہ نقل، روپ بھرنے کا تماشا۔

سانگ آنا : روپ دھارا جانا، تماشا ہونا۔ تماشا کرنے والوں کی منڈلی کا وارد ہونا۔

سائیں سائیں کرنا : سناٹا ہونا، ہو حق ہونا۔

سبھ مہورت / شبھ مہورت : اچھی گھڑی، نیک ساعت۔

سپھل : نیک شگون، اچھی فال، نیک انجام، اچھا، مبارک، نیک انجام، کارآمد۔

سچڑی : سچائی (سچ سے مشتق ہے لفظ خواہ "سچڑی" یا "سچری" بولا جاتا ہے کتاب میں مہو کاتب نظر آتا ہے کہ سچڑی لکھا گیا ہے)

سدا سہاگن بنا رہنا : ہمیشہ دلہن کی سی سج دھج بنائے رکھنا، ہر وقت سولہ سنگھار کیے رکھنا۔

سدھ : یاد، خبر، آگاہی، علم۔

سُدھ : ہوش۔

سدھ کلیان / شدھ کلیان : ایک راگنی کا نام۔

سراوٹھائے / سراُٹھائے } بلا خوف و خطر، بلا جھجک، بے اندیشہ۔

سراہنا: تعریف کرنا، گن گانا، حمد کرنا۔

سُرت: یاد، سوچ، خیال۔

سرت لگنا: یاد رہنا، دھیان رہنا۔

سر چیپک دینا: زبردستی کسی کے سر لگا دینا یا کسی کے ذمے ڈالنا۔

سر رہنا: زندہ بچنا، سلامت رہنا، زندگی باقی رہنا۔

سردھرا / سردھری } سردار، بلند رتبہ، سرخیل، سرگردہ۔

سردُھننا / سردھننا } افسوس کرنا، سخت صدمے کی وجہ سے سر دے مارنا، غصے یا حسرت سے سر ہلانا، حال بے حال ہونا۔

سرستی / سرسوتی } علم و ہنر کی دیوی۔

سر منڈاتے ہی اولے پڑنا } ابتدا ہی میں مصیبت میں مبتلا ہو جانا، شروع ہی میں نقصان یا خرابی واقع ہونا۔

سر ہوڑانا: شرم کرنا، شرمانا، جھینپنا۔

سر ہلانا: (کسی کام کے بجالانے کی دعوت دینے کے موقع پر) سر کو حرکت دینا۔ (مراد) ہاں! دیکھیں کہ کیسے بجالاتے ہو۔

سر ہونا: ذمے ہونا۔

سسکی: سی کی آواز، سسکاری، آہ جو کسی درد یا خلش کی وجہ سے نکلے۔

سکت: طاقت، ہمت، جرأت۔

سکت گرو: شکتی دیوتا، موکل طاقت۔

سکھ پال: پالکی، ڈولی، میر عورتوں کی سواری

سکھ چین نگر: آرام و آسائش کی جگہ، محل، ایوان، آرامگاہ۔

سماوٹ: سمائی، کھپت، بھرت، گھل مل جانے کی حالت و کیفیت، بھرپور پن، جاذبیت۔

سمدھن: دولہا اور دلہن کی مائیں (آپس میں ایک دوسرے کی سمدھن کہلاتی ہیں)

سمھال / سنبھال: روک تھام، بچاؤ، محافظت۔

سمیں سمے / سما } وقت، ہنگام، رُت، فصل، دور۔

سمیٹنا: انجام کو پہنچانا، سنبھالنا۔ (معنی ۱) کسی کام کا بندوبست کرنا (۲) اکٹھا کرنا، مجتمع کرنا، سکیڑنا۔

سناٹا: زور دار آواز، خوفناک آواز۔

سنگیت: کورس، وہ گانا جو بہت سے آدمی مل کر گائیں، وہ تماشا جس

میں گانا باجا اور ناچ ہو۔ گانا جو ساز اور ناچ کے ساتھ ہو۔

سنگھار / سنگار : زیب و زینت، آرائش، بناؤ سجاؤ۔

سنگاسن / سنگھاسن : ۱۔ شاہی تخت، تخت، راج گدی۔ ۲۔ عام تخت، شادی کی چوکی۔

سنگوٹی : خوبصورتی کے لیے جانوروں کے سینگوں پر چڑھایا جانے والا خول۔

سنمکھ، سنمکھ : سامنے، مقابل، روبرو۔

سوت : (پانی یا روشنی پھوٹنے کی جگہ، (پانی یا روشنی کی) دھار، (کنایۃً) چشمہ۔

سوچکنا : سوچ بچار کرنا، تذبذب میں پڑنا، جھجکنا، ہچکچانا۔

سوجھانا / سجھانا : بتانا، واقف کرنا، ظاہر کرنا۔

سولہ سنگھار / سولہ سنگار : زیب و زینت، ہر طرح کی آرائش، عورتوں کا بناؤ سنگار۔

سوں کھینچنا : دم سادھنا، سانس روکنا۔

سونا مکھی : ایک اعلیٰ قسم کی کشتی۔

سونے کے پانی سے لکھنا : آب زر سے لکھنا، کنایۃً اہم قرار دینا، نمایاں کرنا۔

سوہا : سرخ۔

سورٹ / سورٹھ : ایک راگنی کا نام

سوہلا : نرالی اور دلچسپ تر بات۔

سوہا : دلچسپ واقعہ۔

سوہلا / سولھا : تعریف کا گیت، مراد خوشی یا شادی کا گانا۔

سوہنی : ۱۔ ایک راگنی کا نام۔ ۲۔ خوبصورت۔

سہاگ : لاڈ، پیار، خوش نصیبی۔

سہاگن : (کنایۃً) دلہن، نئی شادی شدہ۔

سہاناپن : خوبصورتی، اچھائی، حسن، سندرپن۔

سہانی، سہانا : عمدہ، خوبصورت۔

سہائے : مدد، امداد۔

سے : سو۔

سی : جیسی، مانند۔

سیام سندر : ایک عمدہ قسم کی کشتی۔

سینے پروتی : سینے پرونے والی۔

سیلی : ریشم یا سوت کی کالی ڈوری جو جوگی اپنے گلے میں ڈالتے ہیں۔

سیلی تاگی : سوت کی سیاہ ڈوری جو جوگی گلے میں ڈالتے ہیں۔

سیوا : خدمت۔

کانگڑا / کانگڑا : ایک راگنی کا نام

کام : خواہش، مرضی۔

کام دھینو: اندر کی گائے جس سے جو کچھ طلب کریں اس کے پستان سے نکل آئے۔ ایک نادر روزگار گائے۔

کامریا، کمریا: کمر

کان پکڑنا: کسی کی ہنرمندی کے مقابلے میں اپنی عاجزی ظاہر کرنا، قائل ہونا، استاد ماننا، توبہ کرنا۔

کان رکھنا: دھیان دینا، غور کرنا۔

کان مروڑنا: تنبیہ کرنا، ہدایت کرنا۔

کانھڑا، کانڑا: ایک راگنی کا نام:

کبجا: کرشن جی کی گوپیوں میں سے ایک گوپی کا نام۔

کپڑا لتہ: کپڑا وغیرہ، نیا پرانا کپڑا۔

کٹ تال: ایک ساز جو چھوٹی مچھلیوں کے مانند لکڑی یا پتھر کے چار ٹکڑوں سے بنایا جاتا ہے جنھیں آپس میں ٹکرا کر گت ملاتے ہیں۔

کُٹ کرنا: دوستی چھوڑنا، یارانہ ختم کرنا۔

کچھ: کچھوا۔ وشنو کا ایک اوتار ہے جو کچھوے کی شکل میں ظاہر ہوا۔

کچھار: دریا کا کنارہ، دریا کے نزدیک نشیبی زمین، کھولا، وہ ترائی جہاں شیر رہتا ہے۔

کچھ چلنا: تدبیر کارگر ہونا، بات مانی جانا، زور رہونا۔

کچھ دال میں کالا ہے: کوئی بھید ہے۔ کوئی راز ہے۔ کوئی شبہ والی بات ہے۔

کچھنا: کسنا۔

کچھو: کچھا، جانگیا، گھٹنا۔

کھچاوٹ: کھچاؤ۔ کشیدگی، کشش جذب، خوبصورتی۔

کدار۔ کدارا: دیپک راگ کی ایک راگنی کا نام۔

کدم: آتشبازی کی ایک قسم، جس میں سے کرنیں پھوٹتی ہیں۔

کر: طور سے۔ کر کے۔

کر کے: رعایت سے، لحاظ سے۔ (مراد) نام سے۔

کرنے میں آنا: عمل میں آنا، کیا جانا، بجالایا جانا۔

کرچھال: چھلانگ، اچھل کود، زقند، جست۔

کرچھالیں مارنا: اچھل کود کرنا، زقندیں بھرنا۔ چھلانگیں لگانا۔

کرن: سنہری یا روپہلی گوٹے کے تار۔ سنہری یا روپہلی تاروں کی روکا والا گوٹا۔

کریل: ایک قسم کی خاردار جھاڑی۔

کڑوا کسیلا ہونا: بدمزہ، تلخ اور ناگوار ہونا (مراد) رنج و غم سہنا، سختی اور مصیبت میں پھنسا ہونا۔

کڑوی بات: ناملائم بات، ناگوار طبع بات، سخت بات (مراد) چھیڑ چھاڑ کی بات۔

کڑی پڑنا: مصیبت آنا، دقت پیش آنا آفت آنا، بلا میں پھنسنا۔

کڑی جھیلنا: مصیبت اٹھانا۔

کڑے پہرے آنا: سختی سے پیش آنا، بدسلوکی کرنا۔

کس کا مونہ (منہ): کس کا حوصلہ، کس کی ہمت کس کی جرأت۔

کُسنبھ، کُسنب، کُسم، کُسمبھ: کرڈ کا پھول جس سے سرخ رنگ حاصل کیا جاتا ہے۔ مجازاً سرخ رنگ، شہاب۔

کشن نواس: ایک محل کا نام، (کرشن جی کے رہنے کی جگہ)

کل دھوت: چاندی، چاندی سونا۔

کل کا پتلا: مشینی مورت، چابی دار کھلونا، (مراد) انسان۔

کلیجہ تھرتھرانا، کلیجا تھرتھرانا: خوف سے کانپنا، بہت زیادہ خوف زدہ ہونا۔

کلیجے ٹکڑے ہونا: دل پھٹ جانا، بہت زیادہ صدمہ ہونا۔

کمہار: برتن بنانے والا (مراد) خالق۔

کنج۔ کونج: قاز، کلنگ، راج ہنس۔

کنچن: سونا۔

کنچنی: طوائف، رنڈی، ناچنے گانے والی عورت۔

کنوتیاں اٹھانا: چوکنا ہونا، ہوشیار رہنا (خطرے کے احساس سے کان کھڑے کرنا)

کنھیا: شری کرشن جی، کنایۃً معشوق، محبوب۔

کنھیا بننا: سر پر مکٹ لگانا، آراستہ و پیراستہ ہونا، سج دھج بنانا۔

کوک پڑنا: چیخ پکار ہونا، شور و غوغا ہونا، چیخ بلند ہونا، چلاہٹ مچنا۔

کون ہو: تمھاری حیثیت کیا ہے۔ تمھارا حسب نسب، ذات پات، قوم قبیلہ کیا ہے۔ تم میں کیا خوبی اور ہنر اور اچھائی ہے۔

کہنا سننا: برا سلوک، تنبیہ، دخل، حکم۔

کہنا سننا: بات چیت کرنا، ربط ضبط رکھنا۔

کہنے اور کرنے سے پھیر رہنا: قول و فعل میں فرق ہونا، قول کا فعل سے دور ہونا، گفتار و کردار کا یکساں نہ ہونا۔

کہنے میں آنا: ناقابل بیان ہونا، بیان نہ کیا جا سکنا، بیان سے باہر ہونا۔

کیسر: زعفران۔

کیوڑا: ایک خوشبودار پودے کا نام، جس

کا پھول بے حد خوشبودار ہوتا ہے اور اس سے عرق کشید کیا جاتا ہے۔

کھٹائی میں پڑنا: مصیبت میں گرفتار رہنا، بکھیڑے میں پھنسنا۔

کھٹ راگ: جھنجھٹ، جنجال، جھگڑا، قضیہ۔

کھٹ راگ لانا: قضیہ اٹھانا، جھگڑا پیدا کرنا، جھنجھٹ نکالنا۔

کھٹ للت: ایک راگنی کا نام۔

کھچا کھچ: بکثرت، بہت زیادہ، خوب۔

کھلاڑی: (مراد) خالق، کردگار، خدا، پرماتما۔

کھنباج، کھماچ: ایک راگنی کا نام

کھنڈ جانا، کھنڈنا: گرنا، بکھرنا، تتر بتر ہونا، پھیلنا۔

کھنڈسال: کھانڈ بنانے کا کارخانہ۔

کھوٹ کھونا: برباد کرنا، گنوانا، کسی کام کا نہ رکھنا، تہس نہس کر ڈالنا۔

کھوج لگانا: پتہ نشان معلوم کرنا، تلاش کرنا۔

کھولنا: بے تکلف بنانا، شرمیلے شخص کی جھجک دور کرنا۔ راز ظاہر کرنے کے لیے باتوں کے ذریعہ آمادہ کرنا، بیان کرنا ظاہر کرنا۔

کھیل کا بگڑنا: تماشا ختم ہونا، بازی مٹ جانا، سوانگ ختم ہونا۔

کھیل ہونا: معمولی بات ہونا، کچھ مشکل کام نہ ہونا۔

گاتی: چادر یا دوپٹے کو دونوں کاندھوں پر ڈال کر سینے پر باندھنے کی شکل، وہ چادر وغیرہ جسے کاندھوں کے اوپر سے لا کر سینے پر باندھا جاتا ہے۔

گاتی بجاتی: گانے بجانے والی، رقاصہ و مغنیہ، نرتکا، نرتکی۔

گاڑھ: مصیبت، مشکل، آفت۔

گاڑھ پڑنا: مصیبت آنا، جھگڑا اٹھنا۔

گانٹھ میں کسنا: قابو میں کرنا، قبضے میں لینا، پلے میں لے لینا۔

گاہک: طلبگار، مانگنے والا، طالب، (مجازاً) محبوب، پیارا۔

گائن: گانے والی عورت، ڈومنی۔

گت: ۱۔ حالت، خرابی، بری حالت۔
۲۔ تال سر کا بھاؤ۔

گٹھ جوڑ: میل ملاپ، شادی، بیاہ، گرہ بندھنی۔

گٹکا: پارہ وغیرہ سے تیار کی ہوئی طلسمی گولی جس کے متعلق مشہور ہے کہ اس کے منہ میں رکھنے سے اڑنے کی طاقت آ جاتی ہے۔

گٹھ جوڑا: ۱۔ گٹھ بندھن، شادی، بیاہ
گرہ بندھن (ہندوؤں میں شادی
کے پھیروں کے وقت دولھا
اور دلھن کے پلّوں میں جو گرہ
باندھی جاتی ہے اسے گٹھ بندھن
اور گٹھ جوڑا کہتے ہیں)
۲۔ ملاپ، اتحاد، اتفاق، سازباز۔

گدگدانا: چھیڑنا، اکسانا، برانگیختہ کرنا۔

گدرایا ہوا: نیم پختہ، گداز، جوانی پر آیا ہوا۔
پرشباب، جوبن سے بھرپور۔

گدگدی: ترنگ، امنگ، جوش۔

گسائیں، گوسائیں: گایوں کا مالک، جوگی، سنت،
مہنت۔

گُھنڈی: گرہ در گرہ، گنجلک، شکن، بل،
گتھی۔

گنگا جمنی: سرخ و سفید (مراد سونے چاندی کا)

گنواری: گاؤں کی بولی، دیہاتی بولی،
غیر مستند زبان

گوپی: گوالن، کرشن جی کے ساتھ گائے
چرانے والی لڑکیوں میں سے
ہر ایک کا لقب۔

گوت: خاندان، حسب نسب۔

گوتھا / گتھا: مدہوش، محو، الجھا ہوا،
دُھت۔

گوتھے رہنا / گتھے رہنا: محو رہنا، مدہوش رہنا، الجھنا،
دھت رہنا۔

گوٹ: حاشیہ، کنّی، کناری۔

گوجری: ایک راگنی کا نام۔

گورکھ: محافظ آسمان، موکل رعد (دیوتا
اندر) زمین کا دیوتا، سانڈ والا یا
والا (دیوتا) پہاڑی دیوتا، گائے
کا محافظ، پہاڑ کا رہنے والا۔

گوری: ایک راگنی کا نام۔

گوکھرو: کٹوری نما مڑا ہوا گوٹا۔

گوئیاں: سہیلی، عورت کی دوست عورت

گویّا: گانے والا، موسیقار، مطرب۔

ہن برسنا: روپیہ برسنا، دولت نازل ہونا،
سونے کی بارش ہونا۔

ہندوی پن / ہندی پن: ہندی زبان کی کیفیت و
حالت۔

ہنڈول: ایک راگ کا نام، پانچواں
راگ۔

ہنڈولا: خاص انداز کا بنا ہوا جھولا۔

گہنا: زیور۔

گیّاں: گائیں۔ گائے کی جمع (بقاعدہ
جمع قدیم اردو)

گیندا: آتشبازی کی ایک قسم جس میں
سے بڑے بڑے پھول جھڑتے ہیں۔

گھاٹ: دریا کا کنارہ، جہاں سے پانی بھرا جائے یا دریا کو پار کیا جائے۔ پل۔

گھاگ: تجربہ کار، ہوشیار، چالاک، خرانٹ۔

گھرانا: خاندان، خانوادہ، کُٹم، قبیلہ، کنبہ۔

گھبراہٹ: وحشت، پریشانی، ہکابکا پن۔

گھر گھاٹ پانا: رنگ ڈھنگ، طور طریق معلوم کرنا، وضع قطع جاننا، تمام باتوں سے واقفیت اور آگاہی حاصل کرنا، سارے بھید جاننا۔

گھر کرنا: قیام کرنا، جمنا، بسنا، قبضہ کرنا، سما جانا۔

گھگھیانا / گھگیانا: گڑگڑانا، منت سماجت کرنا۔

گھوڑا پھینکنا: گھوڑا اڑانا، گھوڑا دوڑانا، پیچھا کرنا۔

گھوڑے کی پیٹھ لگنا: سوار ہونا۔ سوار ہو کر جانا۔

لاج: شرم، حیا، غیرت۔

لاج چھوڑنا: بے حیا بن جانا، بے شرم ہونا، شرم و حیا اٹھا رکھنا۔

لال ٹین: آتشبازی کی نلی یا خول جس میں بارود کے ساتھ پٹاخے اور ستارے وغیرہ بھر کر چھٹاتے ہیں اور وہ اس میں سے باری باری نکلتے ہیں۔ "رومن کینڈل"

لالڑی: چھوٹا لال، یاقوت۔

لپّا: گوٹا، لچکا۔ گوٹے کی ایک قسم۔

لپٹ جھپٹ: دھینگا مشتی، چھیڑ چھاڑ، ہاتھا پائی۔

لپیٹ پپیٹ کے: چھپا کر، چپکا کر۔

لتّہ: پرانے کپڑے کا ٹکڑا، دھجی (عموماً "کپڑا لتہ" استعمال ہوتا ہے)

لٹکا: افسوں، ٹوٹکا، شعبدہ، داؤ۔

لجیانا / لجانا: شرمندہ ہونا، شرمانا۔

لچکا / لچک: ہچکولا، نزاکت کی حرکت، جھکاؤ، نرمی، ملایمت، جھٹکا۔

لچکا: ہچکولے کھانے والی کشتی، وہ کشتی جس میں لچک ہو، ایسی کشتی جس میں ہنڈولے کی طرح ہچکولے آتے ہوں (مراد) ناز اور لچکیلی کشتی۔

لکھوٹ: دستاویز، عہد نامہ، لکھائی، لکھا پڑھی۔

لگا: لے کر، شروع ہو کر (اظہار آغاز و ابتدا کے لیے)

لگاوٹ: کشش، جاذبیت، اُکساوا، ترغیب، ابھارا، الجھاوا، لگن، تعلق، رجحان، لگاؤ۔

لگ چلنا: ساتھ ہولینا، دوستی بڑھانا، بھڑ کر چلنا، نزدیک ہوجانا، تعلق یا واسطہ رکھنا۔

لوٹ پوٹ ہونا: تڑپنا، بےچین ہونا، بےقرار ہونا، بےحال ہوجانا، عاشق ہونا، مشتاق ہونا۔

لوچ: نزاکت۔

لوک: جہان، ملک، عالم، دنیا۔

لوہو: لہو، خون۔

لوہو برسنا: خون خرابہ ہونا، قتل و خون ہونا، خونریزی ہونا، سخت جنگ ہونا۔

لہرا دینا: اڑادینا، پھیلا دینا۔

لہلہا: تروتازہ، لہراتا ہوا۔

لے بھاگ: اٹھائی گیرا، ڈاکو، اغوا کرنے والا، لے کے اڑ جانے والا۔

لینا: پکڑنا، پھنسانا، قبضہ جمانا۔

ماتھا: پیشانی، ردکار، عمارت کا اگلا اور اونچا حصّہ۔

ماتھا ٹھنک جانا: خطرے سے آگاہ ہونا، برے

ماتھا ٹھنکنا: انجام کا پہلے سے علم ہوجانا، آنے والی مصیبت وغیرہ کا اندازہ وقرائن سے اندازہ ہوجانا۔

ماتھا رگڑنا: عاجزی کرنا، خوشامد کرنا، منت سماجت کرنا۔

مائی ڈالنا / متی ڈالنا: خاک ڈالنا، خیال نہ کرنا، توجہ نہ دینا، ختم کردینا، دفنا دینا۔

مالا جپنا: وردکرنا، وظیفہ پڑھنا، تسبیح پڑھنا۔

مالسری: ایک راگنی کا نام۔

ماں: میں۔

مانجھا: شادی میں مائیوں کا زرد جوڑا۔

مٹھائی: مٹھاس، شیرینی۔

مٹ (مٹھ، مڈھ) بھیڑ ہونا: آمنا سامنا ہونا، اتفاقاً ملاقات ہونا۔

مٹھی میں ہونا: قبضے میں ہونا۔

مچھ: وشنو کا پانچواں اوتار جو مچھلی کی صورت میں ظاہر ہوا تھا، بڑی مچھلی۔

مچھندر: بڑی بڑی مونچھوں والا، بدصورت، مسخرا آدمی، وشنو کا ایک اوتار۔

مچھندر ناتھ: ایک دیوتا کا لقب، وشنو کا ایک اوتار۔

مچھی: مچھلی۔

مچھی بھون: ایک محل کا نام وہ محل جس کے حوضوں یا تالاب میں خوبصورت مچھلیاں بادشاہوں یا امیروں کے دل بہلاوے کے لیے

چھوڑی گئی ہوں، تال ماہی
تالاب ماہی، حوض ماہی۔

مدھ: شراب، نشہ، مستی۔

مرگ: ہرن، چکارا۔

مرت / مرتا: بے جان، مردہ، فانی۔

مردنگ: ایک طرح کی ڈھولک، جو طبلے کی طرح بجائی جاتی ہے۔

مرگ چھالا: ہرن کی بالوں سمیت کھال جس پر بیٹھ کر عبادت کرتے ہیں۔

مرلی: بانسری نَے۔

مسوسنا: غم کرنا، افسوس کرنا، صدمے کے باعث دل پر ہاتھ رکھنا۔ رنجیدہ ہونا، کسمسانا، تلملانا۔

مسی کی دھڑی: مسی کی تہ، خاص انداز سے دانتوں میں مسی کی جمائی ہوئی تہ۔

مسیں بھیگنا: سبزہ نمودار ہونا، جوانی کے آثار ظاہر ہونا۔

مکھ بات: بالمشافہ گفتگو۔

مکھ بات ہو کے: زبانی گفتگو کے باوجود۔

مکھ پات ہونا: منہ پڑنا، روبرو ہونا، آمنے سامنے ہونا۔

مکھڑا: چہرہ، (مکھ کی تصغیر) رخ، رو۔

مکٹ: مور تاج، وہ تاج جو ہندو دولھا کے سر پر رکھتے ہیں۔

مَلُوَلا کھانا / مُلملا کھانا: افسوس کرنا، غم کرنا، حسرت بھرنا، ارمان رکھنا، رنجیدہ ہونا، غمگین ہونا۔

منتری: چھوٹا منتر، معمولی کلام۔ وید کا چھوٹا سا اشلوک۔

منڈیا، مونڈیا: سر۔

منڈیا ہلانا: انکار کرنا، سر ہلا کر منع کرنا۔

منڈھنا / مڑھنا: کاغذ وغیرہ چڑھانا۔ پوشش کرنا۔

موا: نامراد، خانہ خراب۔

موتی پرونا: کوئی کام عمدگی سے کرنا، سلیقے سے کام کرنا، (کنایتہً) ناز و انداز سے یا پیاری پیاری باتیں کرنا۔

مور پنکھی: مور کی طرح بنی ہوئی ایک خوبصورت کشتی۔

مورت: مجسمہ، بے جان جسم۔

مور چھل کرنا: مور کے پروں سے بنا ہوا پنکھا جھلنا، چنور یا چونری ہلانا، مگس رانی کرنا۔

مور مکٹ: مور کی دم کے مماثل تاج، خوبصورت تاج، مور کے پروں کا بنا ہوا تاج، ہندوؤں کا ایک قسم کا سہرا۔

موگرا: موسل (مراد) سخت نبے لوچ۔

موندنا: بند کرنا۔

موںھ: زبان، قوت گویائی، حوصلہ، ہمت۔

موںھ پر لانا: ظاہر کرنا، پیش کرنا، سامنے کہنا، روبرو بیان کرنا۔

منھ پر ہاتھ پھیرنا: آگاہ کرنا، جتانا، بدلہ لینے کا ارادہ ظاہر کرنا۔ اپنے دعوے کے اظہار یا دوسرے کے دعوے کی تردید کے لیے اشارہ کرنا، بدلہ لینے کا اشارہ کرنا۔

موںھ پڑنا: حوصلہ پڑنا، جرات ہونا۔

موںھ پھوڑ کر: بے حیائی کے ساتھ، بے شرم بن کر، دلیری سے۔

موںھ تھتھانا
منھ تھتھانا: خفگی ظاہر کرنا، منہ سُجانا۔ منہ پھلانا، بگڑنا، خفا ہونا، ناراض ہونا، تیوری چڑھانا۔

موںھ چنگ
منھ چنگ
منچنگ: بانسری کی قسم کا ایک باجا جو منہ سے بجایا جاتا ہے۔

موںھ چومنا
منھ چومنا: پیار کرنا، بوسہ لینا۔ پیار لینا۔

موںھ دکھائی
منھ دکھائی: رونمائی، پہلی مرتبہ دلہن کا منھ دیکھتے وقت کا وہ تحفہ یا نذرانہ جو دولھا کے رشتے دار دیتے ہیں۔

مہا کٹھن: بڑی مشکل، بڑی مصیبت۔

مہرا: سامنا، آگا، پیش۔

مہراجن
مہراجوں: مہاراج کی جمع بقاعدہ قدیم ہندی، بڑا راجا۔

مہراجوں کے مہاراج
مہاراجوں کے
مہاراج: شہنشاہوں کا شہنشاہ۔

میگھ: ایک راگ کا نام، جو ساون بھادوں میں گایا جاتا ہے۔

ناتا: رشتہ، شادی بیاہ۔

ناتا جوڑنا: رشتہ قایم کرنا۔

ناچ نچانا: کرتب کرانا، حیران کرنا۔ اپنی مرضی کے مطابق کام کرانا۔ تنگ کرنا، دق کرنا۔

نادرہ شکتی: موسیقی کی دیوی۔

ناک اونچی کرنا
اونچی ناک کرنا: عزت بخشنا، سرخروئی دینا۔ عزت بڑھانا، آبرو بخشنا۔

ناک بھوں چڑھانا: بدمزہ ہونا، ناراض ہونا، آزردہ ہونا، بگڑنا۔

ناک چڑھانا: غصے ہونا، برافروختہ ہونا، بگڑ جانا، ناراض ہوجانا۔

ناک رگڑنا: عاجزی کرنا۔ منت سماجت کرنا۔

ناہ توہ: انکار، منع، نانکڑ۔

ناہ توہ کرنا / ناہ ہِمکرنا: نانکڑ کرنا، انکار کرنا، حیل حجت کرنا۔

نِپٹ: بالکل، بہت زیادہ، سخت، سرتاسر، پورا۔

نَچوَیّا: رقاص، ناچنے والا، نچیّا، نچنیا۔

نِدان: آخرکار، بالآخر۔

نرسنگھ: وشنو کا چوتھا اوتار، جس کا سر شیر کا سا تھا۔

نگوڑا / نگوڑی: کم بخت، منحوس، نامراد

نِجا نلجّی: بے شرم، بے حیا، بے غیرت۔

نلجّی: (بات وغیرہ) بے شرمی کی، بے حیائی کی، بے غیرتی والی۔

نواڑا: چھوٹی ناؤ۔

نواس: محل، مکان، حویلی، گھر، ٹھکانا۔

نوچی کھسوٹی / نوچا کھسوٹا: تباہ حال، پریشان، غارت زدہ۔

نول: نیا۔

نول بیاہی: نو بیاہتا، نئی شادی شدہ۔

نوکیلی: نوک دار، نوک والی۔

نئے سرے: از سرِ نو۔

نیند نِروں سونا: خوابِ غفلت میں پڑنا، بہت زیادہ غافل ہونا۔

نیہ: لگاؤ، پیار، محبت، پریت، عشق۔

واچ، واچا: کلام، بات۔

واچھڑے: واہ وا (کلمۂ تعجب و انبساط)

واری (پھیری) / پھیرے ہونا: صدقے ہونا، نچھاور ہونا، تصدق ہونا۔

وُوں: اُس طرح۔

وَرے: اِدھر، اِس طرف۔

وہیں / وونہی: اسی طرح، فوراً، ترت، بلاتاخیر۔

ہاتھ جوڑنا: خوشامد کرنا، منت سماجت کرنا، ادب کرنا۔

ہاتھ دھونا: ناامید ہونا۔ بیزار ہونا۔

ہاتھ ہلانا: گاتے میں نرتکی بھاؤ بتانے کے لیے ہاتھوں سے اشارہ کرنا۔

ہارسنگھار: ایک قسم کا سفید پھول جس کی ڈنٹھل زردی رنگ کی ہوتی ہے ان ڈنٹھلوں سے زرد اور سنہرا رنگ حاصل کیا جاتا ہے پودے کو بھی ہارسنگھار کہتے ہیں۔

ہتیا: قتل، خون۔

ہتھ پھول: آتشبازی کی ایک قسم جس میں سے پھول جھڑتے ہیں۔ یہ بھی پھلجھڑی کی طرح ہوتا ہے۔

ہچر مچر: تذبذب، ہچکچاہٹ، جھگڑا ٹنٹا، دھکڑ پکڑ، رکاوٹ۔ پس و پیش، ٹال مٹول۔

ہربڑی }
ہڑبڑی }: بے تابی، اضطراب، بے قراری:

ہرناکس: ایک بہت بڑا ہندو راجہ جو صاحب اقتدار ہو کر دیوتاؤں کا دشمن ہوا۔

ہریالی }
ہریاول }: سبزہ زار، مرغزار۔

ہڑبڑی: جلدی، گھبراہٹ۔

ہک ندھک }
ہک نہ دھک }: بے سمجھے سوچے، دفعتہً اچانک، یکایک۔

ہکا بکا: حیران، پریشان، حیرت زدہ، متعجب، بھونچکا۔

ہنستا ستارا: ایک قسم کی آتشبازی۔

ہنستی سپاری: آتش بازی کی ایک قسم۔

ہواؤ: حوصلہ، ہمت، طاقت۔

ہونٹھ پپڑانا: پیاس کی شدت کی وجہ سے ہونٹوں کا خشک ہو جانا۔ خشکی سے ہونٹوں پر پپڑیاں جمنا۔

ہوئے ہے: ہائے ہے، ادھو، ہاں ہاں، واہ واہ، کیا کہنا (کلمہ فجائیہ)

ہیر پھیر: آمد و رفت، مسافت، طول و عرض، گھیر، گھماؤ، دور، چکر۔

ہمن کلیان (ہمن کلیان): ایک راگنی کا نام۔